قال اللہ تبارک وتعالیٰ

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ

طائفہ منصورہ کا دِفاع

انتخاب

الكافية الشافية للانتصار الفرقة الناجية

المعروف

قصیدہ نونیہ

ناظم

قدوة السالكين عمدة المحدثين حجة الإسلام

امام ابن قیم الجوزیة دمشقی

ترجمہ اشعار و توضیح مطالب

ابو مسعود

عبد الجبار سلفی

(ایم اے۔ ایم او ایل، سابق مدرس جامع سلفیہ فیصل آباد)

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ

طائفہ منصورہ کا دِفاع

انتخاب

الكافية الشافية في الانتصار للفرقة الناجية

المعروف

قصیدہ نونیہ

ناظم

امام ابن قیم الجوزیۃ دمشقی

عبدالجبار سلفی

DARUSSAYYAF
دار السیاف

دین اسلام کی نشر و اشاعت کا شائی ادارہ

نام کتاب .... **قصیدہ نونیہ**

تالیف .... **امام ابن قیم الجوزیۃ دمشقی**

ترجمہ اشعار و توضیح مطالب .... عبدالجبار سلفی

اشاعت اول 1993ء

اشاعت دوم .... یکم جون 2014ء

ناشر: مرکز تفہیم القرآن والسنۃ، جامع مسجد سعد بن ابی وقاص حجرہ شاہ مقیم

تعداد 1100

قیمت ....

دار السیاف

لاہور: سیکنڈ فلور، رحمان پلازہ، بالمقابل جلال دین ہسپتال، مچھلی منڈی، اردو بازار
(042-3736412) 0333-8242703-0321-7440323

گوجرانوالہ: تعمیر اخلاق روڈ، حاجی غلام حسین کالونی 0321-6487621

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ طبع اوّل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

طائفہ منصورہ یعنی اہل حدیث مسلمانوں کو سید الانبیاء ﷺ کی دعوت توحید اور آپ ﷺ کی محبوب سنتوں کا وارث ہونے کی بنا پر، منطقی طور پر انہی الزامات اور بہتانات کا نشانہ بنا پڑا ہے جو مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر لگائے جاتے تھے مثلاً یہ کہ:

- جناب رسالت مآب ﷺ (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گستاخ ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ انہیں ابن اللہ نہیں مانتے اور نہ ہی انہیں حاجت روا، مشکل کشا سمجھتے ہیں بلکہ قرآن کی یہ آیت پڑھ دیتے ہیں:

﴿اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا﴾[المائدة 5:76]

”کیا تم اللہ کے سوا، اس کی پرستش کرتے ہو جو تمھارے نفع و نقصان کا مالک نہیں۔“

- اہل حدیث صاحبان پر بھی یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ (عیاذاً باللہ) گستاخ رسول ہیں کیونکہ یہ آپ کو نور من نور اللہ نہیں مانتے اور نہ ہی حوائج اور مشکلات کے وقت انہیں پکارنا جائز سمجھتے ہیں اور قرآن کی یہ آیت پڑھ دیتے ہیں:

﴿وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ﴾[الانعام 6:17]

”اور اگر اللہ تجھے کسی تکلیف میں مبتلا کردے تو اس کے سوا کوئی مشکل کشائی نہیں کرسکتا۔“

- یہود و نصاریٰ کو جناب رسالت مآب ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ اعتراض تھا کہ وہ نہ

نہ یہودی ہیں نہ عیسائی۔ اس لیے وہ کہتے تھے کہ:

﴿كُونُوا هُودًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا﴾[البقرة 2: 135]

''تم یہودی بنو یا عیسائی تب تم ہدایت پاؤ گے۔''

■ اس طرح طائفہ منصورہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ نہ سہروردی ہیں، نہ نقشبندی اور نہ ہی یہ حنفی ہیں نہ شافعی، نہ مالکی ہیں نہ حنبلی اور انھیں دعوت دی جاتی ہے کہ یا تو کسی سلسلے کی بیعت کرو یا کسی فقہی مذہب کی تقلید کرو لیکن یہ ان کو جواب دیتے ہیں کہ ہمیں محمدی سلسلے کی پیروی نے مختلف سلاسل کی بیعت سے اور قرآن و سنت کی اتباعت نے کسی فقہی مذہب کی تقلید سے بے نیاز کر دیا ہے۔ بقول حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کہ ''فتوحات مدنیہ (احادیث نبویہ) مارا از فتوحات مکیہ بے نیاز کرد۔''

■ مشرکین مکہ کو جناب رسالت ماب ﷺ پر اعتراض تھا کہ یہ لات و منات اور ہبل، ود، یغوث، یعوق، نسر جیسے ولیوں۔اور حضرت ابراہیم و اسماعیل اور حضرت عیسیٰ ؑ جیسے پیغمبروں کا منکر ہے کیونکہ یہ ان کے آستانوں پر جبین نیاز جھکانے اور وہاں پر نذر نیاز کو شرک کہتا ہے اس لیے وہ آپ کو مجنون، شاعر، ساحر، صابی وغیرہ القاب سے پکارتے تھے۔

اس طرح مسلم نما متصوفین طائفہ منصورہ پر یہ بہتان لگاتے ہیں کہ یہ بزرگوں اور پیغمبروں کا منکر ہے کیونکہ یہ ان کے آستانوں پر جبین نیاز جھکانے اور ان کے نام پر نذر و نیاز دینے کو شرک قرار دیتا ہے، اس لیے وہ انھیں گستاخ، وہابی، نجدی وغیرہ القاب سے پکارتے ہیں اور اس بات سے بے خبر ہیں کہ وہابی کا معنی (اللہ والا) اور نجدی کا معنی (سربرآوردہ قوم اور) سردار قوم کے ہیں اور حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ بھی نجد کے قبیلہ قرن سے نسبت کی وجہ سے نجدی تھے۔(دیکھئے ڈاکٹر کبیر احمد جائسی کی کتاب ''ایرانی تصوف'' صفحہ:۲۰۷)

■ اس طرح یہود و نصاریٰ زبانی کلامی تو تورات و انجیل اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ ؑ پر

ایمان کا دعویٰ کرتے تھے لیکن عملاً احبار و رہبان کی باتوں کو اتھارٹی سمجھتے تھے اس طرح مقلدین زبانی کلامی تو قرآن اور مبعوث بالقرآن پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عملاً اپنے شیوخ و ائمہ کی باتوں کو پتھر پر لکیر سمجھتے ہیں اور حدیث رسول کو رد کرتے ہیں اور قرآن کی تاویل کر کے اپنے شیوخ کو سچا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

حجتہ الاسلام قدوۃ المحققین امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے اپنے اس قصیدے میں جو پانچ ہزار آٹھ صد اٹھائیس (۵۸۲۸) اشعار پر مشتمل ہے، ان بہتان بازوں اور مکاروں کی فریب کاریوں کا ایسا پردہ چاک کیا ہے کہ اس وقت سے آج پندرھویں صدی تک اس کا جواب نہ بن سکا اور نہ بن سکے گا۔ ان شاء اللہ۔ سچائی ویسے بھی موثر اور زوردار ہوتی ہے لیکن اسے شعر میں بیان کیا جائے تو اس کا اثر اور رنگ اور ہی ہوتا ہے لیکن نظم و نثر میں یکساں قدرت رکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں یہ خاص ملکہ چند برگزیدہ ہستیوں کو نصیب ہوا ہے جن میں امام ابن قیم سرفہرست ہیں۔

امام ابن قیم کو محدث و مفسر، اصولی و متکلم، ادیب اور مفکر، عابد اور زاہد کی حد تک تو دنیا جان چکی تھی لیکن ان کے شعری ملکہ کی حیثیت کا اندازہ ان کے اس قصیدے سے ہوا جسے پڑھ کر مخالف و موافق علماء و ادباء دنگ رہ گئے کہ اتنا طویل قصیدہ جو اشعار پر مشتمل ہے اور ہر شعر (ان) پر ختم ہوتا ہے اور علم کلام کے دقیق مسائل کی پیچیدگیوں کی عقدہ کشائی کر کے اس کی گمراہیوں کا پردہ چاک کرتا ہے یہ کمال نہیں تو اور کیا ہے؟

ہمارے اسلاف کرام اس قصیدے کو زبانی یاد کیا کرتے تھے اور اس کے ایمان افروز اشعار سے ایمان کی محفلیں گرمایا کرتے تھے بلکہ میرے استاذ محترم حضرت العلام محدث گوندلوی رحمتہ اللہ علیہ ان اشعار کو مترنم آواز سے تنہائیوں میں مزے سے گنگنایا کرتے تھے ان اشعار میں جو لطافت و حلاوت کبھی تھی ویسی آج بھی ہے۔ یہ اشعار جرأت و استقلال

کا سبق بھی ہیں اور ایمان کی تازگی کا باعث بھی لیکن:

شکایت ہے مجھے یارب خداوندان مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

ہمارے مدارس کے مہتمم صاحبان کا فرض تھا کہ وہ اس لائق مصنف کی کتابوں کو نصاب میں شامل کرتے اور نہ سہی لیکن اتنا تو ضرور کرتے کہ ہر فن میں اپنے اسلاف کرام امام ابن تیمیہ، ابن قیم، نواب صدیق حسن کی ایک ایک کتاب ضرور رکھتے کم از کم اس قصیدے کی ان فصول کو تو ضرور شامل نصاب کرنا چاہیے جو اس دور کے مسائل سے تعلق رکھتی ہیں۔

بزرگوار مہتمم صاحبان سے دردمندانہ گزارش ہے کہ خدارا وقت کو غنیمت سمجھیں اور کافیہ، شافیہ، میبذی، صدرا، ملا جلال، شرح تہذیب وغیرہ کو دریا برد کر کے امام ابن تیمیہ، ابن قیم، شاہ ولی اللہ، نواب صدیق حسن خان اور امام شوکانی کی مصنفات کو جگہ دیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے گا اور نوجوان نسل آپ کو لسان صدق سے یاد کرے گی راقم الحروف نے اپنے اہل ایمان بھائیوں کے ایمانوں کو تازگی دینے کی خاطر اس عظیم الشان قصیدے کے منتخبات کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے اور اشعار کے مطالب کی توضیح کی ہے ۔رب العزۃ جَلَّ مَجْدُہٗ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ انہیں شرف قبولیت بخشے۔اور اس کا ثواب میرے استاد حافظ عبدالمنان نورپوریؒ اور حافظ زبیر علی زئی کو بھی عطا فرمائے کہ انھوں نے اس پر ازراہِ شفقت نظر ثانی فرمائی۔اور اس میں اغلاط کی درستگی کی طرف توجہ دلائی۔

[وَاللّٰہَ أَسْأَلُ اَنْ یَّجْعَلَ عَمَلِی ھٰذَا خَالِصًا لِرِضَاہُ وَلَا یَجْعَلَ لِاَحَدٍ فِیْہِ شَیْئًا] آمین

ناچیز

ابو مسعود عبدالجبار سلفی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طائفہ منصورہ کی مساعی مشکورہ پر ائمہ اعلام کا خراج تحسین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَ بَعْد

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کوئی انسان یا جماعت ایسی نہ ہوگی جسے تمام لوگوں نے اچھا سمجھا یا کہا ہو ایک عرب شاعر نے کتنی خوبی سے اس حقیقت کو اپنے شعر میں بیان کیا ہے کہ

مَنْ فِي الدُّنْيَا مَنْ تُرْضٰى سَجَايَاهُ كُلُّهٗ

كَفٰى بِالْمَرْءِ شَرَفًا اَنْ تُعَدَّ مَعَايِبُهٗ

''کہ دنیا میں بھلا ایسا کوئی آدمی ہے جس کی سب خصلتیں لوگوں کو پسند ہوں؟ کسی آدمی کے عالی مرتبہ ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ عالی اقدار سے تہی دامن لوگ اس کے عیب شمار کرتے پھریں۔''

البتہ یہ دیکھنا چاہیے کہ کسی انسان یا جماعت کو اچھا یا بُرا کہنے یا سمجھنے والے کا اپنا وزن یا قد کاٹھ کیا ہے؟ کیونکہ دنیا میں ایسے ناقدین بھی ہیں جو اللہ عزّ وجلّ اور اس کے مصطفین اور اخیار بندوں کے ہاں مچھر کے پَر برابر بھی وزن نہیں رکھتے لیکن وہ نفسانیت سے مغلوب ہو کر آسمانِ شریعت کے ستاروں اور ہدایت کے میناروں پر تھوکنے کی کوشش میں اپنا منہ گندا کر لیتے ہیں اور علم و عمل کے پہاڑوں کو ٹکریں مار کر اپنے سر زخمی کروا بیٹھتے ہیں اور ان پہاڑوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ان پر عربوں کی یہ ضرب المثل صادق آتی ہے۔

لَنْ يَّضِيْرَ السَّحَابَ نَبَاحُ الْكِلَابِ

اس قدیمی روایت کے مطابق طائفہ منصورہ اہل حدیث کے ساتھ صدیوں سے ایسا ہوتا چلا آ رہا ہے اور ان کے حاسدین ان کے خلاف فضا خراب کرتے چلے آ رہے ہیں لیکن بقول علامہ محمود آلوسی بغدادی (بتغیر یسیر)

لَقَدْ بَلَغَ الْمُحَدِّثُوْنَ سَمَاكَ بِفَضْلِهِمْ

بَدَتْ كَعَدَدِ النُّجُوْمِ عِدَاهُمْ

رَمَوْهُمْ عَنْ حَسَدٍ بِكُلِّ كَرِيْهَةٍ

لٰكِنْ مَا نَقَصُوْا عُلَاهُمْ

''جب محدثین کرام اپنی ایمانی خوبیوں کی بدولت آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گئے تو ان کے حاسدین برساتی جڑی بوٹیوں کی طرح چاروں طرف سے اُگ پڑے۔ انھوں نے آتش حسد سے جل کر ان پر ہر طرح کے بہتان لگائے لیکن ان کی فلک بوس شان کو گھٹا نہ سکے۔''

اہل بدعت آپس میں ہزاروں اختلافات کے باوجود، طائفہ منصورہ اہل حدیث کے برخلاف پروپیگنڈے میں بیک زبان مصروف ہیں اور انھیں حَشْوِیَہ، مجسمہ، مُشَبِّھَہ، وَھابِیّہ، نَجْدِیَّہ وَغیرہ ناموں سے پکارتے ہیں اور ان کی دعوت اصلاح اور رجوع الی القرآن والسنۃ کو دبانے اور ان کے جذبۂ جہاد کو بھسم کرنے کے لیے بریلی، دیوبند کا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا متحرک ہو چکا ہے اور سبز و سیاہ پگڑیوں والے دن رات ان کے خلاف پروپیگنڈے میں مصروف ہیں لیکن

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
کہ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

کائنات کے ہادی و مرشد سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

صدیوں قبل بشارت سنائی تھی کہ

[لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِیْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ (وَ فِیْ رِوَایَةٍ) وَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَى الْحَقِّ مَنْصُوْرَةٌ لَا یَضُرُّ مَنْ خَذَلَهُمْ وَ مَنْ خَالَفَهُمْ

''کہ میری امت میں سے ایک گروہ حق پر قائم اور منصور رہے گا اور اس کی نصرت سے پیچھے ہٹنے اور اس کی مخالفت کرنے والا ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ (الحدیث)

امام ابو الحسن محمد بن عبد الہادی سندھی حنفی اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:'' [طَائِفَةٌ] سے مراد لوگوں میں سے ایک جماعت ہے اور لفظ طَائِفَةٌ یا تو قلت کی وجہ سے نکرہ استعمال کیا گیا ہے یا تعظیم کی وجہ سے، یعنی ان کی قدر و منزلت عظیم ہے اور وہم و گمان سے بھی بڑھ کر ہے، اور یہ لفظ [طَائِفَةٌ] تکثیر کا محتمل بھی ہے کیونکہ وہ قلت تعداد کے باوجود کثیر سمجھے جائیں گے اور ہزار تک تعداد رکھنے والے لوگ اس گروہ کے ایک فرد کے برابر بھی نہ ہوں گے اور آپ ﷺ کے فرمان [مَنْصُوْرِیْنَ] سے مراد ان کا دلائل و براہین سے یا شمشیر و سناں سے فتح یاب ہونا ہے اور مصنف کتاب (امام ابن ماجہ) نے اس حدیث کو اس باب میں ذکر کر کے دلائل و براہین سے مسلح اہل علم کا گروہ لیا ہے (حاشیہ سنن ابن ماجہ:۱/۷) یعنی [هُمْ اَقَلُّوْنَ فِی النَّاسِ عَدَدًا وَ اَعْظَمُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ قَدْرًا]

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ طائفہ مُتَکَلِّمِین میں سے ہے یا مُتَصَوِّفِیْنَ میں سے، مُحَدِّثِین میں سے ہے یا مُقَلِّدِین فقہاء میں سے۔

اس بحث پر ہم اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے مُتَقَدِّمِین ائمہ اَعلام اور صلحائے عظام کی تحریروں کی توضیح پیش کریں گے جس سے آشکارا ہو جائے گا کہ طائفہ منصورہ

سے مراد کونسا گروہ ہے۔ جسے قلیل اور کمزور سمجھ کر اسے بُرے القاب سے پکارا جاتا ہے اور اسے خون کے گھونٹ پلائے جاتے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسے اس پر صبر کرنے کے بدلے جنت میں رحیق مختوم کے جام پلائے جائیں گے۔

چنانچہ چوتھی صدی ہجری کے مشہور امام محمد بن حبان ؒ اپنی ''صحیح ابن حبان'' میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد اس طائفہ منصورہ کی مساعی مشکورہ کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

[ثُمَّ اخْتَارَ طَائِفَةً لِصَفْوَتِهِ ، وَ هَدَاهُمْ لِلُزُوْمِ طَاعَتِهِ مِنْ اَتْبَاعِ سُبُلِ الْاَبْرَارِ فِی لُزُوْمِ السُّنَنِ وَالْآثَارِ۔ فَزَيَّنَ قُلُوْبَهُمْ بِالْاِيْمَانِ وَ أَنْطَقَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْبَيَانِ مِنْ كَشْفِ أَعْلَامِ دِيْنِهِ وَ اِتِّبَاعِ سُنَنِ نَبِيِّهٖ، بِالدَّؤُوْبِ فِی الرِّحْلِ وَالْاَسْفَارِ وَ فِرَاقِ الْأَهْلِ وَالْأَوْطَارِ فِیْ جَمْعِ السُّنَنِ وَ رَفْضِ الْاَهْوَاءِ ، وَالتَّفَقُّهِ فِيْهَا بِتَرْكِ الْآرَاءِ ، فَتَجَرَّدَ الْقَوْمُ لِلْحَدِيْثِ وَ طَلَبُوْهُ وَ رَحَلُوْا فِيْهِ وَ كَتَبُوْهُ ، وَسَأَلُوْا عَنْهُ وَ أَحْكَمُوْهُ ، وَ ذَاكَرُوْا بِهٖ وَ نَشَرُوْهُ ، وَ تَفَقَّهُوْا فِيْهِ وَ أَصَّلُوْهُ وَ فَرَّعُوْا عَلَيْهِ وَ بَذَلُوْهُ وَ بَيَّنُوْا الْمُرْسَلَ مِنَ الْمُتَّصِلِ ، وَالْمَوْقُوْفَ مِنَ الْمُعْضَلِ وَالنَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوْخِ وَالْمُحْكَمَ مِنَ الْمَفْسُوْخِ وَالْمُفَسَّرَ مِنَ الْمُجْمَلِ وَالْمُسْتَعْمَلَ مِنَ الْمُحْكَمِ وَالْمُخْتَصَرَ مِنَ الْمُتَقَصّٰى وَالْمَلْزُوْقَ مِنَ الْمُتَقَصّٰى وَالْعُمُوْمَ مِنَ الْخُصُوْصِ وَالدَّلِيْلَ مِنَ الْمَنْصُوْصِ وَالْمُبَاحَ مِنَ الْمَزْجُوْرِ وَالْغَرِيْبَ مِنَ الْمَشْهُوْرِ وَالْفَرْضَ مِنَ الْاِرْشَادِ وَالْحَتْمَ مِنَ الْاِيْعَادِ وَالْعُدُوْلَ

مِنَ الْمَجْرُوْحِيْنَ وَالضُّعَفَاءَ مِنَ الْمَتْرُوْكِيْنَ وَ كَيْفِيَّةَ الْمَعْمُوْلِ مِنَ الْمَجْهُوْلِ وَ مَا حُرِّفَ عَنِ الْمَخْزُوْلِ وَ قُلِبَ عَنِ الْمَنْحُوْلِ مِنْ سَخَايِلِ التَّدْلِيْسِ وَ مَا فِيْهِ مِنَ التَّلْبِيْسِ حَتّٰى حَفِظَ اللّٰهُ بِهِمُ الدِّيْنَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَ صَانَهُ مِنْ ثَلْبِ الْقَادِحِيْنَ جَعَلَهُمْ عِنْدَ التَّنَازُعِ أَئِمَّةُ الْهُدٰى وَ فِي النَّوَازِلِ مُصَابِيْحُ الدُّجٰى فَهُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَ مَأْنَسُ الْأَصْفِيَاءِ]

''ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے چنیدہ و پسندیدہ بندے (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) کے لیے چند لوگوں کو پسند کر لیا اور ان کو اس کی اطاعت کے ساتھ وابستہ رہنے کی ہدایت دی وہ سنن اور آثار سے وابستگی کے معاملے میں ابرار کے راستوں کی پیروی کرنے والوں میں سے ہیں۔ سو اللہ نے ان کے دلوں کو ایمان سے مزین کر دیا اور ان کی زبانوں کو اپنے دین کے حقائق سے پردہ اٹھانے اور اپنے نبی کی سنتوں کی اتباع پر گویا کیا اور انھیں لگا تار کوچ و رحلت کا خوگر بنا دیا اور ان کے لیے گھر بار اور وطنوں کو چھوڑنا (آسان کر دیا) چنانچہ وہ سنن رسول ﷺ جمع کرنے اور خواہشات کو چھوڑنے اور آراء الرجال کو پرے پھینک کر کے (فقط حدیث میں مہارت اور) سمجھ بوجھ حاصل کرنے لگے۔ چنانچہ (طائفہ منصورہ سے منسلک) لوگ علم حدیث کے لیے وقف ہو گئے اور اسے طلب کر کے دم لیا اور اس بارے کوچ و رحلت جاری رکھا اور اسے لکھ لیا اور اس کے بارے میں سوالات کیے اور اسے پختہ کر لیا اور اس کا باہم مذاکرہ اور اسے پھیلایا اور اس میں سمجھ بوجھ حاصل کر کے اس کو اصل بنایا اور اس پر فروعات قائم کیں اور اسے خوش دلی سے بانٹا اور انھوں نے مرسل روایات کو متصل روایات سے، اور موقوف روایات کو معضل روایات سے جدا جدا کر دیا۔

اور ناسخ احادیث کو منسوخ احادیث سے اور محکم (معتبر روایات) کو مفسوخ (شکستہ) سے ایک طرف کر دیا اور مفسر (روایات) کو مجمل (روایات) سے الگ الگ کر دیا اور مستعمل (معمول بہا روایات) کو مہمل (ردّی روایات) سے اور مختصر (روایات کو) مُفصّل روایات سے) چُن چُن کر ان کے (الگ الگ مجموعے مرتب کر دیے۔)

مزید برآں (انہوں نے یہ بھی کیا) کہ اصل اور صحیح آثار سے چپکائے ہوئے (موضوع آثار کو) اور عموم کو خصوص سے اور دلیل کو منصوص اور مباح کو مزجور (ڈانٹ کے مستوجب بنا دینے والے) اعمال سے الگ الگ کر دیا۔ اور انھوں نے غریب الاسناد روایات کو مشہور روایات سے، اور واجب احکام کو بھلائی کی طرف راہنمائی کرنے والے احکامات سے جدا جدا کر دیا۔ (اس طرح) انھوں نے نوید و بشارت والے اعمال کو وعید اور ترہیب والے اعمال سے، اور عادل راویوں کو مجروح راویوں سے الگ کر دیا۔ اور ضعیف رواۃ حدیث کو متروکین سے، اور معمول بہا امور کی کیفیت کو مجہول سے جدا کر دیا۔ اور (اس سلسلے میں انھوں نے خداداد صلاحیت اور فہم و فراست سے) شکستہ حال رایوں کی محروف اور کمزور راویوں کی مقلوب روایات کی نشان دہی کی اور مدلّسین کی تدلیس کے نشانات کو آفتاب نیمروز کی طرح آشکارا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس طائفہ منصورہ (اہل حدیث) کے ذریعے مسلمانوں کے اصل دین کی حفاظت کی اور (کذاب راویوں کی خلاف عقل و نقل اور ضعیف و موضوع روایات کو بنیاد بنا کر) اسلام اور مسلمانوں کو ناحق بدنام کرنے والوں سے بچایا۔ اور جھگڑوں کے وقت انھیں ہدایت کے امام اور اندھیروں کے چراغ بنایا ہے چنانچہ یہی (طائفہ منصورہ) اصحاب الحدیث انبیاء کے وارث اور اصفیاء کے محبوب ہیں۔

محبوب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے اس طائفہ

منصورہ کے شغف و محبت کی وجہ سے اس کے حقیقی قدردان حضرات خواجہ معین الدین اجمیری چشتی رحمہ اللہ نمازِ تہجد میں اپنے حق میں ان الفاظ سے دعا مانگا کرتے تھے۔

[اَللّٰهُمَّ احْشُرْنِيْ مَعَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَ زُمْرَتِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ]

(دیکھئے تذکرۃ الصالحین مؤلفہ مولانا شمس الدین اکبر آبادی)

''کہ اے اللہ قیامت کے دن میرا حشر اہل حدیثوں کے گروہ کے ساتھ کرنا۔''

چوتھی صدی ہجری کے مشہور امام اور مملکت اسلامیہ کے چیف جسٹس حسن بن عبدالرحمٰن رامھرمزیؒ اپنی کتاب ''المحدث الفاصل'' صفحہ:۱۵۹ تا ۱۶۰ پر طائفہ منصورہ (اہل حدیث) کا دفاع کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ حدیث (نبوی) سے پرخاش اور بیر رکھنے اور اہل حدیث سے بغض رکھنے والوں میں سے بعض لوگوں نے اصحاب الحدیث کی عزت گھٹانے اور انھیں لوگوں کی نظروں میں گرانے کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے اور وہ ان کی مذمت کرنے اور ان پر بہتان تھوپنے میں انسانیت کی حد بھی پھلانگ چکے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے علم حدیث کو شرف بخشا ہے اور اس کے حاملین کو فضیلت عطا کی ہے اور ہر مجلس کا فیصل اور حکم بنایا ہے اور اسے ہر علم پر اوّلیت عطا کی ہے اور اس کے حاملین اور اس سے عقیدت رکھنے والوں کا نام بلند کر دیا ہے اور اہل حدیث سائبانِ اسلام کا مرکزی بانس اور ستون ہیں اور دلائل و براہین کے مینار ہیں اور وہ اس فضیلت اور اعزاز کے مستحق کیوں نہ ہوں جب کہ انھوں نے امت محمدیہ کے دین حق کی نگہبانی اور پہرہ داری کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور تنزیل کے (شان) نزول اور اس کے ناسخ منسوخ اور محکم و متشابہ کو محفوظ کر لیا اور ان تمام آثار و احادیث کو لکھ لیا جن میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اور عظمت بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ یہی وہ (مبارک اور خوش نصیب) لوگ ہیں جنھوں نے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی حقانیت پر اعلام و دلائل سے بھرپور تصانیف لکھیں اور آپ ﷺ کی عترت اور آپ ﷺ کے آبا و اجداد

اور قبیلے کے فضائل و مناقب جمع کرنے کے لیے دنیا بھر کے کتب خانے کھنگال دیے اور اس مبارک مقصد کی خاطر دستیاب ہونے والی روایات کی تحقیق و تنقیح کی اور ان کا ثبوت بہم پہنچایا اور انبیائے کرام کی سیرتیں اور شہداء کے مقامات و مراتب اور صدیقین کے واقعات بیان کرنے کا شرف حاصل کیا اور انھی مبارک ہستیوں نے حضرت رسولِ کریم ﷺ کے سفر و حضر اور اقامت و رحلت اور سونے و جاگنے کے اوقات کو قلم بند کر لیا۔

انھوں نے آپ ﷺ کے اشارہ و تصریح، بات چیت اور خاموشی، بیٹھنے اور اٹھنے، کھانے اور پینے، سواری اور لباس، رضا مندی اور ناراضگی، انکار اور قبول جیسے تمام احوال کو محفوظ کر لیا۔ حتی کہ انھوں نے آپ ﷺ کے ناخن تراشنے اور ان سے معاملہ کرنے اور آپ ﷺ کے بلغم خارج کرنے اور اسے پھینکنے کی جہت کو بھی بیان کر دیا اور ان مبارک کلمات کو بھی حفظ کر لیا جو آپ ﷺ ہر موقع پر کہتے اور ان پر عمل کرتے تھے، انھوں نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ انھیں آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے بے حد و حساب محبت تھی وہ چاہتے تھے کہ ہماری طرح تمام لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر جگہ پکڑ لے اور آپ ﷺ کے مبارک اعمال و افعال کی قدر و قیمت ان کے دلوں میں گھر کر لے۔

لہٰذا جو شخص اپنے اوپر اسلام کا حق اور اپنے دل میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی محبت اور عظمت رکھتا ہے، اس کا مرتبہ و مقام اس گھٹیا عمل سے بلند ہے کہ وہ اس مبارک طائفہ منصورہ کی تحقیر و توہین کرے جسے اللہ تعالیٰ نے عزت عطا کی ہے اور اس کے مراتب بیان کیے ہیں اور اس کے دلائل کو غالب کیا ہے اور ان کی فضیلت کو منفرد بیان کیا ہے بلکہ ایسا انسان تو اس سیڑھی پر قدم رکھنا بھی ناروا سمجھتا ہے جو حضرت رسولِ کریم ﷺ کے خُلفاء اور وُرثاء اور وحی متلوّ و غیر متلوّ کے اُمناء کی گستاخی کی طرف بڑھاتی ہو اور دین اسلام کے میزانوں اور قرآن و فرمان رسول ﷺ کے ثقہ راویوں پر

زبان درازی کی طرف جاتی ہو اور نہ ہی وہ ان لوگوں کو بُرا کہنے کا سوچ سکتا ہے جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان مبارک کلمات سے کیا ہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾

[التوبة 100:9]

''اور وہ لوگ جنھوں نے نیک اعمال میں (انصار و مہاجرین صحابہ کرام) کی پیروی کی اور اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔''

آٹھویں صدی ہجری کے مجدد شیخ الاسلام ابو العباس احمد بن عبد الحلیم المعروف امام ابن تیمیہؒ اصحاب الحدیث کے منہج کی صداقت پر لاثانی استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اہل بدعت میں سے ہر فرقہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اسلامی شریعت کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے اور یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جس دین کو لے کر اٹھے تھے وہ اس دین پر اعتقاد رکھتا ہے اور اسے ہی اپنائے ہوئے ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث والآثار کے علاوہ دوسرے فرقوں کے حق پر ہونے اور ان کے اعتقادات کے صحیح ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اہل حدیث کے متاخرین، اپنے متقدمین سے تسلسل کے ساتھ ہر صدی میں اپنا دین حاصل کرتے ہوئے تابعین کرام تک پہنچ گئے اور تابعین نے اپنا دین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حاصل کیا اور صحابہ نے اُس دین کو حضرت رسولِ کریم ﷺ سے حاصل کیا اور جس معتدل اور سیدھے دین کی طرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دعوت دی، اس کی معرفت حاصل کرنے کا اس راستے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں کہ اسی منہج پر چلا جائے جس پر اہل حدیث چلے اور وہ موازنہ جو منہج اہل حدیث کے حق پر ہونے پر دلالت کرتا ہے وہ یہ کہ اگر آپ ان کی جدید اور قدیم تصانیف کا اوّل تا آخر مطالعہ کریں گے تو

باوجود ان کے ممالک اور زمانے کے الگ الگ ہونے اور ان کے گھروں کے دور دور ہونے اور ہر ایک مصنف کے مختلف براعظموں میں مقیم ہونے کے اعتقاد کے باب میں انھیں ایک ہی طرز اور ایک ہی راستے پر چلتے ہوئے پائیں گے۔ نہ تو وہ اس راستے سے منحرف ہوں گے اور نہ دوسرے راستوں کی طرف مائل ہوں گے۔

اعتقاد کے باب میں ان کے دل، ایک ہی دل کی طرح ہیں۔ اس بارے میں ان کی تحریروں میں معمولی سا اختلاف اور فرق بھی نظر نہ آئے گا۔ بلکہ اگر آپ ان کی زبانوں سے صادر ہونے والے اقوال اور ان کے اسلاف کرام سے منقول آثار کو جمع کر کے موازنہ کریں گے تو آپ ان میں اتنی یکسانیت پائیں گے کہ گویا وہ ایک ہی دل سے نکلے ہیں اور ایک ہی زبان سے جاری ہوئے ہیں۔ بتایئے اس طائفہ منصورہ اہل حدیث کے حق پر ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا﴾ [النسآء 4:82]

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا﴾ [آلِ عمرٰن 3:103]

(اس باب میں) اہل حدیث کے اتفاق کا سبب یہ ہے کہ انھوں نے اپنا دین، کتاب وسنت اور (ثقہ اور عادل راویوں سے) نقل کے طریقے سے حاصل کیا تو اس طریق نے ان کو اتفاق واتحاد کا وارث بنا دیا جب کہ اہل بدعت نے اپنا دین، اپنی آراء سے حاصل کیا تو اس عمل نے ان کو فرقہ پرستی اور اختلاف کا

وارث بنا دیا کیونکہ ثقہ اور حاذق اور حافظ رواۃ سے منقول روایات میں اختلاف بہت ہی کم ہے اگر ان میں کسی لفظ یا جملہ کا اختلاف ہوا بھی ہے تو وہ دین میں طعن اور نقصان دہ نہیں ہے۔ جب کہ آراء الرجال اور خیالات اور نظریات میں اختلاف ہی اختلاف ہوتا ہے۔ اتفاق تو آٹے میں نمک برابر بھی نہیں ہوتا۔

ہم نے دیکھا ہے کہ متقدمین اور متاخرین اصحاب الحدیث وہ عظیم لوگ ہیں جنھوں نے ان آثار و احادیث کو جمع کرنے کے لیے عزم و استقلال کے ساتھ سفر کیا اور انھیں جمع کر کے دم لیا اور انھوں نے یہ گرانقدر آثاثہ اصل سرچشموں سے حاصل کیا اور اسے ازبر کر کے شاداں و فرحاں ہوئے اور لوگوں کو ان (صحیح الاسناد آثار و احادیث) کی اتباع کی دعوت دی اور مخالفین کی خرابیوں پر تنقید کی (چنانچہ اس طائفہ منصورہ) کے پاس آثار و آسانید کی کثرت ہوگئی اور اس گروہ کے لوگ اس فن میں یوں مشہور ہوئے جیسے دیگر ماہرین اپنی ایجادات اور مصنوعات سے مشہور ہوئے پھر ہم نے ایسے کم ہمت لوگ دیکھے جنھوں نے اس مبارک عمل کو بھاری پتھر سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ اور صحیح و مشہور احادیث و آثار کی پیروی سے منہ موڑ لیا اور ان کے حاملین و حفاظ کی صحبت سے پرے پرے رہے اور ان آثار پر تنقید کی اور ان کے حاملین پر طعن و تشنیع کے تیر برسائے اور لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کا گھناؤنا شغل اپنایا اور ان کے لیے بری مثالیں وضع کیں اور انھیں برے القاب دے کر بدنام کیا اور انھیں نواصب، مشبھہ، مجسمہ اور حشویہ (اور آج کل وہابیہ، نجدیہ) وغیرہ القاب دیے۔

جب کہ ہم نے مضبوط شواہد اور واضح دلائل کی بنا پر جان لیا کہ ان کو اس طرح کے القاب دینے والے فرقے بذات خود ان القاب کے اصلی مستحق ہیں۔"

(انتھی بمعناہ مختصر الصواعق)

مصلح الدین حافظ بن احمد الحکمی رحمہ اللہ اپنے طویل قصیدے میں تجدید اور مجددین کے تذکرے کے بعد اہل حدیث کی مساعی جلیلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هُمُ الرُّجُوْمُ لِكُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ مِنْ كُلِّ دَجَّالٍ وَ ذِى إِغْوَاء
مِثْلُ الرُّجُوْمِ مِنَ النُّجُوْمِ لِكُلِّ مُسْـ ـترقٍ كما قد صحّ في الأنباء
سُنِّيَّةٌ، أَثَرِيَّةٌ، نَبَوِيَّةٌ لَيْسُوْا أُولِي زَيْغٍ وَ لَا أَهْوَاء
عَمِلُوْا بِمَا عَلِمُوْا وَ قَامُوْا جُهْدَهُمْ لِلّٰهِ بِالشُّكْرَانِ لِلنُّعَمَاء
مَا أُطْلِقَتْ مِنْ بِدْعَةٍ إِعْصَارُهَا إِلَّا ابْتَدَاهَا الْقَوْمُ بِالْإِطْفَاء
فِي كُلِّ جِيْلٍ أَوْ مَكَانٍ أَوْ زَمَا نٍ هُمْ شَجَى بِحَنَاجِرِ الْأَعْدَاء

۞ (ترجمہ) وہ تمام بدعتیوں اور دجالوں اور لوگوں کو گمراہ کرنے والوں کے برخلاف آسمانی چنگارا ہیں۔

۞ ان کی مثال آسمان دنیا کے تاروں میں سے اس شہاب ثاقب کی سی ہے جو چوری چھپے آسمانی خبریں سننے والوں شیطانوں پر گرتا ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں بیان ہوا ہے۔

۞ وہ سنی ہیں، اثری ہیں، نبوی ہیں وہ کج رو اور خواہش پرست نہیں ہیں۔

۞ انھوں نے جو کچھ سیکھا ہے اس پر عمل کیا ہے اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنی توانائیاں صرف کردی ہیں تاکہ وہ اس کی نعمتوں کا شکرانہ بن جائیں۔

۞ جس طرف سے بدعت کی آگ کا بگولا اٹھا تو اس کو بجھانے کے لیے سب سے پہلے اہل حدیث نے پہل کی۔

۞ (یہ شیدایانِ توحید و سنت) ہر معاشرے اور ہر جگہ اور ہر وقت دشمنانِ دین کے حلقوم (گلے) میں ہڈی بنے ہوئے ہیں۔

برصغیر کے حنفی محدث سید محمد مرتضٰی حسینی بلگرامی اپنی کتاب ''اَمالی شیخونیہ'' میں فرماتے ہیں:

عَلَیْکَ بِاَصْحَابِ الْحَدِیْثِ فَاِنَّھُمْ ۔۔۔ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ مَحْفَلِ

وَ لَا تَعْدُوْنَ عَیْنَاکَ عَنْھُمْ فَاِنَّھُمْ ۔۔۔ نُجُوْمُ الْھُدٰی فِیْ اَعْیُنِ الْمُتَاَمِّلِ

لَقَدْ شَرَقَتْ شَمْسُ الْھُدٰی فِیْ وُجُوْھِھِمْ ۔۔۔ وَ قَدْرُھُمْ فِی النَّاسِ لَا زَالَ یَعْتَلِیْ

جَھَابِذَۃٌ شُمٌّ سُرَاتٌ فَمَنْ اَتٰی ۔۔۔ اِلٰی حَیِّھِمْ یَوْمًا فَبِالنُّوْرِ یَمْتَلِیْ

فَلِلّٰہِ مَحْیَاھُمْ مَعًا وَ مَمَاتُھُمْ ۔۔۔ لَقَدْ ظَفِرُوْا اِدْرَاکَ مَجْدٍ مُؤَثَّلِ

وَ قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ مَقَالَۃً ۔۔۔ غَدَتْ مِنْھُمْ فَخْرًا لِکُلِّ مُحَصِّلِ

أَرَی الْمَرْءَ مِنْ اَھْلِ الْحَدِیْثِ کَاَنَّنِیْ ۔۔۔ أَرَی الْمَرْءَ مِنْ صَحْبِ النَّبِیِّ الْمُفَضَّلِ

- اہل حدیث سے وابستہ رہنا کیوں کہ وہ ہر محفل میں اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔
- اور ان سے آنکھیں نہ پھیرنا کیونکہ وہ صاحبانِ بصیرت کی نگاہوں میں ہدایت کے ستارے ہیں۔
- ہدایت کا سورج ان کے چہروں میں طلوع ہوتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں ان قدر و منزلت ہمیشہ سے بلند رہی ہے۔
- وہ کھرے اور کھوٹے، خوشبودار اور بدبودار میں فرق کرنے کے ماہر ہیں وہ عالی مرتبہ ہیں جو کوئی ان کے محلے میں آیا اس کا سینہ نور اسلام سے بھر گیا۔
- ان کا جینا اور مرنا اللہ کے لیے ہے اور وہ اسی عمل کی وجہ سے موروثی شرافت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔
- امام (محمد بن ادریس قریشی مطلبی) شافعی نے ان کے متعلق جو بات کہی ہے وہ کھری چیز حاصل کرنے والے کے لیے فخر کا باعث بن گئی۔

کہ میں جب کسی اہل حدیث کو دیکھتا ہوں تو مجھے اتنی خوش ہوتی ہے کہ گویا میں نے افضل المرسلین ﷺ کے صحابی کو دیکھ لیا۔

راقم الحروف نے مقلد حضرات کو اپنے کانوں سے کہتے ہوئے سنا ہے، کہ احادیث کی کتابیں کباڑ خانے اور پنساریوں کی دکانیں ہیں جہاں سے ہر مطلب کی حدیث مل جاتی ہے جب کہ وہ اپنے مقلد پیش رؤوں کی سفاہتوں سے بھرپور کتب فقہ کے بارے میں اس طرح کے الفاظ نہیں کہتے جو اپنے مجتہد کی غلط رائے کو صحیح ثابت کرنے کے لیے قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں لفظی اور معنوی تحریف سے بھی نہیں شرماتے حالانکہ اصحاب الحدیث کی فقہ کے سامنے اصحاب الرائے کی فقہ پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتی۔ حضرت امام احمد بن سنان القطان آج سے کئی صدیاں قبل کتنی سچی حقیقت بیان فرما گئے ہیں کہ:

[لَيْسَ فِي الدُّنْيَا مُبْتَدِعٌ اِلَّا وَ هُوَ يُبْغِضُ اَهْلَ الْحَدِيْثِ وَ اِذَا ابْتَدَعَ الرَّجُلُ نُزِعَ حَلَاوَةُ الْحَدِيْثِ مِنْ قَلْبِهٖ]

(معرفۃ علوم الحدیث، للحاکم)

"کہ دنیا میں کوئی ایسا بدعتی نہ ہوگا جو اہل حدیث سے بغض نہ رکھتا ہو اور جب کوئی آدمی بدعت پر عمل پیرا ہو جاتا ہے، تو اس کے دل میں حدیث کی مٹھاس کھینچ لی جاتی ہے۔"

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے خواجہ معین الدین اجمیری کے الفاظ میں یہ دعا مانگتے ہیں کہ [اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا مَعَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَ زُمْرَتِهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ]

ایں دعا از من۔ و از جملہ جہاں آمین باد

ابومسعود عبدالجبار السلفی

۱۲/ ربیع الاول/ ۱۴۳۵ ہجری بمطابق ۱۴ جنوری ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَامِدً وَ مُصَلِّیاً

(اس امام ابن قیم الجوزیہ فرماتے ہیں کہ)

اللہ رب العزت ہی تمام تعریفوں کے لائق ہے جس کے پالنہار ہونے پر تمام مخلوق گواہ ہے جس کی غلامی کا ساری مصنوعات اقرار کر رہی ہیں اور اپنے اندر پائی جانے والی عجیب و غریب کاریگری کے ذریعے گواہی دے رہی ہیں کہ اس ذات بابرکات کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے اور اپنی مخلوق کی تعداد برابر۔ اپنی خوشنودی کے مطابق اور اپنے عرش کے وزن برابر اور بابرکت صفت کے برابر حمد کا مستحق ہے۔

وہ ایسا بابرکت اور بے نیاز اور یکتا رب ہے جس کی ربوبیت میں کوئی شریک نہیں اور اس کی صفتوں اور کاموں میں کوئی شبیہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کائنات کی ان تمام چیزوں سے بڑا ہے جو اس کے علم میں ہیں اور جو اس کے قلم نے لکھی ہیں اور جن پر اس کا حکم نافذ ہے۔

ہم اس بے بس اور عاجز بندے کی طرح لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہتے ہیں جو اپنی ذات کے نفع اور نقصان کا مالک نہیں۔ نہ زندگی کا مالک ہے۔ نہ موت کا اور نہ جی اٹھنے کا بلکہ اول تا آخر رب العزت کا محتاج ہے۔

ہم اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں۔ نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ نہ اس کی بیوی ہے نہ اولاد۔ نہ باپ نہ کوئی ہمسر۔ وہ یقیناً ایسا ہی ہے جس طرح اس نے اپنے متعلق بیان کیا اور بڑھ کر ہے اس سے جو مخلوق اس کے

متعلق بیان کر سکتی ہے۔

اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیارے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وحی الٰہی کے امین ہیں اور اس کی طرف سے مخلوق کی جانب سفیر ہیں۔ اور مخلوق پر حجت ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں قیامت سے قبل ہدایت اور دین حق دیکر مبعوث فرمایا اور انہیں بشیر و نذیر اور سراج منیر اور داعی الی اللہ بنایا اور انہیں اس وقت رسول بنا کر بھیجا جب انبیاء و رسل کو دنیا سے رخصت ہوئے ایک عرصہ بیت چکا تھا اور صراط مستقیم کے نشانات مٹ چکے تھے اور کتابوں کی نصیحتیں طاق نسیان ہو چکی تھیں۔

کفر کی آگ بھڑک رہی تھی اور اس کی چنگاریاں کائنات کے گوشوں تک اڑ رہی تھیں اور اہل زمین اس لائق تھے کہ ان پر غضب الٰہی ٹوٹ پڑے۔ ان حالات میں رب کائنات نے اہل زمین کو دیکھا تو چند اہل کتاب کو چھوڑ کر باقی تمام عرب و عجم پر ناراض ہوا۔

کیونکہ ہر قوم نے اپنی گمراہ کن آراء کو سند بنا رکھا تھا اور اپنی باطل تحریروں سے وحی الٰہی کا مقابلہ کر رکھا تھا۔ کفر کی اندھیری رات طویل ہو چکی تھی اور ضلالت کا سیاہ غبار چھا چکا تھا۔ حق کے راستے معدوم ہو چکے تھے اور اس کی علامتیں اکھڑ چکی تھیں۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ اور پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ایمان کی صبح کو روشن کیا۔ جونہی یہ آفتاب رسالت طلوع ہوا کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے نور سے چمکنے لگا۔ ضلالت کی تاریکی ختم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے گمراہی سے ہدایت بخشی اور جہالت سے نکال کر شریعت کا نور بخشا۔ اور اندھا پن دور کر کے نور بصیرت عطا کیا۔ اور اہل حق کو قلت سے کثرت میں اور ان کی ذلت کو عزت میں تبدیل کیا۔ اور آپ کے ذریعے بند آنکھوں اور ڈھکے ہوئے کانوں اور

اور مستور دلوں کو کھول دیا۔ اور ڈنکے کی چوٹ پر آپ ﷺ نے پیغام الٰہی پہنچا دیا۔ رسالت کی امانت ادا کی اور امت کی خیر خواہی کی اور ضلالت کے بادلوں کو بکھیر دیا۔ اور جہاد فی سبیل اللہ کا حق ادا کر دیا اور ایسی بندگی کی کہ اللہ کی طرف سے یقین آ گیا۔

اللہ رب العزۃ نے آپ ﷺ کا سینہ کھول دیا اور ذکر بلند کر دیا اور آپ کی مر سے بوجھ اتار دیا۔ آپ ﷺ کے مخالفین پر ذلت مسلط کر دی۔ اور قرآن حکیم میں آپ کی زندگی کی قسم کھائی اور آپ ﷺ کا نام اپنے نام سے جوڑ دیا جب بھی کسی جگہ جس وقت اللہ کے بابرکت نام کا ذکر ہوتا ہے ساتھ ہی اس کے پیارے پیغمبر ﷺ کا نام لیا جاتا ہے۔ اس وقت تک کسی خطیب کا خطبہ کسی نمازی کی نماز اور کسی موذن کی اذان مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ یقین سے گواہی نہ دے لے کہ محمد ﷺ اللہ کا بندہ اور اس کا پیارا رسول ہے۔

[صَلَّى اللّٰهُ وملائكتهُ وَانْبِيَاءُ وَرُسُلُه وَجَمِيْعُ خَلْقِهٖ كَمَا عَرَّفَنَا بِاللّٰه وَهَدَانَا اِلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا]

متصوفین اور مقلدین کا طائفہ منصورہ پر ظالمانہ بہتان

امام ابن قیمؒ اپنے قصیدہ نونیہ میں فرماتے ہیں

قَالُوا تنقَصتُم رَسُول اللّٰہِ وا عَجَبًا لِھٰذا الْبَغيِ وَالْبُهتَان

عزلوهُ ان يَحتجَ قطُ بقولِهِ فِي العِلمِ باللّٰہِ العَظِيم الشَّان

عزلوا كلام اللّٰہِ ثُمَّ رَسُولِهِ عَن ذاك عزلًا لَيسَ ذا كِتمَان

جَعلُوا حقيقته وَ ظاهِرهُ هُو الكُفر الصَّرِيحُ البَيِنُ البُطلان

- کہتے ہیں کہ تم نے رسول اللہ کی شان میں گستاخی کی۔ ہمیں ان کی اس زیادتی اور بہتان پر بڑا تعجب ہے۔
- ان کا اپنا حال یہ ہے کہ انہوں نے باری تعالیٰ کی صفت کمال یعنی علم کے بارے آپ کے ارشادات کو بالکل نظر انداز کر دیا اور کبھی حجت نہیں سمجھا۔
- انہوں نے صفات الٰہی کے اثبات میں کتاب اللہ اور حدیث رسول کو جس طرح نظر انداز کر دیا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔
- انہوں نے قرآن کے حقیقی مطالب اور روز روشن کی طرح صاف شفاف مفہوم کو صریح کفر قرار دیا۔

توضیح مطالب

حضرت رسول مقبول ﷺ کی محبت اور تعظیم کا جتنا حصہ اہل حدیث مسلمانوں کو نصیب ہوا ہے اتنا دوسروں کو نصیب نہیں ہوا۔ اس کی دلیل یہ ہے متصوفین اور مقلدین عشق رسول کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن اسلام کے اصول و فروع یعنی عقائد و احکام میں

تشریح اور توضیح کے معاملے میں حضرت رسول مقبول ﷺ کو وہ حق نہیں دیتے جو اپنے شیوخ اور ائمہ کو دیتے ہیں۔ بطور تجربہ کے مشائخ کے مریدین اور ائمہ کے مقلدین کو عقائد و احکام کے متعلق ایسی احادیث دکھائیں جو ان کے متبوعین ائمہ یا مشائخ کے نظریات کے خلاف ہوں یہ اسے رد کرنے میں بڑی پھرتی دکھائیں گے اگرچہ اس احادیث رسول کو ثقہ راویوں نے بیان کیا ہو اور صحابہ کرامؓ تابعین عظامؒ اہل بیت اطہارؓ ان پر ساری زندگی عمل کرتے رہے ہوں۔ جبکہ اہل حدیث مسلمانوں کے عقیدے میں جو کوئی شخص سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے ہوتے ہوئے، صحابہ تابعین، ولیوں، اماموں کی حتیٰ کہ گذشتہ نبیوں کی بات مانے گا وہ گمراہ ٹھہرے گا۔ کیونکہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَىٰ فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ.

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام آ جائیں اور تم ان کی پیروی کرنے لگو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے۔''

اس واضح اور بیّن حقیقت کے باوجود مقلدین اور متصوفین الٹا ہمیں گستاخ رسول قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی تنقیص (گستاخی) کرتے ہو ہمیں ان کے اس ظالمانہ بہتان اور زیادتی پر نہایت تعجب اور حیرانی ہے۔ حالانکہ بہتان تراشنے والوں کا اپنا وطیرہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے علیم وخبیر ہونے کی صفات کمالیہ کے بارے میں اس کے برگزیدہ اور مقدس رسول ﷺ کے ارشادات کو قابل حجت نہیں سمجھا بلکہ انہوں نے رب العزت کے اوصاف کے بیان میں قرآن کریم اور احادیث رسول کو بڑی ڈھٹائی سے رد کر دیا اور

صفات الٰہیہ کی حقیقت اور مبین مطالب کو صریح کفر قرار دیا اور کہا کہ اللہ عرش عظیم پر فائز نہیں بلکہ لامکان ہے اور نہ ہی وہ سمیع و بصیر ہے اس کا ہاتھ بھی نہیں نہ کان ہیں نہ آنکھیں ایسے احمقوں کو سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے فتح الربانی میں ڈانٹتے ہوئے فرمایا ہے کہ صفات الٰہی کا انکار کرنے والو تمہیں صفات الٰہی کی تاویل کرتے ہوئے شرم و حیا نہیں آتی اللہ نے جن اوصاف سے اپنی شان بیان کی ہے تم ان کی تاویل کرتے ہو۔ تمہارے لیے یہ کافی نہ تھا جس طرح حضرت محمد رسول، صحابہ کرام، تابعین عظام صفات الٰہی پر بغیر کسی تاویل کے ایمان رکھتے تھے تم بھی ان پر ویسے ہی ایمان رکھتے قرآن میں ہے:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ [طه 20:5]

استویٰ معلوم ہے اس کی کیفیت مجہول ہے اس پر ایمان رکھنا واجب ہے۔

قالوا وظاهره هُوَ التَّشْبِيْه والتجسم والتَّمْثِيْلُ حَاشَا ظَاهِرَ الْقُرْاٰنِ

من قال في الرحمٰن مادلّت عليه حَقِيقَةُ الاخبارِ والقُرْاٰنِ

فهو الْمُشَبِّهُ والْمُمَثِّلُ والمُجَسِّمُ عابدُ الاَوْثَانِ لا الرحمٰنِ

تاللّٰه قد مسخت عقولكم فليس وراء هذا قَطُّ مِنْ نُقْصَانِ

☆ کہتے ہیں کہ قرآن کا ظاہر تو تشبیہ اور تجسیم اور تمثیل ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

☆ (ان کے نزدیک) جو کوئی اللہ کے متعلق وہ کچھ بیان کرے جس پر قرآن اور حدیث کے حقائق دلالت کرتے ہیں۔

☆ وہ تشبیہ دینے والا، تمثیل دینے والا اور جسم ثابت کرنے والا ہے جو رحمٰن کا

نہیں بلکہ بتوں کا پرستار ہے۔

٭ (بہتان لگانے والو) اللہ کی قسم تمہاری عقلیں مسخ ہو چکی ہیں اس سے بڑھ کر تمہارا اور نقصان کیا ہو سکتا ہے۔''

توضیح و مطالب:

بہتان تراشنے والوں کا کہنا یہ ہے کہ قرآن کے ظاہری اور حقیقی مطالب پر ایمان لانا تو اللہ کے لیے جسم ثابت کرنے اور اسے مخلوق سے تشبیہ دینے اور اس کی مثال دینے کے مترادف ہے۔ جبکہ قرآن میں ہے:

﴿وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ [شوریٰ 42:11]

''اس کی مثل کوئی شے نہیں۔'' حالانکہ یہ ان کی کم فہمی ہے اصل یہ ہے جس طرح اللہ کی ذات بے مثال ہے اسی طرح اس کی صفات بھی بے مثل ہیں۔ لیکن ان کج فہموں کے نزدیک جو رحمان اللہ کی صفات پر ایسے ایمان رکھے جیسے وہ قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں اور جس طرح انبیاء و رسل اور صحابہ کرام ان پر بغیر تاویل کے ایمان رکھتے تھے وہ مجسم، ممثل اور مشبہ ہے اور رحمان کی بجائے بتوں کا پرستار ہے امام عالی مقام انہیں کہتے ہیں کہ اے کم بختو! تمہاری عقلیں الٹی ہو گئی ہیں۔ بتاؤ اس سے بڑھ کر تمہارا اور نقصان کیا ہو سکتا ہے۔

ورميتم حزب الرسول وجنده بمصابكم يا فرقة البهتان

وجعلتم التنقيص عين وفاقه اذ لم يوافق رأى فلان

انتم تنقصتم اله العرش والقران والمبعوث بالقران

نزهتموه عن صفات كماله وعن الكلام وفوق كل مكان

٭ اے بہتان تراش گروہ تم نے سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی

جماعت اور ان کے لشکر پر اپنی بیماری تھوپنے کی ناکام کوشش کی۔

- اور تم نے رسول اللہ ﷺ عین موافقت کو گستاخی قرار دیا کیونکہ ان کی موافقت تمھارے کسی امام شیخ کی رائے کے خلاف ہے۔
- تم (الٹا ہمیں گستاخ کہتے ہو جبکہ تم) رب العرش اور قرآن اور مبعوث بالقرآن یعنی حضرت رسول کریم ﷺ کی گستاخی کے مرتکب ہوئے ہو۔
- تم نے اللہ تعالیٰ کو صفات کمالیہ یعنی کلام کرنے اور عرش عظیم پر فائز ہونے سے منزہ قرار دیا۔''

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اے بہتان تراشنے والے کم بختو! تم اللہ کے رسول کی جماعت اور ان کے لشکر پر مجنونانہ پن سے بہتانوں کے گولے پھینکتے ہو اور مقبول بارگاہِ الٰہی کی عین موافقت کو گستاخی قرار دیتے ہو حالانکہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ تمہاری بہتان بازی کی اصل وجہ جو تم لوگوں کے سامنے بیان نہیں کر سکتے یہ ہے کہ رسول مقبول ﷺ کی موافقت کرنا تمہارے امام یا پیر کے قول کے خلاف ہے۔

کوئی مسلمان خواہ کتنا بڑا متبع الرسول ہو جب تک تمہارے امام یا شیخ کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کی مانے گا وہ تمہارے نزدیک گستاخ ہی ٹھہرے گا۔ ورنہ بڑے گستاخ تم خود ہو جو اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کی ثابت شدہ احادیث کو تحریف اور غلط تاویل سے رد کر دیتے ہو گویا تمہارے بڑے اور تم، اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ سے زیادہ عقل مند ہو اور امت کے درد مند ہو۔ تم اللہ کی صفت کمال یعنی کلام اور عرش پر فائز ہونے جیسی دیگر صفات کے منکر ہو کیونکہ یہ صفت تمہارے صوفیاء اور حکماء کو تسلیم نہیں ہیں۔

وجعلتم ذا كُلَّهُ التَّشبِيهَ والتَّمثيل والتجسيم ذا البُطلان

وكلامُكم فِيهِ الشَّفاءُ وَغايَتُهُ التَحقيقُ يا عجبا لذا خُزلان

وجعلوا عقولَهُم اَحقُّ بأخذ ما فيها من الا خبار والقُران

وكلامُهُ لاَ يُستَفادُ بهِ اليَقِينُ لأجل ذا لا يقُبلُ الخصمان

اورتم ان پر ایمان رکھنے کو خالق کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ، تمثیل اور تجسیم قرار دیتے ہو جب کہ ہم ان نظریات باطل کو سمجھتے ہیں۔

ہمیں تمہاری اس رسوا کن سوچ پر تعجب ہے کہ تم اپنی کلام کو شفاء اور تحقیق کو حرف آخر سمجھتے ہو۔

(ان بہتان سازوں نے) قرآن اور احادیث رسول ﷺ کو ثانوی حیثیت دے کر اپنی عقلوں کو عقیدہ بنانے کا معیار سمجھ لیا ہے۔

اور وہ کہتے ہیں اللہ کے رسول کی حدیث سے یقین حاصل نہیں ہوسکتا اسی وجہ سے تنازع کے وقت مخالف فریق اسے قبول نہیں کرتا۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ بہتان طرازو تم صفت کمال سے متعلق قرآن کی نصوص کو تشبیہ، تمثیل اور تجسیم قرار دیتے ہو اور ان پر ایمان رکھنے والوں کے مختلف القاب رکھتے ہو اور سچے ایمان داروں کو ابلہ اور بیوقوف سمجھتے ہو ہمیں تمھاری اس جرأت پر بڑی حیرت ہے کہ قرآن و حدیث کو عقیدہ کے بارے میں ثانوی حیثیت دیتے ہو اور اپنی کلام کو شفا اور تحقیق کو پتھر پر لکیر سمجھتے ہو۔

عقل پرست بھی عجیب مخلوق ہیں یہ اپنی عقلوں کو رب العزۃ اور اس کے دانا رسول ﷺ کی کلام پر اوّلیت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احادیث رسول ظنی ہیں یہ یقین

فراہم نہیں کرتیں حالانکہ ان کو ثقہ، حافظ، عادل، تام الضبط راویوں نے روایت کیا ہوتا ہے چنانچہ وہ مباحثے کے وقت کہہ دیتے ہیں چھوڑو جی احادیث کو یہ ظنی ہیں کتنے افسوس کی بات ہے جس پیغمبر پر قرآن اترا ہے اس کو تشریح و توضیح کا حق دینے کی بجائے یونانی حکماء اور صوفیاء کو دیتے ہیں۔

تحکیمُهُ عند اختلافهما بل المَعْقُولُ ثُمَّ المَنطِقُ اليُونانِی

ائُ التَنَقُّصُ بعد ذا لولا الوقاحَةُ یا اُولِی العُدوَانِ

یَا مَن لَهُ عَقلٌ ونُورٌ قد غدا یَمشِی به فی النَّاسِ کُلَّ زمانٍ

لَکِنَّنا قُلنَا مَقالَة صارِخٍ فی کُلِّ وَقتٍ بَینَکم بِاذانِ

- ان بدبختوں کے ہاں جب احادیث رسول اور اقوال شیوخ کا ٹکرا ہو جائے تو فیصلہ عقل اور یونانی منطق پر ہوگا۔
- اے ظالموں ذرا سینہ زوری اور ہٹ دھرمی سے بچ کر بتاؤ کہ اس سے بڑھ کر کوئی گستاخی ہے۔
- اے عقل وخرد اور نور ایمان کی روشنی میں ہر زمانے کے لوگوں میں چلنے والے انسان۔
- ہم ہر وقت بلند آواز سے پکارنے والے کی طرح تمہارے درمیان اعلان کرتے ہیں۔

توضیح مطالب

امام ہمام فرماتے ہیں کہ عقل پرست نیچریوں اور یونانیات زدہ مفکروں کے ہاں جب اقوال حکماء اور احادیث رسول میں اختلاف ہو تو عقل اور یونانی منطق کو منصف بنایا

جائے گا۔ شریعت رسول پر اتنا ظلم ڈھانے کے بعد بھی عشق رسول کا دعویٰ کرنے والوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ اے ظالموں اگر تم میں ذرہ بھر شرم ہے تو بتاؤ اس سے بڑھ کر اور گستاخی کیا ہوسکتی ہے۔ امام ابن قیم آگے عقل وخرد اور نور ہدایت سے لوگوں میں زندگی بسر کرنے والے انسان کے سامنے اپنا مدعا واضح الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنا عقیدہ ببانگ دھل بیان کرتے ہیں تا کہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو وہ یہ ہے کہ

طائفہ منصورہ کا واضح اعلان

اَلرَّبُّ رَبٌّ وَالرَّسُولُ فَعبدُہ حَقًّا وَلَیسَ لَنَا اِلٰہٌ ثَان

فَلِذَاکَ لَم نَعبُدُہُ مِثلَ عِبَادَۃِ الرَّحمٰنِ فِعلَ الْمُشرِکِ النُّصرَانِي

کَلَّا وَلَم نَغلُ الغُلُوَّ کَمَا نَھیٰ عَنہُ الرَّسُولُ مَخَافَۃَ الکُفرَان

✿ رب ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی رہے گا کوئی دوسرا اس کے اختیارات، صفات میں شریک نہیں ہوسکتا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کا عاجز بندہ ہے اور سچے رب کے علاوہ ہمارا کوئی الہ نہیں۔

✿ اسی لیے ہم اپنے پیغمبر کو اللہ کی طرح نہیں پوجتے جس طرح عیسائی مشرک اپنے پیغمبر کو خدا کی طرح پوجتے ہیں۔

✿ پوجنا تو کجا ہم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں غلو بھی نہیں کرتے کیونکہ ہمیں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرح مبالغہ آرائی سے روک دیا کہ مبادا ہم حد سے گزر کر کفر کا ارتکاب کر بیٹھیں۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ سچا رب ہمیشہ سے ہے اور رہے گا مخلوق خواہ کتنی ہی ذی رتبہ ہو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے دم نہیں مار سکتی تمام مخلوق سے افضل اور اعلیٰ انسان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے بندے ہیں۔ اس سچے معبود کے علاوہ کوئی انسان، جن، فرشتہ، نبی، ولی، شہید ہمارا معبود نہیں بن سکتا اور نہ ہی

اس کے علاوہ کوئی ذات ہماری نذر نیازوں اور صداؤں کے لائق ہے۔ ہمارا اور عیسائیوں کا یہی فرق ہے کہ وہ رسول کو خدائی صفات واختیارات کا حصہ دار سمجھ کر پوجتے ہیں اور ہم اپنے رسول ﷺ کو خدا کا بندہ سمجھتے ہیں۔ اس کی اطاعت کرتے ہیں اور انہیں دل و جان سے محبوب سمجھتے ہیں لیکن اس کی اللہ کی طرح عبادت نہیں کرتے بلکہ ہمیں تو ہمارے رسول نے اپنی شان کے بیان کرنے میں حد سے بڑھنے سے روک دیا کہ کہیں ہم بھی عیسائیوں کی طرح غلو کر کے کافر نہ بن جائیں۔

حقوق اللہ اور حقوق مصطفیٰ ﷺ کے درمیان حدّ فاصل

لِلّٰهِ حَقٌّ لا يَكُونُ لِغَيرِه وَلِعَبدِه حَقٌّ هُمَا حَقَّانِ

لَا تَجْعَلُوا الحَقَّينِ حَقًّا وَاحِدًا مِن غَيرِ تَمِيزٍ وَ لَا فُرقَانِ

فَالحَجُّ لِلرَّحمٰنِ دُونَ رَسُولِهِ وَكَذَ الصَّلٰوةُ وَذِبحُ ذَا القُربَانِ

وَ كَذَا السُّجُودُ و نَذرُنا و يَمِينُنا وَكَذَا مَتَابُ العَبدِ مِن عِصيَانِ

- اللہ کا حق اللہ کے ساتھ ہی خاص ہے وہ غیر کے لیے نہیں ہو سکتا اور بندے کا حق بھی ہے یہ دونوں حقوق اپنی اپنی جگہ پر ہیں۔
- تم بغیر کسی تمیز اور فرق کے دونوں حقوق کو ایک نہ سمجھو۔
- حج (جو کہ مالی اور بدنی عبادت ہے) اللہ کے لیے ہے جو اس کے رسول ﷺ کے لیے نہیں اسی طرح نماز اور قربانی بھی۔
- اسی طرح قسم اٹھانا نذر و نیاز دینا اور سجدہ کرنا اللہ کا حق ہے اسی طرح بندے کا گناہ سے توبہ کرنا بھی۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ حقوق کی تین قسمیں ہیں۔ حقوق کی ایک قسم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور دوسری بندے کے ساتھ خاص ہے اور تیسری مشترک ہے، لہٰذا بندے اور اللہ کے حقوق میں فرق سمجھنا چاہیے اور بغیر تمیز اور فرق کے حقوق کی تینوں قسموں کو

اپ نہ بنانا چاہیے مثلاً حج اور نماز اور قربانی، سجدہ اور نذر، گناہ سے توبہ اور قسم کھانا اللہ کے ساتھ خاص ہیں اللہ کے علاوہ کسی کے نام کی قسم کھانا یا کسی سے توبہ قبول کرنے کی درخواست کرنا یا اس کے نام کی نذر دینا حرام اور شرک ہے۔

وَكَذَا التَّوَكُّلُ وَالإِنَابَةُ وَالتُّقَىٰ وَكَذَا الرَّجَاءُ وَخَشْيَةُ الرَّحْمٰنِ

وَكَذَا الْعِبَادَةُ وَاسْتِعَانَتُنَا بِهِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ذَانِ تَوْحِيدَانِ

وَعَلَيْهِمَا قَامَ الْوُجُودُ بِأَسْرِهِ دُنْيَا وَأُخْرَى حَبَّذَا الرُّكْنَانِ

وَكَذَالِكَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَالتَّهْلِيلُ حَقُّ إِلٰهِنَا الدَّيَّانِ

- اور اسی طرح بھروسا کرنا، ڈرنا اور امید کرنا اور اللہ کا خوف کرنا۔
- اسی طرح عبادت اور استعانت اس سے خاص ہیں یہ توحید کے ستون ہیں اور ہم نماز میں ایاک نعبدو ایاک نستعین کہہ کر اس کا اقرار کرتے ہیں۔
- اور یہی دو ستون ہیں جن پر کل کائنات۔ یعنی دنیا اور آخرت قائم ہیں۔ سبحان اللہ یہ دونوں ارکان کیسے خوب ہیں۔
- اور اسی طرح پاکیزگی بیان کرنا اور تکبیر اور تہلیل [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا ورد) بیان کرنا ہمارے پروردگار کا حق ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ توکل، رجوع الی اللہ اور تقویٰ اس طرح امید و خشیت الٰہی اور عبادت و استعانت صرف اور صرف اللہ کا حق ہے اور ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾[الفاتحۃ 4:1] دونوں توحید کے ارکان ہیں اور انہی دو ستونوں پر دنیا و

آخرت قائم ہے اور ان دو ارکان کی خوبی کے کیا کہنے؟

اسی طرح تسبیح اور تکبیر اور تہلیل یہ سب رب العالمین کے حقوق ہیں۔ (لہذا جو کوئی انسان اللہ کے ساتھ ساتھ دوسروں کے نام کے وردو وظائف کرے گا یا اللہ کے علاوہ دوسروں پر توکل کرے گا وہ مشرک ہوگا اور مشرک پر جنت حرام ہے اگرچہ وہ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں ہی فوت ہو۔)

لٰكِنَّمَا التعظِيْمُ والتوقيرُ حَقٌّ لِلرَّسُوْلِ بِمُقتَضَى القُرآنِ

وَالحُبُّ والايمانُ وَالتَّصديقُ لاَ يَختَصُّ بَلْ حَقَّانِ مُشتَرِكَانِ

هٰذِى تَفَاصِيلُ الحُقُوقِ ثَلاثَةٌ لاَ تَجهَلُوْهَا يَاُوْلِى العُدْوَانِ

حَقُّ الْاِلٰهِ عِبَادَةٌ بِالْاَمرِ لاَ بِهَوَى النفسِ فَذَاكَ لِلشَّيطَانِ

مِن غيرِ اِشراكٍ بِه شيئا هُمَا سَبَبَا النَّجَاةِ فَحَبَّذَا السَّبَبَانِ

- لیکن قرآن کی نص کے مطابق عزت وتوقیر رسول کریم کا حق ہے۔
- اور محبت، ایمان، تصدیق یہ تینوں حقوق اللہ اور اس کے رسول کے مشترک حقوق ہیں۔
- اے زیادتی کرنے والے گروہ یہ تینوں حقوق کی تفصیل ہے اسے نہ بھولو۔
- معبود حقیقی کا حق اس کے حکم کے مطابق اسے پوجنا ہے اگر اپنی خواہش کے مطابق اسے پوجا تو یہ شیطان کی پیروی ہوگی۔
- اور معبود حقیقی کی پرستش اس کے حکم کے مطابق کرنا اور شرک سے پاک ہونا دونوں نجات کے سبب ہیں۔ یہ کیسے خوب اسباب ہیں!

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں صراحت سے حکم ہے کہ عزت و احترام، اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا بھی حق ہے لہٰذا انسان کو اپنے رسول ﷺ کا احترام کرنا چاہیے اور عبادت، صرف اللہ کی کرنی چاہیے اور یہی وہ بات ہے جو رسول کریم ﷺ نے سجدہ کی اجازت طلب کرنے والے صحابہ کو فرمائی کہ [اُعْبُدُوْا رَبَّکُم وَاکْرِمُوْا اَخَاکُمْ] کہ عبادت اپنے رب کی کرو اور احترام اپنے بھائی کا کرو۔ سبحان اللہ، ہمارے پیارے رسول ﷺ جو کہ ہمیں رب العزت کے بعد اس کی ساری مخلوق بلکہ اپنی جان سے بھی پیارے ہیں وہ کمال شفقت سے اپنے آپ کو ہمارا بھائی کہہ رہے ہیں حالانکہ وہ ہمیں ماں، باپ، اولاد اور ساری کائنات سے زیادہ محبوب ہیں لہٰذا ان کی عزت وتوقیر ہمارے ایمان کا حصہ ہے البتہ محبت، ایمان، تصدیق یہ اللہ و رسول کے مشترک حقوق ہیں۔ لہٰذا معاندین اور بہتان باز گروہ کو اس تفصیل سے بے خبر نہیں رہنا چاہیے اور اللہ کی عبادت بھی تب قابل قبول ہے جب شرک سے پاک ہو اور اللہ کے حکم کے مطابق ہو ورنہ دونوں چیزوں سے ایک کے نہ ہونے سے یہ شیطان کی عبادت قرار دی جائے گی۔

طائفہ منصورہ کا واشگاف اعلان

وَرَسُولُه فَهُوَ الْمُطَاعُ وَقَولُهُ الْمَقْبُولُ اِذ هُوَ صَاحِبُ الْبُرهَانِ

وَالاَمرُ مِنْهُ حَتمٌ لَا تَخيِيرَ فِيهِ عِندَ ذِی عَقلٍ وَ ذِی اِیمٰنِ

مَن قَالَ قَولاً غَیرَه قُمنَا عَلٰی اَقوالِه بِالصَّیرِ وَالمِیزانِ

اِن وَافَقَتْ قَولَ الرَسُولِ و حُکمِه فَعَلَی الرُّؤسِ تَشَالُ کَالتِّیجَانِ

اَوْ خَالَفَتْ هٰذا رَدَدْنَاهَا عَلٰی مَن قَالَهَا مَن کَانَ مِن اِنسَانِ

اَوْ اَشکَلَتْ عَنَّا تَوَقَّفنَا وَلَم نَجزِم بِلاَ عِلمٍ وَّلاَ بُرهَانِ

هٰذَا الَّذِی اَدّیٰ اِلَیهِ عِلمُنَا وَ بِهٖ نُدِینُ اللّٰهَ کُلَّ اَوَانِ

فَهُوَ الْمُطَاعُ وَ اَمرُهُ الْعَالِی عَلٰی اَمرِ الْوَرٰی وَ اَوَامِرِ السُّلطَانِ

وَهُوَ الْمُقَدَّمُ فِی مُحَبَّتِنَا عَلٰی الاَهلِینَ وَالاَزوَاجِ وَالوِلدَانِ

وَ عَلٰی العِبَادِ جَمِیعِهِم حَتّٰی عَلٰی النَّفسِ اَلَّتِیْ قَدْ ضَمَّهَا الْجُثمَانِ

⊙ اور اس کا رسول ﷺ ہمارا مقتدا ہے اور اس کا فرمان واجب الاطاعت ہے کیونکہ وہ برھان والا ہے۔

⊙ اور آپ کا حکم پتھر پر لکیر ہے اہل ایمان اور عقلمندوں کے ہاں اس میں چون و چرا کی گنجائش نہیں۔

⊙ آپ کے علاوہ جو کوئی بات کہے گا تو ہم اس کی باتوں کو کسوٹی اور میزان پہ پرکھیں گے۔

- اگر اس کی بات قول رسول ﷺ اور ان کے حکم کے مطابق ہوئی تو اسے تاج کی طرح سر پر سجائیں گے۔
- یا مخالف ہوئی تو ہم اس بات کو اس کے قائل کی جھولی میں ڈال دیں گے خواہ وہ کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو۔
- یا وہ قول ہماری سمجھ سے باہر ہوا تو ہم توقف کریں گے۔ اور بغیر علم اور دلیل کے اسکی صحت پر مہر ثبت نہیں کریں گے۔
- ہمارے علم نے تو ہمیں اس مقام تک پہنچایا ہے اور ہم ہر لحظہ اسی مسلک کو اللہ کا دین سمجھ کر اپنائے ہوئے ہیں۔
- وہ مقتدی و راہنما ہیں اور ان کا حکم ساری مخلوق اور سلطانی احکام پر فوقیت رکھتا ہے۔
- اور محبت کے لحاظ سے وہ ہمیں ہمارے خویش و اقارب اور بیوی بچوں سے بھی پیارے ہیں۔
- بلکہ وہ ہمیں تمام کائنات کے انسانوں سے پیارے ہیں حتیٰ کہ اس دل سے بھی جو ہمارے پہلوؤں میں ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اللہ کا رسول ﷺ ہمارا مقتدی اور پیشوا ہے ان کا ہر فرمان واجب التسلیم ہے کیونکہ آپ ﷺ کے متعلق قرآن حکیم میں بار ہا صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ لوگو میرے رسول کی اطاعت کرو وہ تمہارے لیے نمونہ ہیں ان کی پیروی اور اتباع سے تمہیں میرا قرب حاصل ہوگا اور اہل ایمان و اصحاب عقل کے نزدیک اس کے حکم میں چون و چرا کی گنجائش نہیں وہ پتھر پہ لکیر کی طرح اٹل ہے ہاں آپ کے علاوہ ساری امت کے افراد کے اقوال کو (خواہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوں یا تابعین رحمہم اللہ، محدثین ہوں یا صلحاء ہوں یا صوفیاء) قرآن و سنت صحیحہ کی کسوٹی اور میزان پر پرکھیں گے اگر وہ

فرمان رسول ﷺ کے موافق ہوا تو سر آنکھوں پر رکھ لیں گے اگر مخالف ہوا تو اسے رد کر دیں گے خواہ اس کے کہنے والا کوئی بھی ہو خواہ وہ صحابی ہو یا تابعی، امام ہو یا صوفی۔
آگے فرماتے ہیں کہ اگر ہم کسی امام یا فقیہ کے قول کو پرکھنے سے عاجز رہے تو ہم بغیر علم و دلیل کے نہ تو اسے رد کریں گے نہ ہی اسے صحیح قرار دیں گے بلکہ ہم توقف کریں گے اور قرآن و سنت کے صریح احکام پر عمل کریں گے یہ ہے وہ مسلک اور نظریہ جسے ہم اللہ کا دین سمجھ کر اپنائے ہوئے ہیں اور ہمارے علم نے ہمیں یہاں لا کھڑا کیا ہے ہم اس سے نہ آگے بڑھیں گے نہ پیچھے ہٹیں گے کیونکہ ہمارے پیارے رسول ﷺ ہمارے راہبر و راہنماء ہیں اور آپ کا حکم کائنات کے بادشاہوں اور تمام انسانوں پر بھاری ہے اور آپ ہمیں بیوی بچوں اور خویش و اقارب اور ماں باپ سے بھی پیارے ہیں بلکہ روئے زمین کے انسانوں حتیٰ کہ ہمیں ہماری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں اور اس وقت تک کوئی آدمی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ پیارے رسول ﷺ کو تمام انسانوں سے پیارا نہ سمجھے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نصرانیوں اور طائفہ منصورہ پر صوفیوں کے بہتان کے درمیان قدرِ مشترک

ونظیرُ هٰذا قولُ اَعداءِ المَسیحِ من النصاری عابدی الصُّلبان

انا تنقَّصنا المَسیحَ بِقولنا عبدٌ وذلک غایةُ النُقصان

لو قُلتم ولَدُ اِلٰہٍ خالِقٍ وفیتُموهُ حقَّهُ بوزان

وکَذَالِکَ اَشباهُ النَصاری مُذ غَلَوا فِی دینهم بالجهل والطُّغیان

صارُوا مَعَادِینَ الرسُولِ وَدِیننا فی صُورة الاَحْباب والاخُوان

ان کا ہمیں گستاخ قرار دینا، صلیب پرست دشمنان مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت میں ہے۔

وہ مسیحی ہم مسلمانوں کو گستاخی مسیح علیہ السلام کا الزام دیتے ہیں کیونکہ ہم عیسیٰ کو خدا کا بندہ سمجھتے ہیں اور یہ بات ان کے ہاں بہت بڑی گستاخی ہے۔

اگر تم کہو کہ حضرت عیسیٰ ؑ اللہ کے بیٹے ہیں تو ان کے ہاں تم حضرت عیسیٰ کے قدردان قرار پاؤ گے (حالانکہ یہ عقیدہ صریح کفر ہے)۔

اس طرح عیسائیوں کی سوچ رکھنے والے غالی مدعیان عشق رسول ﷺ نے مصطفیٰ اور دین مصطفیٰ میں اسی غلو سے کام لیا جس سے آپ ﷺ نے منع کیا تھا۔

تو وہ بھائیوں اور ساتھیوں کے لبادے میں رسول اللہ کے دشمن بن گئے۔

توضیح مطالب:

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سچے اور مخلص تابعداروں کو مدعیان عشق رسول کا گستاخ قرار دینا غالی عیسائیوں کی تقلید ہے۔ جس طرح عیسائی، مسلمانوں کو اس بناء پر حضرت عیسیٰ ؑ کا گستاخ سمجھتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ ؑ کو ان کی طرح اللہ کا بیٹا نہیں سمجھتے بلکہ بندہ سمجھتے ہیں اس طرح مدعیان عشق رسول ﷺ بھی رسول اللہ کو اللہ کا بندہ اور برگزیدہ پیمبر سمجھنے والوں کو گستاخ سمجھتے ہیں اگر ہم مسلمان حضرت عیسیٰ ؑ کو اللہ کا بیٹا سمجھ لیں اور اس طرح ایمان کا بیڑا غرق کر کے کافر بن جائیں تو ان کے ہاں ہم حضرت عیسیٰ ؑ کے ماننے والے تصور ہوں گے اس طرح اگر ہم غالی مدعیان عشق کی طرح اپنے پیارے رسول ﷺ کو خدا جیسا یا خدا کے برابر سمجھ لیں اور انہیں حاجت روا مشکل کشا دیوتا قرار دیں اور اللہ کے ساتھ ساتھ ان کے نام کی نذر نیاز دیں اور اس طرح ایمان کا بیڑا غرق کر کے عیسائیوں کی طرح مشرک بن جائیں تو ان کے ہاں رسول اللہ کے ماننے والے متصور ہوں گے ورنہ نہیں تو جس طرح عیسائی درحقیقت دشمنان عیسیٰ ؑ ہیں اس طرح مدعیان عشق بھی عشق کے پردے میں مصطفیٰ اور دین مصطفیٰ ﷺ کے دشمن ہیں۔

متصوفین کی کم عقلی پر ماتم کہ وہ اپنی بیوقوفی دوسروں کے سر تھوپتے ہیں

فانظر الی تبدیلھم توحید بالشرک والایمان بالکفران

وانظر الی تجریدہ التوحید من اسباب کل الشرک بالرحمن

واجمع مقالتھم وما قد قالہ واستدع بالنقاد والوزان

عقل وفطرتک السلیمۃ ثم زن ھذا وذا لا تطغ فی المیزان

فھناک تعلم ای حزبینا ھو المنقوص ذو العدوان

رامی البری بدائہ ومصابہ فعل المباھت اوقع الحیوان

کمعیر للناس بالزغل الذی ھو ضربہ فاعجب لذی البھتان

یا فرقۃ التنقیص بل یا امۃ الدعوی بلا علم و لا عرفان

واللہ ما قدمتم یوماً مقالتہ علی التقلید للانسان

- دیکھ لو انہوں نے کس طرح توحید کو شرک سے اور ایمان کو کفر سے بدل دیا۔
- اور دیکھ لو کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کس طرح توحید الرحمٰن کو اسباب شرک سے خالص کیا۔
- اور ان مدعیان عشق کے مقالات بھی جمع کرو اور حضرت رسول کریم ﷺ کے ارشادات بھی جمع کرو اور ناقدین اور ناپنے والوں کو بلاؤ۔
- اور وہ نقاد اور وزان تیری عقل اور فطرت سلیمہ ہے پھر ان کو تو لو اور میزان

میں ہیرا پھیری نہ کرو۔

⊙ وہاں آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہم میں سے کون سا گروہ زیادتی کرنے والا گستاخ ہے۔

اپنی بیماری اور خصلت بد کو تندرست اور بے گناہ کے ذمے لگانا مبہوت آدمی کا کام ہے جو حیوان سے بدتر ہوتا ہے۔

⊙ یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے کوئی دھوکہ باز اپنی عادت کو لوگوں پر تھوپ دے تعجب کرو اس بہتان باز پر۔

⊙ اے حقیقی گستاخ اور علم و عرفان سے کورے اور عشق رسول کے کھوکھلے دعوے کرنے والے تفرقہ باز گروہ۔

⊙ اللہ کی قسم تم نے ایک دن بھی رسول پاک کی حدیث کو اپنے متبوع امام کے قول پر فوقیت نہیں دی۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ ان مدعیان عشق کا حال تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ یہ رسول اللہ کے فرامین پر نثار ہو جاتے لیکن معاملہ الٹ ہے آنحضرت ﷺ نے جس توحید کی تبلیغ کی یہ اس سے شرک کشید کرتے ہیں اور جس چیز کو آپ ﷺ نے ایمان قرار دیا یہ اسے کفر سے تعبیر کرتے ہیں آنحضرت ﷺ نے توحید کو شرک کے اجزاء سے پاک کر دیا لیکن یہ اللہ کے اختیارات اس کی صفات میں انبیاء و رسل اور شہداء اولیاء کو شریک کرتے ہیں اگر ان کے مقالات اور تصانیف کا آنحضرت ﷺ کے ارشادات سے موازنہ کیا جائے اور انہیں عقل و فکر اور فطرت سلیمہ کی کسوٹی پر، پرکھا جائے تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ درحقیقت گستاخ کون ہے یہ گلے پھاڑ پھاڑ کر دعویٰ کرنے والے یا خاموشی سے رسول

کریم ﷺ کی اتباع کرنے والے۔

آگے فرماتے ہیں کہ کسی عقل مند اور صاحب علم و عرفان شخص سے یہ توقع نہیں رکھی جاتی کہ وہ بہتان بازی کرے بلکہ یہ تو مبہوت آدمیوں کا کام ہے جو حیوانوں سے بدتر ہیں وہ اپنی بیماری اور خصلت بد کا الزام دوسروں پر لگاتے ہیں کیا ایسے بہتان باز آدمی پر تعجب نہیں کرنا چاہیے جو خود دھوکہ باز ہو اور اپنی اس علت کا الزام دوسروں پر لگائے آ۔ اے بہتان باز گروہ میں تجھے آئینہ شریعت میں تیری اپنی شکل تجھے دکھاؤں تم بے گناہوں اور سچے تابعداروں پر بہتان لگاتے ہو اور علم و عرفان سے کورے رہ کر محض دعویٰ ہی لیے پھرتے ہو تمہاری اصلیت یہ ہے کہ تم نے اللہ کے معصوم اور مقدس رسول ﷺ کی حدیث کو ایک دن بھی اپنے امام کے قول پر فوقیت نہیں دی بھلا ایسا انسان کس منہ سے اپنے آپ کو عاشق رسول ﷺ اور حقیقی مسلمان کہتا ہے۔ جو صحیح سند سے بیان کی گئی حدیث رسول ﷺ کو پڑھ کر آگ بگولہ ہو جائے اور قول امام پر واہ واہ کر اٹھے۔

متصوفین کی شاطرانہ پالیسی

وَاللّٰه مَا قَالَ الشُّيُوخُ وَقَالَ   الّٰا كُنْتُم مَعَهُم بِلاَ كِتْمَانِ

وَاللّٰهِ اَغْلَاطُ الشُّيُوخِ لَدَيْكُم   اَوْلٰی مِنَ المَعْصُومِ بِالْبُرْهَانِ

وَاللّٰه اِنَّهُم لَدَيْكُم مِثْل   مَعْصُومٍ وَ هٰذَا غَايَةُ الطُّغْيَانِ

تَبًّا لَكُم مَاذَا التَّنَقُّصُ بَعْدَ ذَا   لَو تَعرِفُونَ العَدلَ مِن نُقصَانِ

- اللہ کی قسم ایک طرف تمہارے ائمہ اور شیوخ کے اقوال ہوں اور دوسری طرف رسول کریم ﷺ کی حدیث ہو تو تم رسول کو چھوڑ کر اماموں کی صف میں ہوتے ہو۔
- اللہ کی قسم تمہیں اپنے اماموں اور شیوخ کے غلط اقوال، معصوم عن الخطاء رسول ﷺ کی حدیث سے زیادہ محبوب ہیں۔
- اللہ کی قسم تمہارے ہاں تمہارے امام، معصوم پیغمبر کی طرح ہیں اور یہ حد درجہ کی زیادتی ہے۔
- تم پر تباہی نازل ہو اگر تم عدل و انصاف نام کی کسی چیز سے واقف ہو تو بتاؤ اس سے بڑھ کر کوئی گستاخی ہو سکتی ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ ایک طرف تو تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم عشق رسول ﷺ کے ٹھیکیدار ہیں اور ہمارے علاوہ باقی نعوذ باللہ گستاخ رسول ہیں دوسری طرف تمہارا یہ حال ہے کہ تم اقوال شیوخ پر اتنے شیدا ہو کہ حدیث رسول کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور ائمہ و شیوخ

کے بے سند اقوال کی خاطر اسے مسترد کر دیتے ہو۔

اللہ کی قسم تمہارا یہ طرز عمل بتلا رہا ہے کہ تم مقلدین کو اپنے اماموں کی غلطیاں۔ اللہ کے پیارے رسول کی مستند احادیث سے زیادہ پیاری ہیں اسی بنا پر تم نے قرآن و حدیث سے جہالت کی بنا پر اپنے ائمہ کے غلط اقوال پر فیصلہ دیا ہے۔ اللہ کی قسم کیا تمہارا یہ طرز عمل ظاہر نہیں کر رہا کہ تم اپنے اماموں کو معصوم سمجھتے ہو کہ ان کی تحقیق برحق اور پتھر پر لکیر ہے حالانکہ رسول ﷺ کے علاوہ کوئی معصوم عن الخطاء نہیں ہے، تم ہر روز گستاخ گستاخ کی گردان کرتے ہوئے شرم نہیں کرتے تم پر خدا کی مار پڑے بتاؤ اس سے بڑھ کر بھی کوئی گستاخی ہو سکتی ہے کہ حدیث رسول ﷺ مسترد ہو جائے تو خیر لیکن امام کا قول مسترد نہ ہو۔

وَاللّٰهِ مَا يُرْضِيهِ جَعْلُكُمُ لَهُ تُرْسًا لِشِرْكِكُمْ وَلِلْعُدْوَانِ

وَكَذَالِكَ جَعْلُكُمُ الْمَشَائِخَ جُنَّةً بِخِلَافِهِ وَالْقَصْدُ ذُو تِبْيَانِ

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ ذَا بِجَزْرِ قُلُوبِكُمْ وَ كَذَاكَ يَشْهَدُهُ أُولُوا الْإِيمَانِ

وَاللّٰهِ مَا عَظَّمْتُوهُ طَاعَةً وَمَحَبَّةً يَا فِرْقَةَ الْعِصْيَانِ

- اللہ کی قسم! تمہارا یہ عمل انہیں قطعاً پسند نہیں کہ تم ان کی محبت کے دعویٰ کو اپنے شرک اور زیادتی کے لیے ڈھال بناؤ۔
- اور اس طرح تمہارا مشائخ کی تقلید کو شریعت رسول کی مخالفت کے لیے ڈھال بنانا کچھ مفید نہیں اور تمہارا مقصد واضح ہے۔
- اور اللہ تعالیٰ تمہارے اس فراڈ کو تمہارے دلوں کی تہہ میں دیکھ رہا ہے اور اس طرح اہل ایمان بھی تمہاری اس حرکت کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

۞ اے نافرمان گروہ اللہ کی قسم تم نے اطاعت اور محبت کے اعتبار سے ان کی تعظیم نہیں کی۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اے مدعیان عشق رسول تم دعوئ عشق کر کے لوگوں کو تو دھوکہ دے سکتے ہو اور ان کی جیبیں خالی کر سکتے ہو لیکن اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو راضی نہیں کر سکتے جس طرح منافق لوگ اسلام کا نام استعمال کر کے ارتداد کی سزا سے بچ جاتے ہیں لیکن آخرت کو [فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ] ہوں گے اس طرح تم عشق رسول کا نام لے کر شرک و بدعت کی تبلیغ کی سزا سے بچے ہوئے ہو لیکن آخرت ؟ [سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ] سننے کے بعد منافقوں سے جاملو گے۔

جس طرح تم دعوئ عشق میں مخلص نہیں ہو اس طرح مشائخ کے حق میں بھی مخلص نہیں ہو بلکہ تم نے ان کی تقلید کو شریعت رسول کی خلاف ورزی کی سزا سے بچنے کے لیے بطور ڈھال اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ان حرکتوں سے خوب واقف ہے اور اہل ایمان تو تمہارے طرز عمل سے اس فراڈ کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اے شریعت رسول کے باغی گروہ واللہ تم نے نہ تو اطاعت اعتبار سے رسول کی عظمت تسلیم کرنے کا ثبوت دیا اور نہ ہی محبت کے اعتبار سے۔ کیونکہ تمہیں ان سے زیادہ اپنا پیٹ پیارا ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں ان کے دین کا مذاق اڑایا جا رہا ہو تمہارے ماتھے پہ شکن نہیں پڑتی جہاں تمہارے ذریعہ آمدنی پر زد پڑتی ہو وہاں مرنے مارنے پر تل جاتے ہو۔

متصوفین کا ظالمانہ طرزِ عمل

اَنّی وَجهلُکم به وبدینه و خلافُکم للوحی معلومانِ
او صاکم اشیاخُکم بخلافهم لوفاقه فی سالف الازمانِ
خالفتُم قول الشُیوخ وقوله فغدا لکُم خلفان مُتفقانِ
وَاللّٰه اَمرکُم عُجیبٌ مُعجبٌ ضدّان فیکم لیس یتّفقانِ
تقدیمُ اَراء الرِّجالِ علیه مع هذا الغُلوّ فکیف یتَفقانِ

- تعظیم کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے تم تو ان کی عظمت اور ان کے دین سے جاہل ہو اور تمہارا وحی الٰہی کی خلاف ورزی کرنا ڈھکا چھپا نہیں۔
- تمہارے شیوخ نے تمہیں پہلے سے ہی یہ وصیت کی تھی کہ رسول مقبول کی اتباع کی خاطر ہمارا قول ترک کر دینا۔
- تم نے نہ تو حدیث رسول کو تسلیم کیا نہ اماموں کی وصیت کو، تمہارے لیے دونوں کی خلاف ورزیاں جمع ہوں گیں۔
- اللہ کی قسم تمہارا معاملہ عجیب و غریب ہے تم میں باہم متضاد چیزیں ہیں جو اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔
- آدمیوں کی آراء کو اس کی احادیث پر مقدم کرنا اور ساتھ ساتھ پیغمبر کی شان میں غلو بھی کرنا یہ دونوں چیزیں کیسے اکٹھی ہوں گیں۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ تمہارا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان سے اور ان کے دین سے نابلد ہونا اور تمہارا وحی الٰہی کی خلاف ورزی کرنا ڈھکا چھپا نہیں اس لیے تم سے ان کی حقیقی تعظیم کی توقع فضول ہے۔ تمہارے متبوع ائمہ دین تمہیں وصیت کر گئے تھے کہ اگر ہمارے قول کے خلاف حدیث رسول ﷺ مل جائے تو ہمارے قول کو دیوار پر دے مارنا اور حدیث قبول کر لینا لیکن تم نے نہ حدیث رسول کو مانا نہ ائمہ کی وصیت کو۔ تو یہ کیسا انصاف ہے کہ تم دونوں کی خلاف ورزی کر کے عاشق بنے پھرتے ہو اور اہل حدیث حضرات کو گستاخ گردانتے ہو حالانکہ وہ حدیث رسول پر دل و جان سے فدا ہیں اور اماموں کی وصیت پر عمل پیرا ہیں اللہ کی قسم تمہارا معاملہ انوکھا ہے کہ تم پیغمبر ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے اسے خدا سے ملا دیتے ہو لیکن اماموں کے اقوال کے سامنے اس کی حدیث کو ہیچ سمجھتے ہو اللہ کی قسم یہ دو متضاد چیزیں (آگ اور پانی) تم میں کیسے جمع ہو گئیں۔

••••••••✿✿❀❀✿✿••••••••

كَفرتُم مَن جَرّد التّوحِيدَ جهلاً مِنكم بِحقَائِقِ الايمَانِ
لَكِن تجرّدتُم لِنصرِ الشرکِ والبدعِ المُضِلَةِ رِضَا الشيطَانِ
واللهِ لم نقصُد سِوى التجرِيدِ لِلتوحِيدِ ذَاكَ وَصِيَّةُ الرحمٰنِ
وَرِضَا رَسُولِ اللهِ مِنَّا لاغُلوّ الشِرکِ اَصلُ عِبَادِةِ الاوثَانِ

- تم نے حقائق ایمان سے جہالت کی بنا پر خالص توحید کے مبلغین کو کافر قرار دیا۔
- لیکن تم نے شیطان کی رضا حاصل کرنے کی خاطر بدعات سیئہ اور شرک کی تبلیغ پر کمر کس لی۔

اللہ کی قسم ہمارا مقصد تو اللہ تعالیٰ کی وصیت کے مطابق، توحید خالص کی تبلیغ کرنا ہے۔

اور یہ بھی کہ اللہ کا رسول ہم نے خوش ہو جائے، ہم ان کی شان میں غلو نہیں کرتے کیونکہ یہ غُلو ہی بت پرستی کا اصل سبب ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ کور باطنو تم نے اہل ایمان پر گناؤنا الزام لگایا اور انہیں انبیاء و رسل کے مشن کے مطابق توحید کی تبلیغ کے جرم میں کافر قرار دیا اگر تمہیں حقائق ایمان کی خبر ہوتی تو مشرکین عرب والا طرز عمل اختیار نہ کرتے اور موحدین کو انبیاء اولیاء کا گستاخ نہ کہتے لیکن تم شیطان کو خوش کرنے کے لیے ان کی مقابلہ بازی پر اتر آئے اور مشرکین عرب کے فلسفہ شرک کی تبلیغ کرنے لگے۔ واللہ ہم تو حکم الٰہی کے مطابق اور اس بنا پر کہ ہمارے پیارے رسول ہم سے خوش ہوں۔ توحید کو شرک کے زنگار سے صاف کر کے بیان کرتے ہیں ہم اپنے مقدس رسول ﷺ کی شان کے بیان میں حد سے نہیں گزرتے کہ انہیں حاجت روا اور مشکل کشا دیوتا قرار دیں اور اللہ کے حقوق اور صفات میں انہیں شریک کر دیں کیونکہ ایسا کرنا، بت پرستی کی اصل جڑ ہے۔

اگر حضرت رسول اللہ ﷺ کا اپنی ذات کو سجدہ کرانا پسند ہوتا تو طائفہ منصورہ سب سے پہلے سجدہ کرتا

وَاللّٰه لَو يَرضَى الرَّسُولُ دُعَاءَ نَا اِيَّاهُ بَادَرنَا اِلَى الاَذعَانِ

وَاللّٰهِ لَو يَرضَى الرَّسُولُ سُجُودَنَا كُنَّا نَخِرُّ لَهُ عَلَى الاَذقَانِ

وَاللّٰهِ مَا يُرضِيهِ مِنَّا غَيرَ اِخلَاصٍ وَ تَحكِيمٍ لِذَ القُرآنِ

وَلَقَدُ نَهَانَا اَن نَصِيرَ قَبرَهُ عِيدًا حَذَارَ الشِركِ بِالرَّحمٰنِ

- اللہ کی قسم اگر ہمارا پیارا رسول اس بات پر راضی ہوتا کہ ہم انہیں پکارا کریں تو ہم ایسا ضرور کرتے۔
- اللہ کی قسم اگر ہمارا رسول ﷺ اپنے آپ کو سجدہ کرنے پر راضی ہوتا تو ہم اس کو سجدہ کرنے کے لیے ٹھوڑیوں بل گر پڑتے۔
- لیکن اللہ کی قسم وہ تو صرف اس بات راضی ہیں کہ اللہ کی خالص عبادت کر کے قرآن کے حکم پر عمل کیا جائے۔
- اور آپ نے ہمیں اس بات سے روک دیا کہ میری قبر کو عید (جائے میلہ یا عرس) نہ بنانا کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا اندیشہ ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ہمیں اللہ کے سوا کسی نبی،

ولی، شہید کو پکارنے سے منع کر دیا ہے کیونکہ ایسا کرنا شرک ہے لہٰذا ہم اللہ اور اس کے پیارے رسول کے فرمان کے مطابق صرف یا اللہ مدد کہتے ہیں۔ غیر اللہ سے فریاد نہیں کرتے اگر اللہ کے علاوہ کسی مقدس فرشتے یا عالی مرتبت رسول کو پکارنے کی اجازت ہوتی اور ہمارا رسول اس پر راضی ہوتا تو ہم بھی یا رسول اللہ مدد کا نعرہ لگاتے۔

اس طرح اگر اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا اور ہمارا پیارا رسول ﷺ اس بات پر راضی ہوتا کہ میری امت مجھے یا میری قبر کو سجدہ کرے تو ہم سب سے پہلے آپ کے سامنے سجدہ میں گر پڑتے لیکن اللہ کی قسم وہ اس حرکت پر سخت ناراض ہیں تو ہم اللہ اور اس کے پیارے رسول کو ناراض کر کے جہنمی کیوں بنیں؟

بلکہ آپ تو اس بات پر راضی ہیں کہ صرف اللہ کو پکارا جائے صرف اسے ہی سجدہ کیا جائے آپ نے ہمیں اس بات سے بھی روک دیا کہ عیسائیوں کی طرح مجھے حد سے نہ بڑھانا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں نیز میری قبر کو جائے عرس و میلہ نہ بنانا۔

حضرت رسول مقبول ﷺ کی دعائے مستجاب

وَدَعَا بِاَن لَایَجعَلَ القَبرَ الَّذِی قَد ضَمَّهُ وَثَنًا مِنَ الاَوثَانِ

فَاَجَابَ رَبُّ العَالَمِینَ دُعَاءَهُ وَ اَحَاطَهُ بِثَلَاثَةِ الجُدرَانِ

حَتّٰی اِغتَدَت اَرجَاءُهُ بِدُعَاءِهِ فِی عِزَّةٍ وَحِمَایَةٍ وَصِیَانِ

وَلَقَد غَدَا عِندَ الوَفَاةِ مُصَرِّحًا بِاللَّعنِ یَصرُخُ فِیهِم بِاَذَانِ

وَعَنَی الاُلٰی جَعَلُوا القُبُورَ مَسَاجِدَ وَهُمُ الیَهُودُ وَ عَابِدُ وَ الصُّلبَانِ

- اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ اس قبر کو جس نے ان کے بدن اطہر کو آغوش میں رکھا ہے بتوں میں سے بت نہ بنائے جن کی پرستش کی جاتی ہے۔
- رب العالمین نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور اسے تین دیواروں سے گھیر لیا۔
- حتیٰ کہ آپ کی دعا سے آپ کی امیدیں بار آور ہوئیں اور آپ کی قبر شرک سے محفوظ ہوگئی۔
- اور آپ ﷺ نے وفات کے وقت، صراحت کے ساتھ (کچھ لوگوں پر) بلند آواز سے لعنت کی۔
- اور ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا اور وہ لوگ یہودی اور عیسائی ہیں۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا شروع ہوجائے، اللہ نے ان کی دعا

قبول فرمائی اور آپ کی قبر کو بت بننے سے محفوظ کر دیا اور یہ شرف اللہ کے رسول کے علاوہ بھی کچھ خاص ہستیوں کو حاصل ہے کہ ان کی قبریں پرستش سے محفوظ ہیں ورنہ ہزار رہا بلکہ لاکھوں لوگوں کی قبریں جائے عبادت گاہیں بن چکی ہیں اور وہاں عبادت کرنے والوں پر اللہ کے رسول کی طرف سے لعنت برس رہی ہے غرضیکہ حضرت رسول مقبول ﷺ کی امیدیں بارآور ہوئیں اور اللہ نے آپ کی قبر مبارک کے گرد تین بڑی بڑی دیواریں بنوا دیں اور اس طرح آپ کی قبر پوجا سے بچ گئی۔ آپ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کی جو اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ، رکوع، طواف، نذر و نیاز کی جگہ بنا لیتے تھے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کو حجرہ عائشہ صدیقہؓ میں بنانے کی وجہ

وَاللّٰہِ لولا ذاکَ اُبرِزَ قبرُہٗ لٰکِنَّھُم حَجَبُوہٗ بِالحِیطانِ

قَصَدُوا اِلٰی تَسْنِیمِ حُجرتِہٖ لِیَمتَنِعَ السُّجُودُ لَہٗ عَلَی الاذقانِ

قَصَدُوا مُوَافِقَۃَ الرَّسولِ وَ قَصدُہٗ التَّجرِیدُ لِلتَّوحِیدِ لِلرَّحمٰنِ

یَا فِرقَۃً جَھِلَت نُصُوصَ نَبِیِّھِم وَ قُصُودَہٗ وَ حَقِیقَۃَ الایمانِ

فَسَطَوْا عَلٰی آتبَاعِہٖ وجُنُودِہٖ بِالبَغیِ وَالعُدوَانِ وَالبُھتانِ

- اللہ کی قسم اگر آپ کی قبر کے متعلق ایسا خطرہ نہ ہوتا تو وہ بھی سرعام بنائی جاتی لیکن انہوں نے آپ کی قبر مبارک بنا کر اس کے گرد تکونی دیواریں بنا دیں۔
- انہوں نے حجرے کو اونچا کر دیا تا کہ ٹھوڑیوں کے بل آپ کی قبر کو سجدہ نہ ہو سکے۔
- انہوں نے حضرت رسول مقبول کی موافقت کا ارادہ کیا اور آپ کا ارادہ یہی تھا کہ توحید کو اللہ کے لیے خالص کر دیا جائے۔
- حقیقت ایمان اور مقاصد نبوت اور احادیث رسول سے بے بہرہ لوگوں کے جتھو۔
- تم نے بغاوت، زیادتی اور بہتان کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر رسول کریم کے سچے تابعداروں پر چڑھائی کر دی۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس خطرہ کے پیش نظر، قبر

مبارک کے گرد تین اونچی دیواریں بنا دیں کہ کہیں یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید میں مسلمان مشرکین بھی آپ کی قبر مبارک کو سجدہ گاہ نہ بنا لیں۔ انہوں نے اپنے پیارے رسول مقبول ﷺ کی موافقت میں توحید الرحمٰن کو خالص کرنے کے لیے ایسا کیا ورنہ آپ کی قبر مبارک سر عام بنائی جاتی تھی لیکن مقاصد نبوت اور حقیقت ایمان سے بے خبر غالیوں نے نبوی ﷺ لشکروں اور آپ کے سچے تابعداروں پر بے ادبی اور گستاخی کے ہتھیاروں سے حملہ کر دیا اور عامتہ الناس جہلاء کی آنکھوں میں دھول جھونکنے میں کامیاب ہو گئے نتیجتاً اہل ایمان اور رسول کریم کے سچے پیروکاروں کو بیک وقت دو محاذوں پر لڑنا پڑا یعنی بہتان ساز مولویوں اور گدی نشینوں کی سازشوں کے جواب دینے پڑے اور دھوکہ کھا جانے والے سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے اپنی پوزیشن واضح کرنا پڑی۔

روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے متعلق طائفہ منصورہ کا حقیقت پسندانہ موقف

لا تعجلوا وتبينوا وتثبتوا فمصابكم ما فيه من حيران

قلنا الذي قال الائمة قبلنا وبه النصوص اتت على التبيان

القصد حج البيت وهو فريضة الرحمن واجبة على الاعيان

ورحالنا شدت اليه من بقاع الارض قاصيها كذاك الداني

من لم يزر بيت الاله فماله من حجه سهم ولا سهمان

- تم جلدی نہ کرو بلکہ چھان بین کرو اور حقیقت کی جستجو کرو تمہارا مجنونانہ پن کوئی حیران کن بات نہیں۔
- ہم نے وہی بات دہرائی ہے جو ہم سے پہلے ائمہ دین کے کہہ گئے ہیں اور اس کے متعلق نصوص اور واضح دلائل ہیں۔
- بیت اللہ شریف کا حج کرنا یہ ذی استطاعت لوگوں پر اللہ کا فریضہ ہے۔
- اور دنیا کے دور اور نزدیک کے گوشوں سے ہمارا مکہ میں آنا واجب ہے۔
- جو کوئی بیت اللہ کی زیارت نہ کرے اس کو حج کا ذرہ برابر ثواب نہیں ملتا۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اے بہتان بازو، یہ نہ سمجھو کہ ہم تمہارے پروپیگنڈے کی اصل وجہ سے بے خبر ہیں بلکہ ہمیں تمہارے مجنونانہ پن کی حقیقت سے آگاہی

حاصل ہے۔ لیکن کچھ انسانی اقدار بھی ہوتی ہیں ان کا پاس کرنا چاہیے جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ حقیقت کی جستجو کرنی چاہیے تم کہتے ہو کہ یہ قبر نبوی کی زیارت کے مخالف ہیں حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہم نے حدیث رسول کے مطابق وہ فتویٰ دیا ہے جو ہم سے پہلے امام بھی دے چکے ہیں اور قرآن میں وضاحت سے آیا ہے کہ اہل استطاعت مسلمانوں پر حج بیت اللہ واجب ہے جو کوئی ارض بطحاء میں تو آئے لیکن بیت اللہ کی زیارت نہ کرے تو اس کو اس سفر سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

کیا مسجد نبوی کی زیارت کی نذر پوری کرنا واجب ہے؟

وکذا نشُدُّ رِحالنَا لِلمسجدِ النَّبوِیِّ خیرُ مَساجِدِ البُلدَانِ

من بَعدِ مکّہ او علی الا طْلاقِ فِیہِ الخُلفُ مُنذُ زَمَانِ

ونراہُ عندا لنذرِ فرضا لکِنِ النْعمَانَ یابیٰ ذَا وَ لِلنُّعمَانِ

اصلٌ ھُوَ النافی الوُجُوبَ فَانَّہ مَا جِنسُہ فَرضًا عَلی الاِنسَانِ

وَلنا براھینٌ تَدُلُّ بانَّہ بالنذرِ مُفترَضٌ عَلَی الاِنسَانِ

امرُ الرسُولُ لکُلِّ ناذرِ طاعۃٍ بوَفائہ بالنذرِ بالاِحسَانِ

- اور اسی طرح ہمارا مسجد نبوی کی طرف اہتمام سے سفر کرنا ہے جو تمام شہروں کی مساجد سے افضل ہے۔
- مسجد حرام کے بعد یا مسجد حرام کے سمیت، اس میں بڑی دیر سے اختلاف ہے۔
- اور ہم یہ موقف رکھتے ہیں کہ جب کوئی مسجد نبوی کی زیارت کی نذر مان لے تو پورا کرنا فرض ہے لیکن۔
- امام ابوحنیفہؒ، اس کے فرض ہونے سے انکار کرتے ہیں اور ان کے ہاں یہ ان میں سے نہیں ہے جو انساں پر فرض ہوں۔
- اور ہمارے پاس دلائل ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ اس نذر کا پورا کرنا انسان پر فرض ہے۔
- رسول کریم ﷺ نے اطاعت کی نذر ماننے والے ہر انسان کو نذر پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کے متعلق، علمائے کرام کے دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ مسجد دنیا کی تمام مساجد سے افضل ہے، اگر کوئی مسلمان اس مسجد کی زیارت کی نذر مان لے تو ہمارے نزدیک اسے پورا کرنا واجب ہے البتہ امام ابوحنیفہ واجب نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں کہ زیارت مسجد نبوی کی نذر ماننا ایسے شرعی امور سے نہیں ہے جنھیں پورا کرنا واجب ہو جیسے نماز اور روزہ کیونکہ ان امور کی نذر پوری کرنا واجب جب کہ نفس زیارت کی نذر ماننا مستحب ہے لیکن پورا کرنا واجب نہیں لیکن ہمارے پاس دلائل ہیں کہ نذر اطاعت کا پورا کرنا واجب ہے کیونکہ حضرت رسول کریم نے اسے پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔

وصلاتُنَا فِيهِ بَالفٍ فى سِوَاهُ ما خلا ذا الحجر والاركان

وكذا صلوةٌ فِي قُبا فكعمرةٍ في اجرها والفضلُ للمنّان

فاذا اتينا المسجدَ النبوىَّ صلّينا التحيّة اولاً ثنتان

بتمامِ اَركانٍ لها وخُشُوعِهَا وَ حُضُور قلبٍ فِعْل ذى الاحْسَان

- اور اس طرح ہمارا وہاں نماز ادا کرنا بیت اللہ شریف کے سواء دوسری مساجد کی ہزار نمازوں کے برابر ہے۔
- اور اس طرح مسجد قباء میں نماز ادا کرنا اللہ کے فضل کی بنا پر اجر میں عمرے جیسا ہے۔
- جب ہم مسجد نبوی آتے ہیں اولاً ہم دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرتے ہیں۔
- ہم یہ دو رکعتیں پورے خشوع وخضوع اور حضور قلب اور مکمل ارکان سے ادا

کرتے ہیں اور اس شخص کی طرح ادا کرتے ہیں جو ایسے عبادت کرے جیسے وہ اللہ کو دیکھ رہا ہو۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنا بیت اللہ کے بعد دوسری تمام مساجد میں ہزار نماز ادا کرنے کے برابر ہے اور اس طرح مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرے کے برابر ہے اس لیے جب ہم مسجد نبوی میں حاضری دیتے ہیں تو اولاً دو رکعتیں تحیۃ المسجد ادا کرتے ہیں جیسے ہم گویا اللہ کو دیکھ رہے ہیں۔

ثُمَّ انثنینا للزیارۃِ نقصُد القبر الشَّریف وَلَو علی الاَجفانِ

فنقُومُ دُون القبر وقفة خاضعٍ مُتذلِّلٍ فِی السِّرِ وَالاِعلان

فَکاَنَّهُ فی القبر حیٌّ ناطقٌ فالوَاقِفُون نواکِسِ الاَذقانِ

ملَکتهُم تلک المهابۃُ فاعترتْ تِلکَ القَوائِم کَثرۃ الرَّجفانِ

وَتفَجرَّت تلک العیونُ بمائها وَ لَطالَمَا غاضَت علی الاَزمانِ

- پھر ہم قبر شریف کی زیارت کے لیے روضہ رسول کی طرف جاتے ہیں اگرچہ ہمیں پلکوں کے بل جانا پڑے۔
- پھر ہم جسمانی اور باطنی احترام کے ساتھ قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔
- گویا کہ آپ قبر میں زندہ ہوں اور بولنے والے ہوں اور کھڑے ہونے والے منہ نیچے کیے کھڑے ہوں۔
- ان پر یہ ہیبت طاری ہو اور ٹانگیں رعب کی وجہ سے لرزہ رہی ہوں۔
- اور پلکوں تک لبالب بھرے آنسو موتیوں کی طرح گرنا شروع کر دیں اور

انھیں اسی جگہ بہانے کے لیے موت سے جمع کر رکھا ہو۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ ہم مسجد رسول ﷺ میں دو رکعت ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کے لیے واپس مڑتے ہیں اور اس زیارۃ مقدس کی خاطر اگر ہمیں آنکھوں کی پلکوں کے بل جانا پڑے تو ہم سعادت سمجھیں گے۔ چنانچہ ہم آپ کی قبر مبارک کے پاس احترام کے جملہ تقاضوں کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور اس طرح کھڑے ہوتے ہیں گویا آپ اس قبر میں زندہ ہوں اور لوگ ٹھوڑیاں لٹکائے دست بستہ کھڑے ہوں اور آپ کے رعب و ہیبت کی وجہ سے ان کی ٹانگوں پر لرزہ طاری ہو اور وہ بید کی طرح کپکپا رہی ہوں اور آپ کی جدائی کے رنج و الم کے غم میں آنکھوں کے چشموں میں جمع ہونے والے آنسوؤں کے بند ٹوٹ جائیں اور وہ لڑی میں پردے موتیوں کی طرح پے در پے گرنا شروع ہو جائیں۔

........❀❀❀❀❀❀........

وَاَتَی الْمُسلِمُ بِالسَّلَامِ بِهَيبَةٍ وَ وَقَارِ ذِی عِلمٍ وَذِی اِيمَانِ

لَم يَرفَعِ الاَصوَاتُ حَولَ ضَرِيحِهٖ كَلَّا وَلَم يَسجُد عَلَی الاَذقَانِ

كَلَّا وَلَم يُرٰی طَائِفاً بِالقَبرِ اُسبُوعاً كَاَنَّ القَبرَ بَيتٌ ثَانِ

ثُمَّ انْثَنٰی بِدُعَائِهٖ مُتَوَجِّهاً لِلّٰهِ نَحوَ البَيتِ ذِی الاَرْكَانِ

- اور مسلمان وہاں، اہل علم اور اہل ایمان کے سے وقار اور ہیبت سے سلام پڑھتا ہے۔
- نہ تو وہ آپ کی قبر مبارک کے گرد آواز بلند کرتا ہے اور نہ وہاں سجدہ کرتا ہے۔
- اور نہ ہی وہ قبر مبارک کو دوسرا بیت اللہ سمجھ کر وہاں طواف کرتا ہے۔
- پھر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے لیے بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر لیتا ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ مومن آدمی قبر رسول ﷺ پر ادب و احترام سے کھڑا ہونے کے بعد طویل جدائی اور شدت اشتیاق کے آنسو بہا کر سلام پڑھتا ہے اور اس کے سلام پڑھنے میں اہل علم اور اہل ایمان کا سا وقار ہوتا ہے اور اس کے دل پر آپ کی عظمت و وقار کی ہیبت طاری ہوتی ہے لیکن وہ وہاں احترام کی خاطر آواز بلند نہیں کرتا اور نہ ہی وہاں سجدہ کر کے شرک کا مرتکب ہوتا ہے اور نہ وہ قبر شریف کو دوسرا کعبہ سمجھ کر اس کے گرد طواف کرتا ہے جب سلام سے فارغ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے لیے کعبہ شریف کی طرف رخ کر لیتا ہے مصنف علیہ الرحمتہ نے اغاثۃ اللہفان میں لکھا ہے کہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے ائمہ دین نے یہی فتویٰ دیا ہے کہ قبر شریف پر کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کے بعد دعا مانگتے وقت اپنا منہ کعبہ شریف زَادَهَا اللّٰهُ شَرْفًا کی طرف کرنا چاہیے۔

هَذِى زِيَارَةُ مَنِ غَدَا مُتَمَسِّكًا بِشَرِيعَةِ الاِسْلَامَ وَالاِيمَانِ
مِن افضَلِ الاَعْمَالِ هَاتِيكَ الزِيَارَةُ وَهِيَ يَوْمَ الْحَشْرِ فِي الْمِيزَانِ
لَاتَلْبِسُو الْحَقَّ الَّذِي جَاءَتْ بِهِ سَنَنُ الرَّسُولِ بِاَعظَمِ الْبُرهَانِ
هَذِى زِيَارَتُنَا وَلَم نُنكِر سِوَى الْبِدَعِ الْمُضِلَّةِ يَا اُولِى الْعُدْوَانِ
وَحدِيثُ شَدِّ الرَّحلِ نَصٌّ ثَابِتٌ يَجِبُ الْمَصِيرُ اِلَيهِ بِالْبُرْهَانِ

- یہ ہے طریقہ زیارت اس مسلمان کا جو اسلام اور ایمان کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے والا ہے۔
- روضہ رسول ﷺ کی زیارت قیامت والے دن افضل اعمال میں شمار ہوگی۔

- تم حق کو گدلا نہ کرو اور جو کچھ سنت رسول ﷺ سے محکم دلائل سے ثابت ہے اس کو تسلیم کرنے میں چون و چرا نہ کرو۔
- یہ ہمارا طریقہ زیارت ہے اے زیادتی کرنے والو، ہم بدعات سیئہ کا انکار کرتے ہیں اس زیارت کا نہیں۔
- اور حدیث شدالرحال ثابت شدہ نص ہے مضبوط دلائل کی بنا پر اسے تسلیم کرنا چاہیے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ جو طریقہ زیارت ہم نے بیان کیا ہے یہ اہل اسلام اور اہل ایمان کا طریقہ زیارت ہے وہ وہاں نہ تو سجدہ، طواف کر کے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور نہ ہی وہاں جہلاء کی طرح بدعات کے مرتکب ہوتے ہیں اس مبارک عمل کا اجر قیامت کو ضرور ملے گا اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی ہمیں کسی قسم کا الزام دے یا ہم پر بہتان لگائے تو اللہ ہی قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا ہم اس زیارت کے منکر نہیں ہیں بلکہ بدعات کے منکر ہیں اور ان سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں باقی رہی حدیث رسول ﷺ کہ لَا تَشُدُّ الرِّحَالَ...... الخ وہ ثابت شدہ نص ہے اسے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔

جنت میں داخلے کی سب سے بڑی رکاوٹ کا تذکرہ

وَالشِّرْکَ فَاحْذَرْهُ فَشِرْکٌ ظَاهِرٌ ذَا الْقِسْمُ لَیْسَ بِقَابِلِ الْغُفْرَانِ

وَ هُوَ اتِّخَاذُ النِّدِّ لِلرَّحْمٰنِ أَیًّا کَانَ مِنْ حَجَرٍ وَ مِنْ اِنْسَانِ

یَدْعُوْهُ أَوْ یَرْجُوْهُ ثُمَّ یَخَافُهُ وَ یُحِبُّهُ کَمَحَبَّةِ الدَّیَّانِ

وَاللّٰهِ مَا سَاوَوْهُمْ بِاللّٰهِ فِی خَلْقٍ وَ لَا رِزْقٍ وَ لَا اِحْسَانِ

فَاللّٰهُ عِنْدَهُمْ هُوَ الْخَلَّاقُ وَالرَّزَّاقُ مُوْلِی الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ

لٰکِنَّهُمْ سَاوَوْهُمْ بِاللّٰهِ فِی حُبٍّ وَ تَعْظِیمٍ وَ فِی اِیْمَانِ

☆ اور شرک سے بچ کر رہنا کیونکہ شرک واضح اور جلی بھی ہوتا ہے اور اس قسم کا شرک ناقابل مغفرت جرم ہے۔

☆ واضح اور جلی شرک یہ ہوتا ہے کہ کسی پتھر یا کسی بھی انسان کو اللہ کی ذات، صفات اور اختیارات میں شریک سمجھا جائے۔

☆ اور اس کو شریک سمجھنے والا آدمی اسے غائبانہ پکارے یا اس سے امید رکھے پھر اس سے ڈرے اور اس سے ایسی محبت رکھے جیسے اللہ سے محبت رکھنی تھی۔

☆ "اللہ کی قسم مشرکین نے اپنے معبودوں کو کائنات کی تخلیق کرنے اور اسے رزق دینے اور اس پر احسان کرنے پر کبھی اللہ کے برابر نہیں سمجھا۔

☆ کیونکہ ان کے نزدیک بھی اللہ ہی پیدا کرنے اور رزق دینے والا ہے اور فضل واحسان کا والی ہے۔

بلکہ انھوں نے اپنے معبودوں کو محبت اور تعظیم اور ایمان و یقین میں اللہ کے برابر سمجھ لیا تھا۔"

توضیح و مطالب:

ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شرک سے بچ کر رہنا چاہیے کیونکہ شرک نا قابل مغفرت جرم ہے جو شخص مشرکانہ عقیدے پر مر گیا اس کی بخشش کبھی نہ ہوگی وہ ہمیشہ کے لیے دوزخ کا ایندھن ہے لیکن شرک ہے کیا؟ اور اس کی کتنی اقسام ہیں۔ شرک یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ ساتھ کسی بھی شخصیت کی سنگ تراشیدہ مورت کو یا کسی بھی زندہ یا مردہ انسان کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے پکارا جائے اور اس سے ایسی محبت کی جائے جیسے اللہ سے محبت کرنی چاہیے۔

شرک دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک جلی اور واضح شرک مثلاً اللہ کے ساتھ ساتھ کسی بھی نبی مرسل یا ملک مقرب یا انسان یا حیوان، حجر یا شجر کو سجدہ کیا جائے یا اس کے نام پر جانور ذبح کیا جائے یا اس کے سامنے معنوی امور کی خاطر ہاتھ پھیلائے جائیں اور ماوری الاسباب اس سے شفا مانگی جائے یا اولاد طلب کی جائے۔ ایک خفی اور باطنی شرک ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بظاہر تو کوئی نیک عمل اللہ کے لیے کیا جائے لیکن نیت اور ارادہ اور مراد غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنا ہو بہر حال ظاہری اور باطنی شرک کا انجام جہنم میں داخل ہونا ہے۔

اس کے بعد امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان کے معبود تخلیق کائنات اور ان کی رزق رسانی اور ان پر فضل و احسان میں اللہ کے برابر شریک ہیں اور انھوں نے اس سلسلے میں اللہ کا ہاتھ بٹایا ہے بلکہ وہ بھی حقیقت میں یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ اکیلے نے ہی کائنات تخلیق کی ہے اور وہی خلاق اور رزق رساں اور فضل و احسان کرنے والا ہے اس عقیدے کے باوجود وہ مشرک کیوں قرار پائے؟ وہ اس لیے مشرک قرار پائے کہ انھوں نے محبت اور تعظیم و

کریم اور ایمان باللہ والرسول جو کہ اپنے وجوب میں صرف انہیں کا حق ہے اپنے معبودوں کو برابر شریک کر لیا اور ان سے ایسی محبت کی جو اللہ ہی کے لائق تھی اور ان کی باتوں کو وہ اہمیت دی جو اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو دینی تھی اور اس سلسلے میں اتنا غلو کیا کہ ان کے دلوں سے اللہ اور اس کے رسول کی محبت نکل گئی اور مشائخ و ائمہ کی محبت دلوں میں سرایت کر گئی یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کی خلاف ورزی پر اتنا نہیں بھڑکتے جتنا وہ اپنے مشائخ اور ائمہ کے اقوال کی خلاف ورزی پر بھڑک اٹھتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کسی شخص سے اللہ کا مطیع اور فرمانبردار ہونے کی وجہ سے محبت کی اور اس کے نافرمان ہونے کی وجہ سے نفرت کی اور اللہ کے حکم کی وجہ سے نیک لوگوں کو دوست بنایا اور اس کے دشمن ہونے کی وجہ سے ان سے عداوت و دشمنی رکھی تو وہ اس عمل کی بنا پر ولایت کے رتبہ پر فائز ہو گیا اور ان لوگوں میں شامل ہو گیا جن کو اللہ قیامت والے دن اپنے عرش تلے سایہ نصیب کرے گا۔ اللہ کی وجہ سے محبت کرنا اور اس کی خاطر دشمنی رکھنا مضبوط ایمان کی زنجیر ہے جب کہ دوسروں کو اللہ کے برابر تعظیم دینا اور ان کے اقوال کو پتھر پر لکیر کی طرح صحیح سمجھ کر اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو رد کر دینا شرک اور کفر ہے۔

جَعَلُوْا مَحَبَّتَهُمْ مَعَ الرَّحْمٰنِ مَا جَعَلُوْهَا الْمَحَبَّةَ قَطُّ لِلرَّحْمٰنِ

لَوْ كَانَ حُبُّهُمْ لِأَجْلِ اللّٰهِ مَا عَادُوْا أَحِبَّتَهُ عَلَى الْإِيْمَانِ

وَ لَمَا أَحَبُّوْا سُخْطَهُ وَ تَجَنَّبُوْا مَحْبُوْبَهُ وَ مَوَاقِعَ الرِّضْوَانِ

شَرْطُ الْمَحَبَّةِ أَنْ تُوَافِقَ مَنْ تُحِبُّ عَلَى مَحَبَّتِهِ بِلَا عِصْيَانِ

فَإِذَا ادَّعَيْتَ لَهُ الْمَحَبَّةَ مَعَ خِلَافِكَ مَا يُحِبُّ فَأَنْتَ ذُوْ بُهْتَانِ

تُحِبُّ أَعْدَاءَ الْحَبِيبِ وَ تَدَّعِيْ حُبًّا لَهُ مَا ذَاكَ فِيْ إِمْكَانِ

وَ كَذَا تُعَادِيْ جَاهِدًا أَحْبَابَهُ أَيْنَ الْمَحَبَّةُ يَا أَخَا الشَّيْطَانِ

لَيْسَ الْعِبَادَةُ غَيْرَ تَوْحِيْدِ الْمَحَبَّةِ مَعَ خُضُوْعِ الْقَلْبِ وَالْأَرْكَانِ

وَالْحُبُّ نَفْسُ وِفَاقِهِ فِيْمَا يُحِبُّ وَ بُغْضُ مَا لَا يَرْتَضِيْ بِجَنَانِ

اور انھوں نے ان کی محبت کو رحمان کی محبت سے ملا دیا اور ان سے اتنی محبت کی کہ رحمان کے ساتھ کبھی اتنی محبت نہیں کی۔

اگر ان کی محبت اللہ کی وجہ سے ہوتی تو وہ اللہ پر ایمان رکھنے کی وجہ سے اس کے محبوبوں سے عداوت نہ رکھتے۔

اور نہ وہ اللہ کی ناراضی کا باعث بننے والے امور سے محبت رکھتے اور اس کے پسندیدہ اور اس کی خوشنودی کے مواقع سے علیحدگی اختیار نہ کرتے۔

''محبت کی شرط یہ ہے کہ تو جس سے محبت کرتا ہے اس کی محبت کی وجہ سے اس کی پسندیدہ چیزیوں سے بلا چون و چرا محبت کرے۔

اگر تو اس سے محبت کا دعویٰ کرے اور جس چیز سے وہ محبت کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرے تو پھر بہتان طراز ہے۔

کیا تو اپنے حبیب کے دشمنوں سے بھی محبت کرے اور اپنے حبیب سے محبت کا دعویٰ بھی کرے ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔''

اور اس طرح تو اس کے احباب سے عداوت میں کوشاں رہے تو اے شیطان کے برخوردار بتا تیری محبت کہاں گئی۔

عبادت تو بغیر توحید محبت کے بغیر قابل قبول نہیں اور توحید محبت بھی ایسی کہ اس میں دلی خشوع اور بدنی خضوع شامل ہو۔

☆ محبت تو اس شخصیت سے جس سے تو محبت کرتا ہے پوری پوری موافقت کا نام ہے کہ جس کو وہ محبوب سمجھے تو تو بھی اسے محبوب سمجھ اور جس چیز سے وہ نفرت کرتا ہے تو بھی اپنے قول وفعل سے نفرت کرے۔

توضیح ومطالب:

مذکورہ بالا اشعار میں ناظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے اپنے مشائخ کی محبت کو اللہ کی محبت سے ملا دیا بلکہ بڑھا دیا اور اتنا بڑھایا کہ انھوں نے اللہ اتنی محبت کبھی نہیں کی جتنی وہ اپنے مشائخ سے کرتے تھے اگر ان کی اپنے مشائخ سے محبت اللہ کی خاطر ہوتی تو وہ اللہ پر ایمان رکھنے والے محبوبانِ الٰہی سے عداوت نہ رکھتے اور نہ ہی وہ اس کی ناراضی والے کاموں سے محبت کرتے اور نہ اس کے پسندیدہ کاموں اور اس کی خوشنودی کے مواقع سے علیحدگی اختیار کرتے۔ محبت کی شرط یہ ہے کہ آدمی جس سے محبت رکھے تو اس کی محبت کی وجہ سے اس عمل سے بھی بلا چون و چرا محبت رکھے جسے وہ محبوب سمجھتا ہے اگر کوئی آدمی کسی سے عشق ومحبت کا دعویٰ تو کرے لیکن اپنے قول وفعل سے اس کی خلاف ورزی کرے تو یہ دعویٰ محبت جھوٹا ہے اور خود فریبی ہے اور بہتان ہے جو محبت کے پاکیزہ لفظ کو بھی نجس کر دیتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ بھلا ایسا ہو سکتا ہے تو اپنے حبیب کے دشمنوں (مشرکوں اور بدعتیوں) سے محبت بھی رکھے۔ اور پھر حبیب سے محبت کا دعویٰ بھی کرے؟ یقیناً ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح تو اس حبیب کے احباب (صحابہ کرام) سے عداوت بھی رکھے اور حبیب کبریا سے دعویٰ محبت بھی کرے اے شیطان کے برادر تیرے اس دعویٰ کون تسلیم کرے گا؟ توحید محبت جس میں دلی خشوع اور بدنی خضوع کا شامل ہونا شرط اوّلین ہے اس کے بغیر تو عبادت قبول نہیں ہوتی۔ اصلی محبت تو محبوب کے پسندیدہ عمل سے اور محبت اور اس کی ناپسندیدہ عمل سے پوری پوری نفرت

کرنے کا نام ہے۔

........❀❀❀❀❀❀........

وَ وِفَاقُهُ نَفْسُ اِتِّبَاعِكَ أَمْرَهُ　　وَالْقَصْدُ وَجْهُ اللّٰهِ ذِی الْإِحْسَانِ

هٰذَا هُوَ الْإِحْسَانُ شَرْطٌ فِی　　قَبُوْلِ السَّعْیِ فَافْهَمْهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ

وَالْاِتِّبَاعُ بِدُوْنِ شَرْعِ رَسُوْلِهِ　　عَیْنُ الْمُحَالِ وَ أَبْطَلُ الْبُطْلَانِ

فَإِذَا نَبَذْتَ کِتَابَهُ وَ رَسُوْلَهُ　　وَاتَّبَعْتَ أَمْرَ النَّفْسِ وَالشَّیْطَانِ

وَ اتَّخَذْتَ أَنْدَادًا تُحِبُّهُمْ کَحُبِّ　　اللّٰهِ کُنْتَ مُجَانِبَ الْإِیْمَانِ

- اور اس کے حکم کی عین موافقت کرنا اور محسن حقیقی حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی خوشنودی کا دلی طور پر آرزومند رہنا محبت ہے۔
- یہ ہے وہ احسان جو نیکی کی قبولیت میں شرط ہے اس چیز کو قرآن سے سمجھ لو۔
- اور اس کے رسول کی شریعت کو پس پشت ڈال کر اپنے آپ کو متبع سمجھ لینا بنیادی طور پر محال ہے اور باطل عمل ہے۔
- ''جب تو اس کی کتاب اور اس کے رسول کے احکام کو پس پشت ڈال دے اور اپنے نفس اور شیطان کی پیروی اختیار کرے۔
- اور اپنے مشائخ کو اللہ کا شریک بنا کر ان سے ایسی محبت کرے جیسے اللہ سے کرنی چاہیے تھی تو، تو ایمان سے علیحدہ ہے۔

توضیح و مطالب:

مذکورہ بالا اشعار میں ناظمؒ فرماتے ہیں کہ سچا محبوب الٰہی بننے کا گر یہ ہے کہ حقیقی محسن (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پیکر تسلیم و رضا بنا کر بلا

چون و چرا اس کے احکام کو بسر و چشم قبول کیا جائے اور اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی کو در آنے کا موقع نہ دیا جائے۔

اس سے اگلے شعر میں فرماتے ہیں کسی بھی نیکی کے قبول ہونے میں اوّلین شرط احسان ہے اگر تم اسے سمجھنا چاہو تو قرآن کریم کا تدبر سے مطالعہ کرو تمھیں اس بات کی سمجھ آ جائے گی۔ مزید برآں یہ بھی سمجھ لو کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے ہٹ کر کسی اور کے قول و عمل کی پیروی کو اتباع رسول ﷺ کہنا نہایت غیر معقول اور باطل ترین خود فریبی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تم نے کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ کو پس پشت ڈال دیا اور اپنے نفس اور شیطان لعین کی پیروی اختیار کر لی اور دوسروں کو اللہ کے اوصاف اور اختیارات میں شریک سمجھ کر ان سے ایسی محبت کی جیسی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کرنی تھی تو تم ایمان سے علیحدہ ہو گئے اور تمہارا مومنین سے کوئی واسطہ نہ رہا اور تم دلی خواہش کے پرستار اور شیطان کے ساتھی بن گئے۔

........❀❀❀❀❀❀........

وَ لَقَدْ رَأَيْنَا مِنْ فَرِيقٍ يَدَّعِي ... الْاِسْلَامَ شِرْكًا ظَاهِرًا التِّبْيَانِ

جَعَلُوْا لَهُ شُرَكَاءَ وَ الْوَهْمُ وَ سَوْ ... وَوْهُمْ بِهِ فِي الْحُبِّ لَا السُّلْطَانِ

وَاللّٰهِ مَا سَاوَوْهُمْ بِاللّٰهِ بَلْ ... زَادُوْهُمْ لَهُمْ حُبًّا بِلَا كِتْمَانِ

وَاللّٰهِ مَا غَضِبُوْا إِذَا انْتُهِكَتْ ... مَحَارِمُ رَبِّهِمْ فِي السِّرِّ وَالْاِعْلَانِ

حَتّٰى اِذَا مَا قِيْلَ فِي الْوَثَنِ الَّذِي ... يَدْعُوْنَهُ مَا فِيْهِ مِنْ نُقْصَانِ

فَاجَارَكَ الرَّحْمٰنُ مِنْ غَضَبٍ وَ مِنْ ... حَرْبٍ وَ مِنْ شَتْمٍ وَ مِنْ عُدْوَانِ

وَ أَجَارَكَ الرَّحْمٰنُ مِنْ ضَرْبٍ ... وَ تَعْزِيْرٍ وَ مِنْ سَبٍّ وَ تَسْجَانِ

❀ اور ہم نے ایک فریق کو دیکھا ہے کہ وہ واضح اور آشکارا شرک کا مرتکب ہو کر

بھی اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔

- اور انھوں نے اللہ کے کئی شریک بنا رکھے ہیں اور وہ ان سے وابستہ ہیں اور انھوں نے مَحبّت میں ان کو اللہ کے برابر درجہ دے رکھا ہے۔ سلطنت میں نہیں۔
- اور اللہ کی قسم! انھوں نے محبت میں انھیں اللہ کے برابر درجہ دینے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بغیر کسی لگی لپٹی کے اللہ سے بڑھ کر انہیں درجہ محبت دے رکھا ہے۔
- اللہ کی قسم جب ان کے رب کی حرمتیں ان کے سامنے علانیہ اور پوشیدہ پامال ہو رہی ہوں تو وہ کبھی غصے میں نہیں آتے۔''
- ''البتہ جب ان کی متبرک ہستی کی پرستش کا نقصان بیان کیا جائے جس کے ساتھ ان کا اعتقاد وابستہ ہے تو
- اللہ تمھیں ان کے غضب اور لڑائی اور گالی گلوچ اور دشمنی سے بچائے۔
- اور اللہ تمھیں ان کی مار کٹائی اور سزا اور لعن طعن اور حبس وقید سے بچائے۔''

توضیح مطالب:

مذکورہ بالا اشعار میں ناظمؒ اپنے دور کے مدعیان اسلام کا حال بیان کرتے ہیں کہ وہ آفتاب نیمروز کی طرح آشکارا شرک کا مرتکب ہونے کے باوجود مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور انھوں نے اپنے معبودوں کو اللہ کی سلطنت میں شریک تو نہیں قرار دیا البتہ محبت اور دوستی میں ان کو اللہ کے برابر کر دیا، اور بخدا انھوں نے اس پر بھی بس نہیں کیا بلکہ بغیر کسی پردہ داری کے اللہ سے بھی بڑھ کر ان سے محبت کی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب ان کے سامنے کوئی شخص اللہ کی بارگاہ میں گستاخی کا ارتکاب کرے تو ان کے بدن پر جوں تک نہیں رینگتی اور جب کوئی توحید پرست ان کے بے بس اور لاچار سرکاروں کے بارے وہ کچھ بیان کرے جو قرآن میں بیان ہوا ہے تو پھر وہ آگ بگولہ ہو کر ہتھیار اٹھا لیتے ہیں کہ تو نے ہماری سرکار کے بارے میں گستاخی

کیوں کی؟ ہم تیرے ساتھ یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے ہم تجھے قید کرا دیں گے۔ حکومت سے سزا دلوا دیں گے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ ان کے بارے میں قرآن میں صاف صاف بیان ہوا ہے:

﴿اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا وَّ تَخۡلُقُوۡنَ اِفۡكًا اِنَّ الَّذِيۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَا يَمۡلِكُوۡنَ لَكُمۡ رِزۡقًا فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ الرِّزۡقَ﴾ [العنکبوت 29: 17]

''بے شک تم تو پرستش کرتے ہو اللہ کے سوا آستانوں (میں مدفون ہستیوں) کی اور (اپنے دلوں سے) گھڑتے ہو (ان کی کرامتوں کے) جھوٹ، بے شک جن لوگوں کی تم پرستش کرتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہارے لیے روزی کے مالک نہیں ہیں لہٰذا تم اللہ کے (خزانوں) سے رزق تلاش کرو۔''

وَاللّٰهِ لَوْ عَطَّلْتَ كُلَّ صِفَاتِهِ　مَا قَابَلُوكَ بِبَعْضِ ذَا الْعُدْوَانِ

وَاللّٰهِ لَوْ خَالَفْتَ نَصَّ رَسُوْلِهِ　نَصًّا صَرِيْحًا وَاضِحَ التِّبْيَانِ

وَتَبِعْتَ قَوْلَ شُيُوْخِهِمْ اَوْ غَيْرِهِمْ　كُنْتَ الْمُحَقِّقَ صَاحِبَ الْعِرْفَانِ

حَتّٰى إِذَا خَالَفْتَ آرَاءَ الرِّجَالِ　لِسُنَّةِ الْمَبْعُوْثِ بِالْقُرْآنِ

نَادَوْا عَلَيْكَ بِبِدْعَةٍ وَ ضَلَالَةٍ　قَالُوْا وَ فِي تَكْفِيْرِهِ قَوْلَانِ

قَالُوْا تَنَقَّصْتَ الْكِبَارَ وَ سَائِرَ　الْعُلَمَاءِ بَلْ جَاهَرْتَ بِالْبُهْتَانِ

❁ اور اللہ کی قسم! اگر تو اس کے سارے اوصاف حمیدہ کو معطّل کر دے تو وہ تیرے ساتھ ذرہ برابر عداوت کا اظہار نہیں کریں گے۔

❁ اللہ کی قسم! اگر تو نے اس کے رسول ﷺ کی صریح واضح المعنیٰ حدیث کا انکار کر دے۔

- اور ان کے مشائخ یا ان کے علاوہ کسی اور شخص کے قول کی پیروی کرے، تو، تو ان کے ہاں صاحب عرفان محقق کہلائے گا۔
- یہاں تک کہ جب تو مبعوث بالقرآن (حضرت رسول اللہ ﷺ) کی سنت کی خاطر فلاسفر صوفیا کی آراء کی مخالفت کرے۔
- تو وہ تجھ پر بدعت وضلالت کے فتوے داغنے لگیں گے اور کہیں گے اس کی تکفیر میں دو قول ہیں۔
- وہ کہیں گے کہ تم نے کبار مشائخ اور تمام علماء کی گستاخی کی بلکہ تو نے بہتان کی جسارت کی۔

توضیح ومطالب:

حضرت امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ پیرانِ طریقت اور مقلدین ائمہ اپنی آنکھوں سے ضلالت وگمراہی اور فحاشی اور بے حیائی کو دیکھتے ہیں اور ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار بلکہ مذاق اڑایا جاتا ہے تو ان کی زبانیں گنگ رہتی ہیں لیکن جونہی ان کے مشائخ اور ائمہ کے خلاف قرآن وسنت اقوال وآراء کا ردّ لیا جائے تو یہ بارود بھرے بم کی طرح پھٹ پڑتے ہیں اور مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں اور جب ان کے مذہب یا امام یا شیخ کے خلاف عقل ونقل فتوے کی تعریف کی جائے تو خوشی سے لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں لیکن مسلمان پر واجب ہے کہ وہ حق کے پیچھے چلے افراد کے پیچھے نہ چلے ائمہ کرام خود وصیت فرما گئے ہیں کہ حق کی پیروی کرنا اور ہمارے قول کی پرواہ نہ کرنا کیونکہ حضرت رسول ﷺ کی صحیح حدیث کے علاوہ کسی کی بات حرف آخر نہیں ہے۔

لہٰذا ان اندھے مقلدین کی پرواہ نہ کرنا خواہ وہ تمہیں بدعتی اور گمراہ کہیں یا کفر کے فتوے لگائیں تمہیں حق کو مضبوطی سے تھامے رکھنا ہے۔

هٰذَا وَ لَمْ تَسْلُبْهُمْ حَقًّا لَهُمْ لِيَكُوْنَ ذَا كَذِبٍ وَ ذَا عُدْوَانِ

وَ اِذَا سَلَبْتَ صِفَاتِهِ وَ عُلُوِّهِ وَ كَلَامَهُ جَهْرًا بِلَا كِتْمَانِ

لَمْ يَغْضَبُوْا بَلْ كَانَ ذَالِكَ عِنْدَهُمْ عَيْنَ الصَّوَابِ وَ مُقْتَضَى الْاِحْسَانِ

وَالْاَمْرُ وَاللّٰهِ الْعَظِيْمِ يَزِيْدُ فَوْقَ الْوَصْفِ لَا يَخْفٰى عَلَى الْعُمْيَانِ

وَ اِذَا ذَكَرْتَ اللّٰهَ تَوْحِيْدًا رَأَيْتَ وَجُوْهَهُمْ مَكْسُوْفَةَ الْاَلْوَانِ

بَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ شَزْرًا مِثْلَ مَا نَظَرَ التَّيُوْسُ اِلٰى عَصَا الْجُوْبَانِ

وَ اِذَا ذَكَرْتَ بِمِدْحَةٍ شُرَكَاءَ هُمْ يَتَبَاشَرُوْنَ تَبَاشُرَ الْفَرْحَانِ

وَاللّٰهِ مَا شَمُّوْا رَوَائِحَ دِيْنِهِ يَا زَكْمَةً اَعْيَتْ طَبِيْبَ زَمَانِ

- بات یہ ہے کہ تو نے ان کا حق سلب نہیں کیا تا کہ تو کذب اور بہتان والا بن جائے۔
- اور جب تو اس کی صفات اور اس کی صفت عُلُوّ اور صفت کلام کو علانیہ اور بغیر کسی طرح پوشیدگی کے سلب کرے۔
- تو وہ غصے میں نہ آئیں بلکہ یہ بات ان کے نزدیک عین صحیح اور احسان کا تقاضا سمجھی جائے گی۔
- اور اللہ العظیم کی معاملہ اس کی منظر کشی سے کہیں بڑھ کر ہے جو اندھوں پر بھی مخفی نہیں ہے۔
- اور جب تو اللہ کی وحدانیت ذکر کرے گا تو، تو ان کے چہروں کا رنگ اترا ہوا دیکھے گا۔
- بلکہ وہ تیری طرف اس طرح دیکھیں گے جس طرح ڈرے ہوئے بکرے چرواہے کی لاٹھی کو دیکھتے ہیں۔

❁ ''اور جب تو ان کے مشائخ کا ذکر اچھے الفاظ سے کرے گا تو وہ فرحت و خوشی سے باچھیں کھلا دیں گے۔

❁ اللہ کی قسم انھوں نے اس کے دین کی خوشبو نہیں سونگھی۔ اے پرانے اور بدبودار زکام کے مریضو! جن کے علاج سے اطباء زمانہ بھی عاجز ہیں۔

توضیح و مطالب:

حالانکہ اصل میں تو نے ان کے مشائخ کا حق سلب نہیں کیا تاکہ تجھ پر ان کے اوپر بہتان لگانے اور ان پر زیادتی کرنے والا بن سکے کیونکہ اتباع کا حق تو حضرت رسول اللہ ﷺ کا ہے نہ کہ فلاسفر صوفیاء کا اور علماء دین کی وہی بات مانی جاتی ہے جو حضرت رسول اللہ ﷺ کے فرامین کے موافق ہو اور جب ان کی بات صحیح حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہو تو وہ رد کر دی جائے گی اور اس میں ان کی کوئی توہین نہیں ہے۔

مشائخ کے خلفائے مجاز اور مریدین کا معاملہ بڑا عجیب ہے کہ جب تم اس کی صفت کمال یعنی علو اور کلام کا واضح اور صاف انکار کر دے اور کہے کہ اللہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے اور اس کا کسی ملک مقرب یا نبی مرسل سے کلام کرنا محال ہے تو وہ غضب ناک نہیں ہوں گے بلکہ اسے درست اور ایمان کا تقاضا کر دیں گے۔

ایک اور معاملہ جو اس سے بھی حیرت انگیز ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا تذکرہ کرے کہ وہ اپنی ذات اور صفات اور اختیارات میں یکتا ہے اور کوئی فرد بشر اس کے فیصلے کو ٹال نہیں سکتا اور مشائخ و اولیاء زندہ ہوں یا مردہ وہ مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور اگر مکھی ان کے نذرانوں پر سے کوئی ذرہ اٹھا لے تو وہ اسے روک بھی نہیں سکتے تو ان کا رنگ فق ہو جائے گا اور وہ توحید الٰہی بیان کرنے والے کی طرف یوں دیکھیں گے جیسے بکرے اپنے چرواہے کی لاٹھی کی طرف دیکھتے ہیں اور جب ان

کے مشائخ ومعبودان کی تعریف کی جائے تو وہ ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں اور وہ مارے خوشی کے لوٹ پوٹ ہونے لگتے ہیں۔

اے بدنصیب مشائخ پرستو! تمہارا حال تو اس مزکوم کا سا ہے جس کا زکام ان کی ناک میں جم کر بدبودار ہو چکا ہے اور سارے زمانے کے طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے ہوں۔

قرآن وسنت کی پیروی سے ہی دوزخ سے نجات مل سکتی ہے

یامن یُرِیْدُ نَجاتَهٗ یومَ الْحِسا ... ب من الجحیم و مُوْقِد النِّیرآن

اِتْبعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ الْاَقْوالِ وَ الْـ ... أعْمال لا تخْرُجْ عنِ الْقُرانِ

وَ خُذِ الصَّحِیْحَیْنِ الَّذِیْنَ هُمَا لِعَقْـ ... دِیْنِ والْاِیمان واسطتان

وَاقْرأْهُمَا بَعْدَ التَّجَرُّدِ مِنَ الْهَوٰی ... و تعصُّب و حمیّةِ الشَّیْطان

وَاجْعلْهُمَا حَكَمًا وَ لَا تَحَكُمْ علٰی ... ما فِیْهما أصْلا بقوْلِ فُلان

واجْعلْ مَقَالَتَهٗ كَبعْضِ مَقالَة ... الْأشْیاخ تنْصُرُها بكُلِّ أوان

وَانْصُرْ مَقالَتَهٗ كَنَصْرِكَ لِلَّذِیْ ... قلّدْتهٗ من غیْر ما بُرْهان

قَدرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدَكَ وَحْدَهٗ ... والْقوْلُ مِنْهُ إلیْكَ ذُوْتبْیان

ما ذَا تَرٰی فَرْضًا عَلَیْكَا مُعَیَّنًا ... اِنْ كُنْت ذا عقْل و ذا إیْمان

- اے وہ شخص جو جزا اور سزا کے دن آگ کے (وسیع وعریض اور گہرے) تنور یعنی جہنم سے نجات کا ارادہ رکھتا ہے۔
- اقوال اور اعمال رسول اللہ ﷺ کی پیروی اختیار کر اور قرآن کے (دائرے سے) نہ نکل۔
- اور صحیحین (بخاری ومسلم) کو تھام لے کیونکہ یہ دونوں دین اور ایمان سے چمٹے رہنے کا ذریعہ ہیں۔
- اوران دونوں کو نفسانیت، تعصب اور شیطانی ضد کے خول سے نکل کر پڑھ۔

- اوران دونوں کو حَکم اور فیصل بنا اور ان دونوں میں مروی احادیث پر کسی (غیر معصوم مجتہد اور شیخ کے) قول کو حَکم اور فیصل نہ بنا۔
- اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے قول کو (کم از کم) اتنی اہمیت تو دے جتنی بعض مشائخ کے قول کو دیتا ہے۔ اور ہر وقت اس کی نصرت میں (اِدھر اُدھر ٹامک ٹوئیاں مارتا) رہتا ہے۔
- اوران کے قول کی (کم از کم) اتنی تو نصرت کر جتنی تو بغیر کسی دلیل کے اپنے امام یا شیخ کی کرتا ہے۔
- اپنے ہاں حضرت رسول اللہ ﷺ کے اکیلے قول کا اندازا کر جو تیرے سامنے واضح اور آشکار ہو کر سامنے آیا ہے۔
- اگر تو صاحب عقل اور صاحب ایمان ہے تو پھر دیکھ کہ تجھ پر کیا فرض عاید ہوتا ہے، قولِ رسول ﷺ کو ماننا یا قولِ امام کو ماننا۔

توضیح ومطالب:

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روزِ حشر کو نجات پانے کے خواہش مند انسان اگر تو آگ کے وسیع و عریض انتہائی گہرے تنور یعنی جہنم سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو پھر اپنے اقوال اور اعمال کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ڈھال لے کیونکہ جو شخص اپنے متبوع امام یا شیخ کی خلاف عقل سلیم ونقل صحیح باتوں پر بضد رہے وہ جہنم سے نجات نہیں پا سکتا۔ سجین سے نجات کا واحد ذریعہ اتباع سید المرسلین ہے اور جو شخص اس محمد شاہراہ بہشت سے بھٹک کر اِدھر اُدھر کی پگ ڈنڈیوں پر چل پڑا وہ رفتہ رفتہ شاہراہ بہشت سے دور ہوتا ہوا لق و دق بیابانوں میں جا پڑے گا۔

اس لیے امام صاحب نجات کے خواہش مند انسان کو مشورہ دے رہے ہیں

اے میرے برادر! تو ایمان اور دین کے آہنی تاروں سے بٹے ہوئے دو زنجیروں یعنی بخاری و مسلم کو پکڑ لے اور انھیں نفسانیت اور تعصب اور شیطانی ضد کے خول سے نکل کر پڑھ کیونکہ ان دونوں کتابوں کی صحت پر مخول شیوخ الحدیث کا اجماع ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی دینی مدرسے کے فارغ التحصیل شخص کو اس وقت تک عالم نہیں سمجھا جاتا جب تک کہ وہ ثابت نہ کرے کہ اس نے صحیح بخاری و مسلم پڑھی ہے اور نہ ہی اسے کسی دینی ادارے میں تدریس کی جگہ ملتی اور نہ اسے کسی مسجد کی امامت ملتی ہے اور نہ ہی اس کی بات کو معتبر سمجھا جاتا ہے اور یہ بات ضرب المثل بن چکی ہے کہ اے فلاں تیری بات کوئی بخاری کی حدیث ہے جو غلط نہیں ہو سکتی۔ بہر حال متبع اور مقلد کو طوعاً اور کرھاً بخاری و مسلم کو صحیح یا غلط نیت سے پڑھنا ضرور پڑتا ہے۔

آگے امام صاحب نجات کے خواہش مند کو مشورہ دیتے ہیں کہ ان دونوں کتابوں کو کسوٹی اور اصل بنا اور کسی بھی دینی مسئلے کو ان کی روشنی میں دیکھ اگر اس کا ثبوت ان دونوں میں ہے تو وہ صحیح ہے اگر نہیں ہے تو وہ غلط ہے خواہ اس کا قائل کوئی بھی ہو اور کسی بھی پائے کا ہو کیونکہ اس کا قد کاٹھ اور مرتبہ و مقام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ آپ کی گرد پا کے برابر ہو سکتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں اگر تیرا ایمان اتنا مضبوط نہ ہو تو کم از کم اتنا تو ضرور کر کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو اپنے شیخ یا امام کے بے سند اور خلاف معقول و منقول قول جتنی اہمیت تو دے اور ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سوچ کر بتا کہ بھلا معصوم پیغمبر کی حدیث کو ماننا تیرے اوپر فرض ہے یا خطاء و نسیان کے پتلے امام اور شیخ کا قول؟

عَرْضَ الَّذِیْ قَالُوْا عَلٰی أَقْوَالِهٖ   أَوْ عَکْسَ ذَاکَ فَذَانِکَ الْأَمْرَانِ

هِیَ مَفْرِقُ الطُّرُقَاتِ بَیْنَ طَرِیْقَتِنَا   وَ طَرِیْقِ أَهْلِ الزَّیْغِ وَالْعُدْوَانِ

قَدْرُ مَقَالَاتِ الْعِبَادِ جَمِیْعِهِمْ   عَدَمًا وَ رَاجِعْ مَطْلَعَ الْإِیْمَانِ

وَاجْعَلْ جُلُوْسَکَ بَیْنَ صَحْبِ مُحَمَّدٍ   وَ تَلَقَّ مَعَهُمْ عَنْهُ بِالْإِحْسَانِ

وَ تَلَقَّ عَنْهُمْ مَا تَلَقَّوْهُ هُمُ   عَنْهُ مِنَ الْإِیْمَانِ وَالْعِرْفَانِ

أَفَلَیْسَ فِیْ هٰذَا بَلَاغُ مُسَافِرٍ   یَبْغِی الْإِلٰهَ وَ جَنَّةَ الْحَیَوَانِ

لَوْ لَا التَّنَافُسُ بَیْنَ هٰذَا الْخَلْقِ مَا   کَانَ التَّفَرُّقُ قَطُّ فِی الْحُسْبَانِ

فَالرَّبُّ رَبٌّ وَاحِدٌ وَ کِتَابُهٗ   حَقٌّ وَ فَهْمُ الْحَقِّ مِنْهُ دَانٍ

وَ رَسُوْلُهٗ قَدْ أَوْضَحَ الْحَقَّ الْمُبِیْنَ   بِغَایَةِ الْإِیْضَاحِ وَالتِّبْیَانِ

۞ مشائخ اور مجتہدین کے اقوال کو حضرت رسول اللہ ﷺ کے اقوال پر پیش کرنا یا اس کے برعکس (آپ ﷺ کے اقوال کو ان کے اقوال پر پیش کرنا) یہ دو معاملے ہیں۔

۞ یہی چیز ہمارے اور راہِ حق سے انحراف کرنے اور زیادتی کرنے والوں کے درمیان راستوں کو جدا کرنے والا چوراہا ہے۔

۞ تو تمام بندوں کے مقالات کو (حضرت رسول اللہ ﷺ کی احادیث صحیحہ کے مقابلے میں) ہیچ سمجھ اور مَطْلَعُ الْاِیْمَان حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کر۔

۞ اور اپنی نشست اصحاب محمد ﷺ (اہل حدیث) کے سامنے بنا اور ان کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کے فرامین حسنہ حاصل کر۔

- اور ان سے ایمان اور احسان کا وہ علم حاصل کر جو انھوں نے آپ ﷺ سے حاصل کیا ہے۔
- کیا اس نصیحت میں اس مسافر کا منزل مقصود تک پہنچنا ممکن نہیں جو اللہ اور پائیدار جنت کا متلاشی ہے۔
- اگر اس مخلوق کے درمیان لوگوں پر اپنی مذہبی سرداری اور حکومت کی چاہت نہ ہوتی (تو مولویوں اور پیروں کے درمیان اتنے) جھگڑوں کا نام و نشان بھی نظر نہ آتا۔
- سب کا رب بھی ایک ہے اور اس کی کتاب بھی برحق ہے اور اس سے حق کو سمجھنا بھی قریب ہے۔
- اور اس کے رسول ﷺ نے حق مبین کو انتہائی شفاف انداز سے بیان کر دیا ہے۔

توضیح و مطالب:

ان اشعار میں حضرت امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اے میرے برادر! ذرا سوچ کر بتا کہ تجھ پر حضرت رسول اللہ ﷺ کی پیروی واجب ہے یا مشائخ اور ائمہ کی؟ اگر تیرا دل یہ فیصلہ دے کہ تجھ پر حضرت رسول اللہ ﷺ کی پیروی واجب ہے تو پھر تجھ پر لازم ہے کہ تو حضرت رسول اللہ ﷺ کے قول اور فعل کو پوری دنیا کے مشائخ اور ائمہ کے اقوال اور افعال پر ترجیح دے اگر تیرا دل یہ فیصلہ دے کہ مشائخ اور ائمہ کوئی معمولی انسان تو نہیں ہیں کہ ان کے اقوال و افعال کو ایک حدیث رسول کی خاطر ترک کر دیا جائے تو یہ صریح گمراہی ہے۔ لہٰذا تجھے دو باتوں میں سے ایک بات تو اختیار کرنی پڑے گی۔

ایک تو یہ کہ تو مشائخ اور ائمہ کے اقوال و افعال کو حضرت رسول اللہ ﷺ کے اقوال پر پیش کرے اور ان میں سے جس کا قول وعمل حدیث رسول کے موافق ہو اسے قبول کر لے۔ اور صالحین کرام اور ائمہ دین ہمیں اسی بات کی تلقین کر گئے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ تو صحیح احادیث رسول کو اپنے من پسند شیخ یا امام کے قول وفعل پر پیش کرے جو حدیث اس شیخ یا امام کے قول وفعل کے مطابق ہو اسے قبول کر لے اور جو نہ ہو اسے رد کر دے اور ایسا کرنا ایمان بالرسول تو نہ ہوا بلکہ ایمان بالمشائخ والامام ہوا جو دین اسلام کا نہ کل ہے نہ جز! بلکہ صریح گمراہی ہے جب کہ اہل ایمان کا طور طریق یہ ہے کہ وہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے راستے پر چلتے ہیں اور ان کے نورِ ہدایت سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور وہ حدیث رسول کی ہی پیروی کرتے ہیں خواہ آپ ﷺ کی حدیث ان کے مشائخ اور ائمہ کے اقوال و افعال کے برخلاف ہی ہو اور اہل ضلالت اس کے برعکس حدیث رسول کو کسی نہ کسی بہانے رد کر دیتے ہیں اور اپنے شیخ اور امام کے قول وفعل کو قبول کرتے ہیں یہ ہے اہل ایمان اور اہل ضلالت کے درمیان واضح فرق۔ اہل ایمان معصوم پیغمبر ﷺ کی اتباع اور اطاعت کرتے ہیں اور اہل ضلالت غیر معصوم مشائخ اور ائمہ کی تقلید کرتے ہیں۔

ان سے اگلے اشعار میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ اے نجات کے خواہش مند انسان تو تمام لوگوں کے مقالات کو حدیث رسول کے مقابلے میں ہیچ سمجھ اور مطاع الایمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث صحیحہ کو دل و جان سے قبول کر لے اسی میں تیری نجات ہے اور اہل الحدیث جن کا اوڑھنا اور بچھونا صحیح احادیث کا تتبع کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے ان کے ساتھ بیٹھا کر اور ان کے ساتھ مل کر تزکیہ و احسان پر مشتمل علم وعرفان سے فیض یاب ہوا کر۔ بھلا جو شخص اللہ تک رسائی حاصل کرنے اور ہمیشہ باقی رہنے والی جنت میں داخلے کا خواہش مند ہے اس کے لیے اپنی منزل مقصود تک کا

یہ آسان اور مختصر راستہ نہیں ہے؟!

اللہ کی قسم مولویوں اور پیروں کے دلوں میں مذہب سرداری اور جاہ پرستی نہ ہوتی تو اتنے بڑے اختلاف کا وجود بھی نہ ہوتا کیونکہ رب ایک ہے اور اس کی کتاب برحق ہے اور اس سے حق کو پالینا نہایت آسان ہے اور پھر مختلف فیہا مسائل میں اس کے برحق رسول ﷺ نے نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ دے دیا ہے لیکن مولویوں کی نفسانیت اور انانیت آڑے آرہی ہے۔

مَا ثَمَّ اَوْضِحُ مِنْ عِبَارَاتِهٖ فَلَا　　　يَحْتَاجُ سَامِعُهَا اِلٰى تِبْيَانِ

وَالنُّصْحُ مِنْهُ فَوْقَ كُلِّ نَصِيْحَةٍ　　　وَالْعِلْمُ مَأْخُوْذٌ عَنِ الرَّحْمٰنِ

فَلِاَىِّ شَيْءٍ يَعْدِلُ الْبَاغِيُ الْهُدٰى　　　عَنْ قَوْلِهٖ لَوْ لَا عَمَى الْخِذْلَانِ

فَالنَّقْلُ عَنْهُ مُصَدَّقٌ وَالْقَوْلُ مِنْ　　　ذِىْ عِصْمَةٍ مَا عِنْدَنَا قَوْلَانِ

وَالْعَكْسُ عِنْدَ سِوَاهُ فِي الْاَمْرَيْنِ يَا　　　مَنْ يَهْتَدِىْ هَلْ يَسْتَوِى النَّقْلَانِ

تَاللّٰهِ قَدْ لَاحَ الصَّبَاحُ لِمَنْ لَهٗ　　　عَيْنَانِ نَحْوَ الْفَجْرِ نَاظِرَتَانِ

وَ اُخُو الْعِمَايَةِ فِي عَمَايَتِهٖ يَقُوْلُ　　　اللَّيْلُ بَعْدُ اَيَسْتَوِى الرَّجُلَانِ

تَاللّٰهِ قَدْ رُفِعَتْ لَكَ الْاَعْلَامُ اِنْ　　　كُنْتَ الْمُشَمِّرَ نِلْتَ دَارَ اَمَانِ

وَ اِذَا جَبُنْتَ وَ كُنْتَ كَسْلَانًا فَمَا　　　خُرِمَ الْوُصُوْلَ اِلَيْهِ غَيْرُ جَبَانِ

- آپ ﷺ کی عبارتوں سے زیادہ واضح کسی کی عبارت نہیں اور آپ ﷺ کی احادیث کو (پڑھنے) سننے والا وضاحتوں کا محتاج نہیں۔
- اور آپ کی نصیحتیں، ہر نصیحت سے بالاتر ہیں اور آپ کا علم، رحمان کے علم

سے مقبوس ہے۔

- اگر رسوائی کا اندھاپا نہ ہو تو پھر ہدایت کا متلاشی آپ ﷺ کے قول سے کس لیے اعراض کر سکتا ہے۔
- آپ ﷺ سے منقول روایات تصدیق شدہ ہیں اور آپ ﷺ کے فرمودات ،معصوم عن الخطا ہیں ۔اس بارے میں ہمارے دو موقف نہیں ہیں۔
- اور آپ کے سوا ہر انسان کے قول میں دو امر ممکن ہیں (ایک تو یہ کہ اس کی سرے سند ہی نہیں دوسرا یہ کہ وہ غلط بھی ہو سکتا ہے)
- اللہ کی قسم! اس شخص کے لیے تو صبح روشن ہو چکی جس کی دونوں آنکھیں فجر کی روشنی کو دیکھنے والی ہیں۔
- اور مادر زاد اندھا تو اپنے اندھاپے کی بنا پر یہی کہتا ہے کہ طلوع کے بعد بھی رات ہی ہو گی بھلا یہ دونوں آدمی برابر ہو سکتے ہیں۔
- اللہ کی قسم! تیرے لیے ہدایت اور راہنمائی کے جھنڈے بلند کیے گئے ہیں اگر تو تیار ہے تو پھر تو امن و سلامتی والے گھر تک پہنچ جائے گا۔
- اور جب تو بزدل بن جائے اور سست ہو جائے تو دلیر آدمی تو (امن و سلامتی والے گھر میں) پہنچ کر ہی دم لے گا۔

توضیح و مطالب:

امام ابن قیمؒ کے مذکورہ بالا اشعار کا مفہوم و مقصود یہ ہے کہ اے نجات کا طالب اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اپنا رسول بھیجا ہے کہ وہ ہمیں پیغامات الٰہی پہنچائے اور صراط مستقیم کی طرف ہماری راہنمائی کرے اور ہمیں خبر دے کہ اگر تم اللہ کے محبّ صادق بننا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اس کی بدولت اللہ تمھیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہاری

کوتاہیاں بخش دے گا۔ لہٰذا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام سے زیادہ واضح کسی کا کلام نہیں کیونکہ کلام مجید عربی مبین ہے اور اس کے رسول کا کلام فصیح ترین ہے جو فلسفیانہ تشریحات اور فقیہانہ موشگافیوں کا محتاج نہیں ہے جب کہ ان کے علاوہ دوسروں کے کلام سوءِ تعبیر اور تعقید لفظی اور معنوی کے محتمل ہیں۔

چنانچہ نہ تو کوئی شخص آپ سے زیادہ عالم اور فصیح ہو سکتا ہے اور نہ نصیح الختصر آپ ﷺ میں تینوں خوبیاں جمع ہو گئیں۔ علم فصاحت اور نصیحت چنانچہ آپ ﷺ اعلم الناس، افصح الناس اور انصح الناس ہیں اور آپ ﷺ کا علم، علم الٰہی سے مقبوس (مستفاد) ہے اور آپ ﷺ خالق اور مخلوق کے درمیان تبلیغ رسالت کا ذریعہ اور واسطہ ہیں اور اللہ اپنے اختیار سے جس کو چاہے فرشتوں میں پیغام رساں بنا لے اور جس کو چاہے انسانوں میں سے اپنا پیغام رساں بنا لے اور جس کو اللہ اپنا پیغام رساں (رسول) بنائے تو باقی مخلوق اس کے برابر نہیں ہو سکتی اور پھر اس پیغام رساں کے ذمہ پیغام الٰہی کی تشریح و تبیین بھی ہے اور آپ ﷺ کی شرع کی تشریح بخاری و مسلم اور دیگر صحیح احادیث پر مشتمل کتابوں میں موجود ہے لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے متلاشی حق کو ادھر ادھر بھٹکنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے سوا ہر انسان غلطی بھی کر سکتا ہے اور درستی بھی اور اللہ پناہ میں رکھے بسا اوقات اس میں نفسانیت در آنے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے تو ایسا انسان خواہ وہ کتنا ہی متقی اور پارسا ہو اس کی بات حدیث صحیح کے خلاف ہو تو وہ رد کر دی جائے گی اور جو انسان مجسمہ شیطنت اور نفسانیت ہو اس کی خلاف شرع حرکات کو کیونکر اپنایا جا سکتا ہے! ایسے انسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى

سَمۡعِهٖ وَقَلۡبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنۡ يَّهۡدِيۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ﴾ [الجاثیة 23:85]

''کیا تو نے اس انسان کو نہیں دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اور اللہ نے باوجود اس کے پاس علم ہونے کے اسے گمراہ کر دیا اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو ایسے شخص کو اللہ کے بعد کوئی شخص ہدایت دے سکتا ہے؟ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔''

(خواہ ایسے دین باز اپنے آپ کو شیخ الاسلام یا فقیہ اعظم، مناظر اعظم اور محقق اعظم ہی کیوں نہ کہلاتے ہیں)

آگے فرماتے ہیں کہ اے نجات من النیران کے خواہش مند انسان آنکھوں میں نور بصارت رکھنے والوں کے سامنے فجر ہدایت روشن ہو چکی ہے تو صبح روشن کے نور میں چل اور مادر زاد اندھے کا طور طریقہ اختیار نہ کر جو اپنے اندھاپے کی وجہ سے صبح روشن (یعنی قرآن و سنت) کو سیاہ رات (العلم حجاب الاکبر) کہتا پھرتا ہے اللہ کی قسم! تیرے سامنے آیات بینات اور احادیث صحیحہ کے روشن اور سفید جھنڈے بلند ہو چکے ہیں اگر تو ہمت سے کام لے اور دلیری کا مظاہرہ کرے تو، تو جاہ پرست مولویوں اور پیروں کے چنگل سے نکل سکتا ہے اور جنت میں داخل ہو سکتا ہے ورنہ تیری جہالت سے ان کی دنیا بن گئی اور آخرت خراب ہو گئی جب کہ تیری دنیا بھی خراب اور آخرت بھی خراب ہو گئی (عیاذا باللہ)

طائفہ منصورہ ہر دور میں انصارِ رسول ﷺ رہا ہے اور اس سے بغض رکھنا شیطان لعین کی خوشی کا ذریعہ ہے

یا مُبغِضًا اَهلَ الحَدِيثِ وَشَاتِمًا اَبشِر بِعقد وِلَايَةِ الشَّيطَانِ

اَوَ مَا عَلِمتَ بِاَنهُم اَنصَارُ دِينِ اللّٰه وَالايمَانِ وَالقُرانِ

اَوَ مَا عَلِمتَ بِاَنَّ اَنصَارَ الرَّسُولِ هُم بِلاَ شَكٍّ وَلاَ نُكرَانِ

هَل يبغِضُ الاَنصَارَ عَبدٌ مؤمِنٌ اَو مُدرِكٌ لِرَوائحِ الايمَانِ

- اہل حدیث کے ساتھ بغض رکھنے اور انہیں گالی دینے والے تجھے شیطان کی دوستی مبارک ہو۔
- کیا تو نہیں جانتا کہ وہ قرآن، ایمان اور اللہ کے دین کے معاون ہیں؟
- کیا تو نہیں جانتا کہ وہی لوگ بلا شک وشبہ انصار رسول ہیں؟
- بھلا کوئی مومن انسان یا ایمان کی خوشبو سونگھنے والا انصار سے بغض رکھ سکتا ہے؟

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اے وہ شخص جو خالص دین مصطفی ﷺ کے نقیبوں کو گالی دیتا رہتا ہے اور ان سے عداوت اور بغض رکھتا ہے تجھے ابلیس ملعون کی دوستی مبارک ہو کیونکہ تیری عداوت اور بغض سوائے شیطان کے اور کوئی پسند نہیں کرتا۔

تو اس حقیقت سے مکمل طور پر خبردار ہے کہ ان کے علاوہ قرآن، ایمان اور دین مصطفی ﷺ کا کوئی مددگار نہیں کیونکہ ہر کوئی قال الامام ابوحنیفہؒ یا شافعیؒ پر دل و جان سے فدا ہے اگر قال الرسول پہ کوئی فدا ہے تو وہ اہل حدیث ہی ہے پھر بتا، بھلا تو نہیں جانتا کہ دین رسول ﷺ کے سچے داعی وہی ہیں بھلا کوئی مومن آدمی یا ایمان کی رائی رکھنے والا انصار رسول ﷺ سے بغض رکھ سکتا ہے۔

متصوفین کا طائفہ منصورہ پر بلا وجہ غیظ و غضب

شَهِدَ الرَّسُولُ بِذَاکَ وَهِیَ شَهَادَةٌ مِنْ اَصْدَقِ الثَّقَلَیْنِ بِالْبُرْهَانِ

مَاذَنْبُهُمْ اِذْ خَالَفُوکَ لِقَوْلِهٖ مَا خَالَفُوهُ لِاَجْلِ قَوْلِ فُلَانِ

لَوْ وَافَقُوکَ وَخَالَفُوهُ کُنْتَ تَشْهَدُ اَنَّهُمْ وَحَقًّا اُولُو الْاِیْمَانِ

لَمَّ تَحَیَّزْتُمْ اِلَی الْاَشْیَاخِ وَ انْحَاذُوْا اِلَی الْمَبْعُوثِ بِالْقُرْاٰنِ

نَسَبُوْا اِلَیْهِ دُوْنَ کُلِّ مَقَالَةٍ اَوْ حَالَةٍ اَوْ قَائِلٍ وَ مَکَانِ

هٰذَا انْتِسَابُ اُولِی التَّفَرُّقِ نِسْبَةٌ مِنْ اَرْبَعٍ مَعْلُومَةِ التِّبْیَانِ

فَلِذَا غَضِبْتُمْ حِیْنَمَا انْتَسَبُوْا اِلٰی خَبَرِ الرَّسُوْلِ بِنِسْبَةِ الْاِحْسَانِ

فَوَضَعْتُمْ لَهُمْ مِنَ الْاَلْقَابِ مَا تَسْتَقْبِحُوْنَ وَ ذَا مِنَ الْعُدْوَانِ

- اس بات کی گواہی اس سچے رسول ﷺ نے دی ہے جس کی شہادت جن و انس پر بھاری ہے۔
- ان کا قصور کیا ہے؟ کیا یہی کہ انہوں نے حدیث رسول ﷺ ملنے پر تیری نہ مانی اور تیری طرح قول امام کی وجہ سے حدیث رسول کو نہیں ٹھکرایا۔
- اگر وہ حدیث رسول ﷺ کو چھوڑ کر تیرے ہم نوا بن جائیں تو، تو یہی کہے گا کہ یہ اہل ایمان ہیں۔
- جب تم اپنے شیوخ اور ائمہ کی طرف لپکے تو وہ وحی الٰہی کے امین حضرت رسول مقبول ﷺ کی طرف لپک گئے۔

- انہوں نے اپنی نسبت رسول کریم کی طرف کر کے تمام اقوال، شخصیات، مقامات سے اپنی نسبتیں ختم کر لیں۔
- یہ نسبت یعنی اہل حدیث ہونا چاروں فرقوں کی طرف نسبت کرنے سے اولیٰ ہے۔
- تم اس لیے ان پر غضبناک ہو۔ کہ انہوں نے کمال ایمان داری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی نسبت حدیث رسول ﷺ کی طرف کر دی۔
- اور تم نے ان کے ایسے القاب تجویز کیے جن کو تم خود ناپسند کرتے ہو اور یہ سراسر زیادتی ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ ان کے انصار رسول ﷺ ہونے کی گواہی خود جناب رسالت مآب ﷺ نے دی ہے اور فرمایا ہے:

[طُوبٰی لِلْغُرَبَاءِ وَهُمُ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ ما أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِي مِنْ سُنَّتِي] [ترمذی]

''یعنی مبارک ہو غرباء (پردیسیوں) کے لیے اور غرباء (پردیسی) وہ لوگ ہوں گے جو ان خرابیوں (بدعات) کو دور کریں گے جو لوگوں نے میرے بعد میری سنت میں پیدا کر دی ہوں گی۔''

مسند امام احمد اور طبرانی نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ:

[طُوبٰی لِلْغُرَبَاءِ قُلْنَا وَمَا الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ قَوْمٌ صَالِحُوْنَ قَلِيلٌ فِي نَاسٍ سُوءٍ كَثِيرٍ مَنْ يَعْصِيهِمْ أَكْثَرَ مَنْ يُطِيعُهُمْ]

''کہ مبارک ہو غرباء کے لیے صحابہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ سے پوچھا ''غرباء'' کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا برے لوگوں کے انبوہ کثیر میں سے صالحین

کی ایک جماعت ،ان کی ماننے والے تھوڑے ہوں گے اور مخالفت کرنے والے بہت زیادہ۔"

[فَهُمْ اَقَلُّوْنَ عَدَدًا اَعْظَمُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ قَدْرًا] "وہ تعداد کے لحاظ سے کم ،لیکن اللہ کے ہاں مرتبے کے اعتبار سے اول درجہ کے لوگ۔"

فرماتے ہیں کہ ان کا اس کے علاوہ اور کیا جرم ہے؟ کہ وہ حدیث رسول ہی نہ طر اماموں کے اقوال رد کرتے ہیں لیکن تمہاری طرح امام کے قول کی خاطر حدیث رسول کو رد نہیں کرتے اگر وہ تمہاری پیروی میں حدیث رسول ﷺ رد کردیتے تو تم خوش ہوجاتے اور گواہی دیتے کہ یہ لوگ سچے اہل ایمان ہیں۔

آگے فرماتے ہیں کہ اے گروہ مقلدین تم نے اپنی نسبتیں اماموں اور شیوخ کی طرف کرلیں یہ اہل حدیثوں کا امتیاز ہے کہ وہ شخصیت پرستی ہے آزاد ہوکر حضرت رسول مقبول ﷺ کی غلامی پر خوش ہوگئے انہوں نے فرمان رسول ﷺ کی محبت میں تمام اماموں اور شیوخ سے نسبتیں ختم کرلیں اور اپنے آپ کو حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی یا قادری، رفاعی، عدوی نہیں کہلایا اگر انہوں نے رسول کریم کے علاوہ کسی سے نسبت کرنی ہوتی تو اپنے آپ کو حنفی، شافعی کی بجائے صدیقی، فاروقی کہلواتے لیکن اہل حدیث کہلوانے سے بڑھ کر کوئی نسبت نہیں ہوسکتی۔تم نے اس لیے ان پر غصہ کیا۔ وہ تمہاری طرح حنفی شافعی کہلانے کی بجائے اہل حدیث کیوں کہلاتے ہیں اس لیے تم ان کے مختلف القاب تجویز کرتے ہو۔

(اس دور میں پتہ نہیں کیا کیا نام دیتے تھے لیکن آج کل انہیں وہابی، نجدی، گستاخ وغیرہ کا لقب دیتے ہیں)۔جس کا معنی ہے وہاب والا، نجدی کا معنی ہے بلند اور اونچی ذات وصفات والا۔ بلندیوں پر چڑھنے والا۔سردار قوم)

هُم يَشهَدُونَ كُم عَلٰى بُطلانِهَا   افتَشهَدُونَهُم علٰى البُطلان

د ضَرَّهُمْ وَاللّٰهِ بغضُكُم لَهُم إذ   وَافقُوا حقًا رضا الرَّحمٰن

يامن يُعَادِ يهِم لِاَجلِ مَاكِلٍ   و مَناصِبٍ و رياسة الاخْوان

تهنيكَ هَاتِيكَ العَدَوَاةُ كَم بِهَا   مِن حسرةٍ و مُذلَّةٍ وَ هَوان

فاذا انقَطَعَتِ الوَسَائِلُ وَانتَهت   تلكَ المَاكِلُ في سريعِ زمان

فهناكَ تَقرِعُ سِنَّ ندمان   عَلٰى التفريطِ وقت السير والامكان

وهنَاكَ تَعلَمُ مَابِضَاعتُكَ اللّتى   حَصلتها في سالفِ الازمان

الَا الوَبَالُ وَالحَسَرَاتُ وَالخُسرَانُ   عِند الوضعِ في المِيزَان

وَاللّٰه مَايُنجِيكَ مِن سِجنِ الجَحِيمِ   سوى الحديث ومُحكَمِ القُران

- وہ تمہیں (حدیث رسول ﷺ) کی بنا پر (قول امام) کے غلط ہونے پہ آگاہ کرتے ہیں کیا تم بھی قول امام کی وجہ سے حدیث کے غلط ہونے پر آگاہ کر سکے ہو۔
- اللہ کی قسم جب تک وہ خوشنودی باری تعالیٰ کی خاطر حق پر قائم رہیں گے اس وقت تک تمہارا بغض ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔
- اے وہ انسان جو محض حلوے، مانڈے اڑانے اور مسند امامت و مشیخت پر فائز رہنے اور اپنے پرستاروں میں جھوٹی عزت وشہرت کی خاطر ان سے عداوت رکھتا ہے۔
- تجھے یہ عداوت مبارک ہو جس کے بدلے حد درجہ کی ذلت و حسرت اور خواری حاصل ہوگی۔
- جب یہ وسائل منقطع ہو جائیں گے اور شکم پری کے ذرائع جلد ہی ختم ہو جائیں گے۔

- اس وقت یعنی دنیا سے کوچ کے وقت تو اپنے کیے پر پچھتائے گا اور ندامت کے دانت پیسے گا۔
- وہاں تجھے پتہ چل جائے گا کہ تو ماضی میں کیا پونجی لے کر حاضر ہوا۔
- بس تیرے پاس ترازو میں رکھنے کے لیے وبال حسرت اور گھاٹے کے سوا کچھ نہ ہوگا۔
- اللہ کی قسم تجھے جہنم کی قید سے سوائے قرآن کی محکم آیات اور حدیث صحیح کے کوئی نہ بچا سکے گا۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اے گروہ مقلدین تم نے خواہ مخواہ ان کے ساتھ خدا واسطے کا بیر رکھا ہوا ہے۔ بتاؤ ان کا گناہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ حدیث رسول کی موجودگی تمہارے شیوخ اور اماموں کے اقوال نہیں مانتے اللہ کی قسم، تم ان سے جتنا مرضی بغض رکھ لو وہ جب تک خوشنودی رحمٰن کی خاطر ایسا کرتے رہیں گے تم اس وقت تک ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔

اے جاہ و منصب اور عزت و شہرت کی حرص رکھنے اور پیٹ کی خاطر ان سے عداوت رکھنے والے یاد رکھو تجھے ان مخلصین کو تکلیف پہنچانے کے عوض پرلے درجے کی ذلت اور خواری نصیب ہوگی اور اس وقت تو ایڑیاں رگڑ کر کہے گا کہ

﴿ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلاَ ﴾ [الاحزاب 33:66]

"کاش میں بھی (باپ دادوں اور اپنے سرداروں کی پیروی) کے بجائے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا۔"

آگے فرماتے ہیں کہ جب مستقبل قریب میں شکم پرستی کے وسائل ختم ہو جائیں گے اور ان مناصب سے ہاتھ دھونے پڑیں گے تو اسی وقت تو ان کرتوتوں کو یاد کر کے

روئے گا اور ندامت کے دانت پیسے گا جب تو قبر میں منکر نکیر اور حشر میں مالک کائنات کے سامنے پیش ہوگا تو تجھے اپنی وقعت اور پونجی کا پتہ چل جائے گا انبیاء و رسل تو اسی دنیا میں توحید کی تبلیغ کی خاطر پتھر اور روڑے کھاتے رہے اور تو موحدین کی عداوت کے صلے میں حلوے مانڈے کھاتا رہا بس تیرے پاس ترازو میں رکھنے کے لیے وبال اور حسرت کے علاوہ کچھ نہ ہوگا اے نادان اب بھی سوچ لے اور یقین کر لے کہ تجھے جہنم جیسے خوفناک جیل خانے سے سوائے قرآن اور حدیث صحیح کے کوئی چیز نجات نہ دلا سکے گی۔

آفتاب حدیث کے طلوع ہونے پر متصوفین کی حالت زار

کَم ذَا التَّلاعُبُ مِنکُم بِالدِّینِ وَالایمَانِ مِثلَ تَلاعُبِ الصِبیَانِ
خَسَفَتْ قُلُوبُکُمْ کَمَا خَسَفَت عُقُولُکُم فَلاَ تَزکُوا عَلَی القُرانِ
کَم ذَا تَقُولُوا مُجمَلٌ وَمُفَصَّلٌ وَظَوَاهِرٌ عَزَلَت عَنِ الاَیقَانِ
حَتّٰی اِذَا رَأیَ الرِّجَالِ اَتَاکُم فَاسمَع لِمَا یُوحیٰ بِلاَ بُرهَانِ
مِثلَ الخَفَافِیشِ اللّٰتِی اِن جَاءَ هَا ضَوءُ النَّهَارِ فَفِی کُوَی الحِیطَانِ
عَمِیَتْ عَنِ الشَمسِ المُنِیرَةِ لاَ تُطِیقُ هِدَایَةً فِیهَا اِلَی الطَیرَانِ
حَتّٰی اِذَا مَاللَیلُ جَاءَ ظَلاَمُهٗ حَالَتْ بِظُلْمَتِهٖ بِکُلِّ مَکَانِ
فَتَرَی المُوَحِّدَ حِینَ یَسمَعُ قَولَهُم وَیَرَاهُم فِی مِحنَةٍ وَهَوَانِ
وَارَحمَتَاهُ لِعَینِهِ وَلِاُذنِهٖ یَا مِحنَةَ العَینَینِ وَالاُذنَانِ

- دین اور ایمان کے ساتھ، تمہارا کھیل تماشہ کس قدر بچوں کے کھیل کی طرح ہے۔
- تمہاری عقلوں کی طرح تمہارے دل بھی مسخ ہو چکے ہیں تم قرآن کے نام پر پاک صاف نہ بنو۔
- تم کتنی مرتبہ کہہ دیتے ہو کہ یہ آیت یقین فراہم نہیں کرتی کیونکہ یہ مجمل مفصل ہے۔ ظاہر ہے۔
- حتیٰ کہ جب انسانوں کی رائے تمہارے پاس آئے تو تم کہتے ہو اس کی

رائے کو وحی سمجھو حالانکہ اس کی دلیل ہی نہیں۔

- (نور شریعت سے کورے لوگوں کی مثال) چمگادڑوں کی طرح ہے جو دن کی روشنی دیکھ کر دیواروں کے روزنوں میں گھس جاتی ہے۔
- سورج کی تابنکا روشنی سے چمگادڑ اندھی ہو جاتی ہے اور اڑنے کے لیے، راستہ نہیں پاتی۔
- ہاں جب رات کا اندھیرا چھا جائے تو وہ ہر جگہ اڑتی پھرتی ہے۔
- جب تو موحد مسلمان کو انکی بات سنتا اور انہیں تگ و دو اور پستی میں دیکھتا پائے گا۔
- تو اس وقت اس کی آنکھیں اور کان قابل رحم ہوتے ہیں اور آنکھوں، کانوں کی یہ سعی قبولیت کے لائق ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اے دین اور ایمان کا تمسخر اڑانے والو! تم نے قرآن اور ایمان کو بچوں کا کھیل سمجھ رکھا ہے افسوس کہ تمہاری عقلوں کے ساتھ ساتھ تمہارے دل بھی مسخ ہو گئے تم قرآن کے نام پر کہاں تک لوگوں کو دھوکہ دیتے رہو گے تمہاری روش یہ ہے کہ تم قرآن پہ بھی نہیں ٹھرتے بلکہ بلا دھڑک بک دیتے ہو کہ یہ آیت یقین فراہم نہیں کرتی کیونکہ یہ مفصل ہے، مجمل ہے۔ ظاہر ہے حقیقت نہیں وحی الٰہی کے امین کی احادیث سے تمہیں یقین نہیں ملتا لیکن عقل پرست حکماء وفلاسفہ اور فقہاء کی آراء کو بغیر دلیل کے وحی سمجھ لیتے ہو تمہاری مثال چمگادڑ جیسی ہے جو روشنی کا سامنا نہیں کر سکتی۔

آگے فرماتے ہیں کہ سورج کی تابناک روشنی میں اکثر امور مکمل کیے جاتے ہیں رات کے اندھیرے میں سکون و آرام سے اکثر جاندار تھکاوٹ دور کرتے ہیں لیکن

چمگادڑ کا معاملہ مختلف ہے اسے سورج کی روشنی راس نہیں آتی وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی سوراخوں میں گھس جاتی ہے یہی حال کور باطن مقلدین کا ہے اقوال رجال اور ان کی آراء میں خوب دل چسپی لیتے ہیں اور ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہیں لیکن جب حدیث رسول کا تابناک سورج ان کے سامنے آتا ہے تو ان کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں فوراً وہ اپنے فقہاء اور حکماء کی تقلید کی دیواروں کے سوراخوں میں گھس جاتے ہیں۔ اس وقت توحید پرست کے کان اور آنکھیں قابل دیدنی ہوتی ہیں جب وہ ان سے بحث وتمحیص کر رہا ہو۔

متصوفین کی سینہ زوری

إِن قَالَ حَقًّا كَفَّرُوهُ وَ إِن يَّقُولُوا بَاطِلاً نَسَبُوهُ لِلإِيمَانِ

حَتَّى إِذَا مَا رَدَّهُ عَادَوْهُ مِثلَ عداوة الشَّيطَانِ لِلإِنسَانِ

قَالُوا لَهُ خَالَفْتَ أَقوَالَ الشُّيُوخِ ولَم يُبَالُو الخُلف لِلفُرقَانِ

خَالَفْتُ أَقوَالَ الشُّيُوخِ فَأَنتُم خَالَفتُم مَن جَاءَ بِالقُرآنِ

خَالَفتُم قَولَ الرَّسُولِ وَإِنَّمَا خَالَفتُ مَن جَرَّاهُ قَولَ فُلَانِ

يَا حَبَّذَا ذَاكَ الخِلَافُ فَإِنَّهُ عَينُ الوِفَاقِ لِطَاعَةِ الرَّحمٰنِ

- اگر وہ حق بات کہے تو اسے کافر قرار دیتے ہیں اگر ان کے بڑے غلط کہیں تو اسے ایمان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔
- جب وہ ان کے اقوال رد کردے تو اس سے ایسی عداوت رکھتے ہیں جیسی شیطان کو انسان سے ہے۔
- اسے کہتے ہیں تو نے بزرگوں کا قول رد کیا ہے لیکن خود اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ ہم قرآن کی آیات رد کررہے ہیں۔
- (وہ موحد مسلمان جواب دیتا ہے) کہ میں نے بزرگوں کے اقوال کی خلاف ورزی کی ہے تو تم نے وحی الٰہی کے امین کی خلاف ورزی کی ہے۔
- تم نے رسول اللہ کے ارشاد کی مخالفت کی ہے اور میں نے تو وحی الٰہی کے امین کی خاطر تمہارے پیشوا کی مخالفت کی ہے۔
- سبحان اللہ! یہ کتنا مبارک اختلاف ہے جو اللہ کی اطاعت اور اس کی موافقت

پر مبنی ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ انہیں شرم نہیں آتی کہ وہ بے چارہ حق بات کہتا ہے جس کے دلائل قرآن و حدیث میں موجود ہیں اسے کافر قرار دیتے ہیں اور ان کے بڑے بلا دلیل غلط بات کہیں تو اسے عین ایمان کہتے ہیں جب سچا متبع الرسول ان کا رد کرے تو اس سے اتنی عداوت رکھتے ہیں جتنی شیطان کی انسان سے ہے۔ اسے کہتے ہیں کہ تو نے بزرگوں کے اقوال رد کیے ہیں لیکن کور باطن خود بڑی ڈھٹائی حدیث رسول رد کرتے ہیں اور اپنے کیے پر کبھی خوف خدا نہیں کرتے وہ جواباً کہتا ہے دیکھو کس نے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا، تم نے یا میں نے! تمہارا جرم یہ ہے کہ تم نے بڑی جرات سے حکم رسول ﷺ ٹھکرایا اور میرا جرم یہ ہے کہ میں نے حدیث رسول ﷺ ملنے کی وجہ سے تمہارے بزرگوں کے غلط اقوال کو ردّ کیا ہمیں اس اختلاف پر خوشی ہے جو ہم نے خوشنودی رحمٰن کی خاطر کیا ہے سبحان اللہ یہ کتنا مبارک اختلاف ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ پر مشرکین اور اہل السنہ پر متصوفین کے الزامات میں مماثلت

اَوَ مَا عَلِمتَ بِاَنَّ اَعداءَ الرَّسُولِ عَابُوا عَلَیہِ الخُلفَ بِالبُهتَانِ

لِشُیُوخِهِم وَلِمَا عَلَیہِ قَدْ مَضٰی اَسلَافُهُم فِی سَالِفِ الاَزمَانِ

مَا العَیبُ اِلَّا فِی خِلَافِ النَصِّ لَارَاْیَ الرِّجَالِ وَفِکرَةَ الاَ ذهَانِ

• انتمُ تُعِیبُونَنَا بِهٰذَا وَهُوَ مِن تَوفِیقِنَا وَالفَضلُ لِلمَنَّانِ

فَلیُهنِئکُم خُلفُ النُصُوصِ وَیُهنِئنَا خُلفُ الشُیُوخِ اَیَستَوِی الخُلفَانِ

وَاللّٰه مَاتَسوِّی عُقُولُ جَمِیعِ اَهلِ الاَرضِ نَصًّا صَحَّ ذَا تِبیَانِ

حَتّٰی نَقُدَ مِهَا عَلَیہِ مُعرِضِینَ مُئَوِّلِینَ مُحرِّفِی القُرانِ

وَاللّٰه اِنَّ النَّصَّ فِیمَا بَینَنَا لِاَجلِ مِن اَرَاءِ کُلِّ اِنسَانِ

- کیا تو نہیں جانتا کہ دشمنان رسول ﷺ نے آپ ﷺ پر خلاف ورزی کا الزام لگایا۔
- کہ یہ ہمارے بڑوں کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ان (اعمال وعقائد کی) بھی جن پر وہ پرانے وقتوں سے کار بند تھے۔
- قرآن وسنت کی واضح نصوص کی خلاف ورزی بہت بڑا عیب ہے لوگوں کی آراء اور ذہنی اختراعات نہ ماننا کوئی عیب نہیں۔

- تم ہمیں اس بات کا عیب لگاتے ہو حالانکہ یہ چیز ہمیں اللہ کے فضل اور توفیق سے نصیب ہوئی ہے۔
- پس تمہیں اللہ و رسول کی احکام کی خلاف ورزی مبارک ہو اور ہمیں تمہارے بزرگوں کی کیا یہ دونوں اختلاف برابر ہیں؟
- اللہ کی قسم روئے زمین کے انسانوں کی عقلیں مل کر بھی (مستند حدیث رسول ﷺ) اور قرآنی نص کے برابر نہیں ہوسکتیں۔
- (ہمیں کیا پڑی کہ) ہم بڑوں کی کج فکری کو قرآن پر مقدم کریں اور قرآن سے اعراض کرنے والے اور تاویل وتحریف کرنے والے بن جائیں۔
- اللہ کی قسم قرآن وسنت کی نصوص ہمارے لیے انسانوں کی آراء کا نعم البدل ہیں۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ منکرین قرآن وسنت کا یہ پرانا دستور ہے کہ جو کوئی انہیں کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ ﷺ پیش کرے تو وہ اسے تسلیم کرنے کی بجائے اسے کوسنا شروع کردیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہمارے بزرگوں سے زیادہ عقل مند ہے وہ کوئی غلط تھے اور یہی الزام مشرکین نے آنحضرت ﷺ پر لگایا تھا کہ یہ ہمارے بزرگوں اور ان کے عقائد واعمال کا مخالف ہے افسوس ہے کہ وہ الٹا ہمیں کہتے ہیں کہ اگر ان میں بزرگوں کی خلاف ورزی کا عیب نہ ہوتا تو یہ اچھے لوگ ہوتے حالانکہ بزرگوں کے اقوال اور ان کی ذہنی کاوشوں کو نہ ماننا کوئی جرم نہیں ہاں وحی الٰہی کے امین کی مستند احادیث کو نہ ماننا جرم ہے یہ لوگ ہمارے جس عمل (قرآن وحدیث سے ٹکرانے والے اقوال کو رد کرنے) کو ہمارا عیب گردانتے ہیں، ہم اس کو محض اللہ کا فضل سمجھتے

ہیں اے قرآن وسنت کے مقابلے میں بزرگوں کی ماننے والو تمہیں قرآن وسنت کی خلاف ورزی مبارک ہو اور ہمیں تمہارے بزرگوں کی، کیا یہ دونوں خلاف ورزیاں برابر ہیں؟

آگے فرماتے ہیں کہ کسی بڑے کی کج فکری کو قرآن وسنت کے مقابلے میں پیش کرنا حماقت ہے کیونکہ سورج کے ہوتے ہوئے چراغ جلا کر راستہ تلاش کرنا سراسر بیوقوفی ہے جس طرح روئے زمین کے چراغ مل کر بھی سورج کی روشنی کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس طرح ساری کائنات کے انسانوں کی عقلیں مل کر بھی قرآن کی صریح نص اور مستند حدیث رسول ﷺ کا مقابلہ نہیں کرسکتیں اس لیے ہمیں کیا پڑی کہ ہم کسی انسان کے قول کو درست ثابت کرنے کے لیے قرآن کی تاویل یا تحریف کریں اور قرآن سے اعراض کرنے والے بن جائیں انسان کے حق میں اس سے بڑھ کر بدنصیبی اور کیا ہوسکتی ہے۔ رب العزت اور اس کے مقدس رسول ﷺ کی باتوں کو اپنے بڑوں کے رحم وکرم پر چھوڑے اگر وہ کہیں تو مان لے اگر وہ انکار کریں تو منکر ہو جائیں۔ ہم اہل حدیث پر اللہ کا بے پایاں فضل وکرم ہے کہ ہمارے پاس لوگوں کے اقوال وآراء کے بدلے قرآن وسنت کے گوہر ہائے گرانمایہ ہیں۔

اہل السنۃ کی تکفیر کرنے والوں پر تعجب

وَ مِنَ الْعَجَائِبِ اَنَّکُمْ کَفَّرْتُمْ ۔۔۔ اَهْلَ الْحَدِیْثِ وَ شِیْعَةَ الْقُرْآنِ

اِذْ خَالَفُوْا رَأْیًا لَهٗ رَأْیٌ بِنَا ۔۔۔ قِصْهُ لِأَجْلِ النَّصِّ وَالْبُرْهَانِ

وَ جَعَلْتُمُ التَّکْفِیْرَ عَیْنَ خِلَافِکُمْ ۔۔۔ وَ وِفَاقُکُمْ فَحَقِیْقَةُ الْاِیْمَانِ

فَوِفَاقُکُمْ مِیْزَانُ دِیْنِ اللّٰهِ لَا ۔۔۔ مَنْ جَاءَ بِالْبُرْهَانِ وَالْفُرْقَانِ

مِیْزَانُکُمْ مِیْزَانُ بَاغٍ جَاهِلٍ ۔۔۔ وَالْعَوْلُ کُلَّ الْعَوْلِ فِی الْمِیْزَانِ

أَهْوِنْ بِهٖ مِیْزَانَ جَوْرٍ عَائِلٍ ۔۔۔ بِیَدِ الْمُطَفِّفِ وَیْلَ ذَا الْوَزَّانِ

- اور عجائبات (کائنات) میں سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ تم اہل حدیث اور قرآن کے پیروکاروں کی تکفیر کرتے ہو۔
- اس بنا پر کہ انھوں نے (تمہارے شیخ اور مجتہد کی) اس رائے کی مخالفت کی جو قرآنی نص اور برہان کے خلاف تھی۔
- اور تم نے اپنی مخالفت کو تکفیر اور اپنی موافقت کو حقیقت ایمان کا معیار اور ترازو بنا لیا۔
- ''پس تمہاری موافقت، اللہ کے دین کا ترازو قرار پائی۔ اور جو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی مستند نص اور دلیل لایا ہے اس کی موافقت اللہ کے دین کا ترازو قرار نہ پائی۔
- تمہارا ترازو حد سے تجاوز کرنے والے (شاطر) اور جاہل کا ترازو ہے اور اس میزان میں کسی کے ایمان کو تولنا سراسر باطل ہے اور نقصان در نقصان ہے۔

- کسی کے ایمان کو اس ترازو میں تولنا جو کہ ظلم اور خسارے کا ترازو ہے کس قدر گھاٹے کا سودا ہے اور پھر وہ میزان بھی اس شخص کے ہاتھ میں ہو جو کمی و بیشی کرنے والا ہو سو خرابی ہے اس سے وزن کرنے والے کے لیے۔"

........❀❀❀❀❀❀........

لو كَانَ ثَمَّ حَيَاءٌ وَ أَدْنَى مِسْكَةٍ ‏ مِنْ دِيْنٍ أَوْ عِلْمٍ وَ مِنْ إِيْمَانٍ

لم تَجْعَلُوْا آرَاءَكُمْ مِيْزَانَ ‏ كُفْرِ النَّاسِ بِالْبُهْتَانِ وَالْعُدْوَانِ

هبكُمْ تَأَوَّلْتُمْ وَ سَاغَ لَكُمْ ‏ أَ يَكْفُرُ مَنْ يُخَالِفُكُمْ بِلَا بُرْهَانِ

هٰذِهِ الْوَقَاحَةُ وَالْجُرْأَةُ وَالْجَهَالَةُ ‏ وَيُحَكُمْ يَا فِرْقَةَ الطُّغْيَانِ

اللّٰهُ اَكْبَرُ ذَا عُقُوْبَةُ تَارِكِ ‏ الْوَحْيَيْنِ لِآرَاءِ وَالْهَذْيَانِ

لٰكِنَّنَا نَأْتِيْ بِحُكْمٍ عَادِلٍ ‏ فِيْكُمْ لِأَجْلِ مَخَافَةِ الرَّحْمَانِ

- اگر تم میں ذرہ برابر شرم ہوتی اور دین یا علم اور ایمان کی رمق ہوتی تو، تم بہتان اور عدوان کا ارتکاب کر کے اپنی آراء کو لوگوں کے کفر کا ترازو نہ بناتے۔
- مانا کہ تم نے تاویل کی اور تمہارے لیے (دوسروں کو کافر کہنا) آسان ہو گیا (لیکن یہ تو بتاؤ)
- کیا وہ شخص واقعی کفر کا مرتکب ہو جائے گا جو تمہاری بلا دلیل رائے کی مخالفت کرے گا؟
- یہ تو سراسر ڈھونس، دھاندلی اور (ظالمانہ) جرأت اور جہالت ہے۔ اے حد سے تجاوز کرن والے فرقے (تمہاری اس وقاحت، جرأت اور جہالت پر افسوس ہے۔
- اللہ اکبر (ایسی وقاحت، جرأت اور جہالت) اس شخص کی سزا ہے جو (اپنی یا

لوگوں کی) آراء اور فضول موشگافیوں کی بنا پر وحی جلی اور وحی خفی یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو ترک کر دیتا ہے۔

❁ لیکن ہم تمہارے بارے میں عادلانہ فیصلہ کرتے ہیں جو خوف خدا سے معمور ہے۔

........❁❁❁❁❁❁........

فَاسْمَعْ إِذًا يَا مُنْصِفًا حُكْمَيْهِمَا وَانْظُرْ إِذًا هَلْ يَسْتَوِي الْحُكْمَانِ

هُمْ عِنْدَنَا قِسْمَانِ أَهْلُ جَهَالَةٍ وَ ذَوُوْ الْعِنَادِ وَ ذَالِكَ الْقِسْمَانِ

جَمْعٌ وَ فَرْقٌ بَيْنَ نَوْعَيْهِمْ هُمَا فِيْ بِدْعَةٍ لَا شَكَّ يَجْتَمِعَانِ

❁ ''سن اے انصاف کرنے والے غیر جانبدار شخص اور دیکھ بھلا دونوں (قسموں کے مخالفوں) کے بارے میں یکساں فتویٰ لگ سکتا ہے۔

❁ وہ (ہم اہل جہالت کے مخالف) دو قسم کے ہیں ایک اہل جہالت اور دوسرے اہل عناد۔

❁ یہ دونوں بلاشک وشبہ بدعت (کتاب وسنت کی مخالفت) میں جمع ہیں اور ان کی نوعیت میں فرق کی بنا پر ان پر حکم الگ الگ ہے۔

........❁❁❁❁❁❁........

وَ ذَوُوْ الْعِنَادِ فَاهْلُ كُفْرٍ ظَاهِرٍ وَالْجَاهِلُوْنَ فَإِنَّهُمْ نَوْعَانِ

مُتَمَكِّنُوْنَ مِنَ الْهُدٰى ﷺ وَالْعِلْمِ بِالْأَسْبَابِ ذَاتِ الْيُسْرِ وَالْإِمْكَانِ

لٰكِنْ إِلَى الْأَرْضِ الْجَهَالَةَ أَخْلَدُوْا وَاسْتَسْهَلُوْا التَّقْلِيْدَ كَالْعُمْيَانِ

لَمْ يَبْذُلُوا الْمَقْدُوْرَ فِيْ إِدْرَاكِهِمْ لِلْحَقِّ تَهْوِيْنًا بِهٰذَا الشَّانِ

فَهُمُ الْأُوْلٰى لَا شَكَّ فِيْ تَفْسِيْقِهِمْ وَالْكُفْرُ فِيْهِ عِنْدَنَا قَوْلَانِ

وَالْوَقْفُ عِنْدِيْ فِيْهِمْ لَسْتُ الَّذِيْ بِالْكُفْرِ أَنْعَتُهُمْ وَ لَا الْإِيْمَانِ

- ''اہل حق سے کتاب و سنت پر عمل کی وجہ سے بیر رکھنے والے یہ تو علی الاعلان کافر ہیں جب کہ جاہلوں کی دو قسمیں ہیں۔
- (ایک تو وہ) جو آسانی سے ممکن حد تک اسباب اختیار کر کے علم اور ہدایت کے نور سے فیض یاب ہو سکتے تھے۔
- لیکن وہ جہالت کی زمین کی طرف لڑھک گئے اور انھوں نے اندھوں کی طرح تقلید کو آسان سمجھ کر اپنا لیا۔
- ''انھوں نے حق کو پانے کی مقدور بھر بھی کوشش نہ کی اور اس مرتبے کو معمولی سمجھ کر اہمیت ہی نہ دی۔
- سو وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے فاسق ہونے میں شک نہ کیا جائے اور انھیں کافر قرار دینے میں ہمارے ہاں دو قول ہیں۔
- اور میرے نزدیک ان کے بارے میں توقف کرنا بہتر ہے میں نہ تو انھیں کفر سے موصوف کرتا ہوں اور نہ ایمان سے۔

(امام ابن قیمؒ کے مذکورہ بالا اشعار مسئلہ تکفیر کو سمجھنے کے لیے غور وفکر کے متقاضی ہیں۔ دورِ حاضر میں اس مسئلے کی سنگینی سے جہالت کی بنا پر امت مسلمہ کے گمراہ فرقے ایک دوسرے پر کفر کے فتویٰ لگا کر ایک دوسرے کی عبادت گاہوں میں بحالت عبادت بمباری کر رہے ہیں اور لوگوں کو آستانوں پر دھمالوں اور رقص و سرود اور فسق و فجور سے روکنے کی بجائے مساجد میں نمازوں سے روک رہے ہیں بلکہ انھیں قتل کر رہے ہیں (إنا للہ وانا الیہ راجعون)

ایسے لوگوں کو جاننا چاہیے کہ کسی کے عقیدہ وعمل کی بنا پر اس کی تکفیر کرنا، اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے جس کو وہ کافر قرار دیں وہ کافر ہے اور جس کو وہ مسلمان قرار

دیں اسے کافر قرار دینے کا حق، کسی بھی امتی کو نہیں ہے، آج کل نیم خواندہ بدمعاش مولوی بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی کو کافر اور کسی کو مومن قرار دے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں احتیاط کی خاص ضرورت ہے اور کسی شہرت پرست اور اپنی تصاویر کے فلیکس پسند مولوی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے منہجی یا مذہبی مخالفین کو خارجی یا کافر قرار دے کر ان پر امریکہ سے ڈرون حملے کروائے یا جیفة الڈولار کے لالچ میں ان پر ملک دشمنی کا الزام دھر کر انھیں انٹیلی جنس کے عقوبت خانوں میں مروا رہے ہیں۔)

توضیح و مطالب:

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اے شہرت اور شہوت پرستو! تمہاری معکوس عقل پر ہمیں نہایت افسوس ہے کہ تمھیں اس دنیا میں سوائے اہل حدیث کے کسی اور پر کفر کا فتویٰ لگانے کی ہمت نہ پڑی۔ صلیبی اور صیہونی دروزی اور قرمطی تو تمہارے کفر یہ فتوؤں سے محفوظ رہے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے شیدائی یعنی اہل حدیث تمہارے ظالمانہ فتوے سے محفوظ نہ رہ سکے۔

ان بے گناہوں کا قصور کیا ہے؟ صرف یہی کہ انھوں نے نصوص قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کی وجہ سے تمہارے شیوخ کی ذاتی اور شخصی آراء کو قبول نہیں کیا حالانکہ امام مالک بن انس فرماتے ہیں کہ سوائے حضرت رسول اللہ ﷺ کے کسی بھی شخص کی بات لو قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور ردّ بھی کیا جا سکتا ہے۔ تم لوگ اپنی مخالفت کو کفر اور موافقت کو ایمان قرار دیتے ہو حالانکہ تمہاری موافقت یا مخالفت اللہ کے دین کا ترازو نہیں ہے۔ تمہارا ترازو سراسر دجل و فریب والا ترازو ہے اور جو کوئی ایمان کے کسی بھی مسئلے کو اس میں تولے گا وہ سراسر گھاٹے میں رہے گا خصوصاً اس وقت کہ تولنے والا خود بھی جاہل یا شاطر ہو۔

آگے فرماتے ہیں کہ تم میں ذرہ برابر شرم اور رائی برابر دین یا علم اور ایمان ہوتا تو تم نے اپنے خیالات کو جو بہتان اور عداوت سے بھرے ہوئے ہیں، لوگوں کے کفر (اور ایمان) کے ترازو نہیں بنانا تھا بلکہ تم نے اپنے شیوخ اور ائمہ کے اجتہادات کو کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے ترازو پر تولنا تھا لیکن الٹا تم نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو اپنے ائمہ کے وضع کیے ہوئے اصولوں پر پرکھنا شروع کر دیا اور جو آیت یا حدیث تمہارے اماموں کے خود ساختہ اصولوں پر پوری نہ اتری اسے ردّ کرنے میں ذرہ برابر شرم نہ کی اپنے اس گھناؤنے جرم کے دفاع میں زیادہ سے زیادہ تم یہی کہہ سکتے ہو کہ ہم نے اپنی تاویل اور فہم نصوص کی بنا پر انھیں کافر کہا ہے۔ تو سوچو اگر وہ بھی اپنی فہم اور تاویل کی بنا پر تمھیں کافر قرار دیں تو معاملہ کہاں تک جا پہنچے گا لہٰذا بغیر کسی قطعی دلیل کے اپنی رائے کو صحیح اور دوسروں کی رائے کو غلط ٹھہرانے کا حق آپ کو نہیں ہے۔ چہ جائے کہ آپ اپنے مخالفین کو کافر کہتے پھریں!

کیا محض تمہارے کہنے سے تمہارا منہجی یا مسلکی مخالف کافر ہو سکتا ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر قرار دے اور کافر قرار دیا جانے والا شخص عند اللہ کافر نہ ہو تو اسے کافر کہنے والا مسلمان، خود کافر ہو جائے گا۔ (عِیاذًا باللہ)

آگے فرماتے ہیں اے عداوت اور تعصب میں حد سے زیادہ ملوث فرقہ پرستو! تم پر افسوس ہے کہ تم اپنے ایمان یا کفر کی تحقیق کیے بغیر دوسروں پر کتنی دھونس اور جرأت اور جہالت سے کفر کے فتوے لگاتے ہو، تم اپنے ایمان کی خیر مناؤ کہیں اللہ کی عدالت میں تم ہی کفر کی آگ کا ایندھن نہ بن جانا۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ اللہ کس قدر بڑی ذاتی ہے کہ اس نے وحیین (کتاب وسنت) کو چھوڑ کر فضول قسم کے وجودی گورکھ دھندے

پر ناز کرنے والوں کو کس مصیبت میں پھنسا دیا ہے کہ انھیں اپنی خبر بھی نہیں کہ وہ کیا ہیں؟ خالق ہیں یا مخلوق، ناکح ہیں یا منکوح، ذابح ہیں یا مذبوح، بندے یا سؤر، وجودیہ فرقہ کا شاعر کہتا ہے:

ڈبویا مجھ کو میرے ہونے نے .... میں نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟

لیکن ہم جہالت کا جواب جہالت سے نہیں بلکہ علم واستدلال سے دیتے ہیں۔ تو اب ہماری سنو!

توضیح مطالب:

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ کتاب وسنت کے خلاف عمل کرنے والوں پر ہم یکساں حکم نہیں لگاتے کیونکہ کچھ تو ان میں سے کافر ہیں اور کچھ فاسق ہیں اور کچھ گمراہ ہیں اور کچھ مجتہد ہیں، جو حق کے متلاشی تو ہیں لیکن حق تک پہنچ نہ سکے، لہٰذا ان کا تعارف ملاحظہ فرمائیں:

(۱) **اہل عناد:** یہ وہ لوگ ہیں جو حق بات کو جان چکے ہیں لیکن ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کے مقابلے میں ڈٹ چکے ہیں ان کی مثال ابوجہل اور ابولہب کی طرح ہے کہ انھوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا سچا ہونا جان لیا تھا لیکن تکبر اور چودھراہٹ کی وجہ سے آپ ﷺ کے رسول ہونے کا اقرار نہ کیا۔ اس بات کی قرآن نے شہادت دی ہے۔ دیکھئے سورۃ انعام آیت:۔

﴿ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴾[الانعام 6:33]

اسی طرح یہود ونصاریٰ کو بھی آپ ﷺ کے سچے رسول ہونے کا اتنا ہی یقین تھا جتنا ان کو اپنی اولاد کے اپنی نسل سے ہونے کا۔ لیکن حسد اور تکبر کی وجہ سے کہ عرب

میر یا نبی کیوں پیدا ہوا ہے آپ کو نہ مانے اور آپ ﷺ سے جنگیں لڑتے رہے۔

(۲) **اہل فسق:** یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے حق بات کو اہمیت نہ دے کر اس کی تلاش ہی نہیں کی بلکہ تقلید پر اکتفا کیا اور جان بوجھ کر اندھوں کا طور طریقہ اپنایا۔ یہ لوگ بلاشبہ فاسق ہیں۔

(۳) **اہل اجتہاد:** یہ لوگ حق کے متلاشی ہیں لیکن تلاش حق کی وہ راہ اختیار کی جو انھیں حق سے دور لے گئی یہ لوگ اپنے عمل میں تو گمراہ کہلائیں گے لیکن فاسق قرار نہیں دیے جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے تلاش حق کا صحیح طریقہ اپنایا اور اس تک پہنچ گئے وہ دوہرے اجر کے مستحق قرار پائے ورنہ ایک اجر انھیں ضرور مل گیا۔

(۴) **اہل ضلالت:** جن کے پاس نہ تو حق تھا اور نہ ہی انھوں نے حق جاننے کی کوشش کی اور نہ ان کے پاس تلاش حق کی اہلیت تھی لہذا انھوں نے پیٹ پرست مولویوں اور پیروں کو نیک سمجھ کر ان کی تقلید کی ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے لیکن ان میں سے جو لوگ مولویوں اور پیروں کے پیچھے لگ کر اہل حق سے بحث و مباحثہ اور جنگ و جدال کرتے ہیں وہ عذاب الٰہی کے مستحق ہیں۔

متصوفین کے خبث باطن کے اگلنے پر طائفہ منصورہ کا صبر

من سبہم اهل الحدیث و دینہم اخذ الحدیث وَترک قولِ فلان

یا اُمّۃَ غضبُ الالٰہُ علیہم أَلأجلِ هذا تَشتُموُ بهتان

تبّا لکم اذ تَشمُوْنَا زوامل الاسلام حزبَ اللّٰہِ وَالقرآن

وسببتُموهم ثُمَّ لستُم کُفوهُم فَرأوْ مَسَبّتکم مِن نُقصان

هذا وهم قبلُوا وَصِیّۃَ ربّهم فی تَرکِهم لِمُسَبَّۃِ الاَوثان

حذر المُقابلۃِ القبیحۃِ منهم بمُسَبّۃِ القرانِ وَالرَّحمٰن

- وہ اہل حدیث اور ان کے مسلک کو اس لیے گالی دیتے ہیں کہ وہ حدیث رسول ﷺ لے لیتے ہیں اورقول ترک کردیتے ہیں۔
- اے (بدنصیب) مقلدو تم پر غضب الٰہی ٹوٹ پڑے کیا تم حدیث رسول قبول کرنے کے جرم میں انہیں گالی دیتے ہو۔
- تمہارے لیے ہلاکت ہو، تن اسلام قرآن اور اللہ کے سچے تابعداروں کو گالی دیتے ہو۔
- اورتم انہیں گالی دیتے ہو حالانکہ تم ان کے برابر بھی نہیں ہو لیکن انہوں نے تمہیں گالی دینا اپنے دین کا نقصان سمجھا۔
- یہ اس لیے کہ انہوں نے اپنے رب کی وصیت قبول کی ہے کہ مشرکین کے جھوٹے خداؤں کو گالی نہ دو۔
- ان کے قبیح مقابلہ سے بچنے کے لیے کہ مبادا وہ قرآن اور رحمٰن کو گالی دینا

شروع کردیں۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ بزرگوں کے مقلد، اہل حدیثوں کو حدیث لینے اور قول امام ترک کرنے پر گالیاں دیتے ہیں اے بدنصیبو اپنے رویے پر نظر ثانی کرو کہیں تم پر غضب الٰہی نہ ٹوٹ پڑے کیونکہ تم فاسقوں، منافقوں، کافروں کو گالی دینے کی بجائے اسلام قرآن اور اللہ والوں کو گالیاں دیتے ہو۔ حالانکہ تم ان کے کفو (برابر) بھی نہیں ہو وہ بھی تمہیں گالیں دے سکتے تھے لیکن اللہ کے اسی فرمان کو یاد کر کے خاموش رہ گئے کہ مشرکوں کے جھوٹے خداؤں کو گالی نہ دو مبادا وہ تمہارے سچے رب کو گالی دینے لگیں۔

....

وَكَذاكَ اَصحَابُ الحَدِيثِ فَاِنَّهُم ضُرِبَت لَهُم وَلَكُم بِذَا مَثَلَانِ

سَبُّوكُم جُهَّالُهُمُ فَسَبَبْتُمْ سُنَنَ الرَسُولِ وَعَسكَرَ الايمَانِ

وَصَدَدتُم سُفَهَاءَكُمْ عَنهُم وَعَن قَولِ الرَّسُولِ وَذَا مِنَ الطُغيَانِ

وَدَعَوتُمُوهُم لِلَّذِى قَالَتهُ الاَشيَاخُ لَكُم بِالخَرصِ وَالحُسبَانِ

فَاَبَوا اِجَابَتَكُم وَلَم يَتَحَيَّزُوا اِلَّا اِلَى الآثَارِ وَالقُرانِ

وَاِلَى أُولِى العِرفَانِ مِن اَهلِ الحَدِيثِ خُلَاصَةَ الاِنسَانِ وَالاَكوَانِ

قَومٌ اَقَامَهُمُ الإِلٰهُ لِحِفظِ هٰذَا الدِّينِ مِن ذِى بِدعَةِ الشَيطَانِ

وَاَقَامَهُم حَرَسًا مِنَ التَبدِيلِ وَالتَحرِيفِ وَالتَّتمِيمِ وَالنُقصَانِ

اسی طرح اہل حدیثوں کا معاملہ ہے ان کے لیے اور تمہارے لئے مندرجہ بالا مثال بھی کی ہے۔

- ان کے نادانوں نے تمہیں گالی دی تو تم نے سنن رسول اور ایمان کے لشکر کو گالیاں دیں۔
- اور تم نے بیوقوفوں کو ان کے پاس بیٹھنے اور حدیث رسول قبول کرنے سے روک دیا اور یہ زیادتی ہے۔
- اور تم نے اہل حدیثوں کو اپنے بزرگوں کی رائے اور قیاس کی طرف دعوت دی۔ انہوں نے تمہاری اس پیشکش کو ٹھکرا دیا اور سوائے قرآن و حدیث کے کسی کا سہارا نہ لیا۔
- اور انہوں نے اہل حدیث کے نور عرفان رکھنے والے علماء کی طرف رجوع کیا جو کائنات اور انسانیت کا خلاصہ ہیں۔
- علماء حدیث یعنی محدثین کرام ایسی قوم ہیں جسے اللہ نے اس دین کو شیطانی بدعات سے پاک کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔

ان کو اللہ نے پہرے دار بنایا ہے کہ مبادا کوئی زندیق دین رسول میں کمی بیشی اور تغیر و تبدل کر دے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اے گروہ مقلدین تمہارا اور اہل حدیث کا معاملہ بھی اسی طرح ہے ان کے نادانوں نے تمہارے بزرگوں کے خلاف عقل و نقل اقوال کا مذاق اڑایا تو تم نے اپنے جہال کو اقوال رسول ﷺ قبول کرنے سے اور اہل حدیثوں کے پاس بیٹھنے سے روک دیا بلکہ تم نے اپنے اماموں اور بزرگوں کے مفروضات کی طرف انہیں دعوت دی اور صحیح اسانید سے مروی احادیث رسول ﷺ سے بدظن کرنے کی ناکام کوشش کی۔

جب تم نے ان مخلصین کو اپنے بزرگوں کی تقلید اور ان کی بیعت کی دعوت دی تو انہوں نے کمال دانش مندی کا ثبوت دیا اور اہل حدیث کے نور عرفان سے بہرہ ور علماء کی طرف رجوع کیا انہوں نے قرآن و حدیث کو گلے لگایا اور تمہاری دعوت رد کردی۔

اہل حدیث (محدثین کرام) اس دنیا میں انسانیت اور کائنات کا خلاصہ ہیں اللہ نے اس دین کو بدعات سے پاک کرنے کے لیے ان کی ڈیوٹی لگائی ہے اور انہیں اپنے دین اسلام کا پہرے دار بنایا ہے اس بنا پر جب کوئی زندیق، اس دین میں تغیر و تبدل کرتا ہے یا اس میں کمی بیشی کرتا ہے تو یہ لوگ اس کی خوب خبر لیتے ہیں اور اسے ناکام کر دیتے ہیں۔

معاندین کی ایذاء رسانیوں پر اہل حدیث کو صبر کی تلقین

فاصبر قليلاً انما هي ساعة   يا مثبت الاوصاف للرحمن

فلسوف تجني اجر صبرك   حين يجني الغير وزر الاثم والعدوان

وتفوز بالزلفي لديه وجنة   المأوى مع الغفران والرضوان

لا توحشنك غربة بين الورى   فالناس كالا موات في الحسبان

- اے، اللہ کے صفات کمال ثابت کرنے والے، چند گھڑیاں صبر کر۔
- تو عنقریب اپنے صبر کا اجر پائے گا جب کہ دوسرے ظالم گناہ اور زیادتیوں کا بار اٹھائیں گے۔
- اور تو اللہ کے ہاں اعلیٰ مقام حاصل کرے گا اور مغفرت و رضا مندی کے ساتھ جنت میں ٹھکانہ حاصل کرے گا۔
- تجھے مخلوق کے درمیان اجنبیوں کی طرح رہنا گھبراہٹ میں نہ ڈال دے کیونکہ عام لوگ زندوں میں مردوں کی طرح ہیں۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اے وہ برگزیدہ انسان جو بغیر کسی تاویل کے اوصاف الٰہی پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کے علیم و خبیر اور سمیع، بصیر ہونے پر یقین رکھتا ہے اور اسے عرش عظیم پر فائز سمجھتا ہے، تو صبر کر یہ دنیا چند روزہ ہے انشاء اللہ جس دن تو اپنے صبر کا اجر وصول کررہا ہوگا اس روز تجھ پر بہتان لگانے والے اپنے گناہوں اور زیادتیوں کا بوجھ

اٹھ ئیں گے اور تجھے دین پر استقامت کی وجہ سے جنت میں اللہ کے ہاں اعلیٰ مقام نصیب ہوگا آج کل جو لوگ تیرے ساتھ بیگانوں کا سا سلوک کرتے ہیں اور تو ان کی برادری کا ہو کر بھی محض صحیح عقیدہ کی وجہ سے، اجنبی معلوم ہوتا ہے۔ تجھے، یہ حالت گھبراہٹ میں نہ ڈال دے کیونکہ ان بے عقلوں کا کیا ہے یہ طعنہ زنی کرنے والے اور اہل حدیث کے بُرے القاب رکھنے والے ایسے ہی ہیں جیسے زندوں میں مردے پھر رہے ہوں۔

........✿✿✿✿✿✿........

اَوَ مَا عَلِمتَ بِاَنَّ اَهلَ السُّنَّةِ الغُرباءُ حَقًّا عِندَ كُلِّ زَمَانِ

قُل لِی مَتٰی سَلِمَ الرَّسُولُ وَصَحبَہ وَالتَّابِعُونَ لَهُم عَلَى الاِحسَانِ

مِن جَاهِلٍ وَمُعَانِدٍ وَمُنَافِقٍ وَ مُحَارِبٍ بِالبَغيِ وَالطُّغيَانِ

وَتظُنُّ اَنَّکَ وَارِثٌ لَهُم وَمَا ذُقتَ الاَذٰی فِی نُصرَةِ الرَّحمٰنِ

لَو كُنتَ وَارِثَه لَآذَاکَ الاُلٰی وَرِثُوا عَدَاهُ بِسَائِرِ الاَلوَانِ

✿ کیا تو نہیں جانتا کہ اہل سنت ہی ہر زمانے میں اصلی غرباء ہیں یعنی دین کو بدعات سے پاک کرنے والے۔

✿ مجھے بتا تو سہی کہ حضرت رسول مقبول ﷺ اور صحابہ کرام اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے کب سلامت رہے۔

✿ جاہلوں، اناڑیوں اور منافقوں کی بدتمیزیوں سے اور بلاوجہ لڑائی کرنے والوں کی بغاوت اور زیادتی سے۔

✿ اور تو اپنے آپ کو رسول کریم ﷺ اور صحابہ و تابعین کا وارث سمجھتا ہے اور تجھے اللہ کی راہ میں تکلیف نہیں اٹھائی پڑی۔

❁ اگر تو ان کا حقیقی وارث ہے تو انبیاء کی دعوتِ توحید کے مخالف تجھے کسی نہ کسی رنگ میں ضرور تکلیف دیں گے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اے اپنوں اور پرائیوں کی عداوتوں کا نشانہ بننے والے مسلمان تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اہل سنت ہی صحیح معنوں میں غرباء ہیں جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے مبارک دی ہے جب خیر البشر امام الانبیاء ﷺ اور صحابہ کرام و تابعین عظام منافقتوں، جاہلوں، اناڑیوں کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ نہ رہ سکے تو ان سے چھوٹے درجہ کا مسلمان کب سلامت رہ سکتا ہے۔ اے مرد مومن اگر تو انبیاء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حقیقی جانشین ہے تو اللہ کی راہ میں تکالیف برداشت کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار رکھ کیونکہ جب تک انبیاء کی دعوت توحید کے وارث زندہ ہیں اسی وقت تک ابوجہل و ابولہب کی دعوتِ شرک کے وارث آرام سے نہیں بیٹھیں گے وہ تمھیں اپنے بڑوں کے طریقوں کے مطابق ضرور تکلیف دیں گے اور تجھ پر بزرگوں کی گستاخی کا الزام دھرتے رہیں گے لہٰذا انبیاء و رسل اور صحابہ و تابعین کے سچے وارث کو ان الزامات سے گھبرانا نہیں چاہیے اور ان کی بدتمیزیوں سے ڈر کر اپنا مشن ترک نہیں کرنا چاہیے۔

امت کے بگاڑ کے وقت سنت پر قائم رہنے والوں کا اجر

هٰذا وللمُتَمَسِّكِينَ بِسُنَّةِ المُختارِ عند فسادِ ذِی الازمانِ

اجرٌ عَظِيمٌ لَيسَ يُقَدِّرُ قَدرَهٗ الّا الّذی اعطاهُ للانسانِ

فروی اَبُوْ داوٗدَ فی سُنَنٍ لهٗ و رواهُ ایضاً احمدُ الشَّيبانی

اسنادُهٗ حَسَنٌ وَمِصداقٌ لهٗ فی مُسلمٍ فافهمْهُ بالاحسانِ

اثرٌ تَضَمَّنُ اَجرَ خَمسِيْنَ اِمرَاءً من صحبِ اَحمدَ خيرةِ الرَّحمٰنِ

- یہ بھی سن لو کہ سنت رسول مختار کو امت کے بگاڑ کے وقت مضبوطی سے پکڑنے والوں کے لیے۔
- اتنا اجر عظیم ہے کہ اس کا اندازہ سوائے ثواب دینے والے کے کوئی نہیں جانتا۔
- امام ابوداؤد اپنی سنن میں اور امام احمد بن حنبل شیبانی اپنی مسند میں۔
- اس کی سند حسن ہے اور اس کی تائید مسلم میں ہے اس کو اچھی طرح سمجھ لو۔
- ایک حدیث روایت کرتے ہیں جس میں اللہ کے برگزیدہ پچاس اصحاب رسول ﷺ کے برابر ثواب کا تذکرہ ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ خیر الانام حضرت رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں میں ضلالت و گمراہی کے شیوع وظہور کے وقت سنت کو مضبوطی سے تھامنے والوں کو بشارت دی ہے کہ اس دور میں سنت رسول پر عمل کرنے والے مسلمان کو اس کا اتنا اجر ملے گا جتنا اس

سنت پر عمل کر کے پچاس صحابہ اجر حاصل کرتے رہے اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے اس کی تائید مسلم کی حدیث سے ہوتی ہے (وجہ یہ ہے کہ صحابہؓ کے بابرکت دور میں سب لوگ سنت پر آزادی اور اشتیاق سے عمل کرتے تھے نہ ان پر طنز ہوتا تھا نہ سختی لیکن امت میں خرابی اور بے دینی کے دور میں چہرے پر سنت سجانے یعنی داڑھی رکھنے اور رفع الیدین آمین وغیرہ سنن پر عمل کی وجہ سے طنز و تمسخر کے تیر کھانے پڑیں گے اور بے دینوں کے مذاق اور حقارت آمیز رویے سے خون کے گھونٹ پینے پڑیں گے۔ اس لیے سنت پر مضبوط رہنے والے کو اتنا اجر ملے گا جتنا پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سنت پر عمل کی وجہ سے ملا۔

ان العبادة وقت هرج هجرة حقًّا الیَّ وَذَاکَ ذُوبرهان

هذا فكم من هجرة لک ایُّها السُّنِّیُّ بِالتَّحقِیقِ لاَ بِامَانِ

هذا وكم من هجرة لهم بما قَالَ الرَّسُولُ وَجَاءَ فِي القُرآنِ

ولقد اتى مصداقُهُ فی التِّرمذِیِّ لِمَن لَهُ اُذُنَانِ وَاعیتَانِ

فی اجر مُحی سُنَّة ماتت فذاک مَعَ الرَّسُولِ رَفِیقُهُ بِجنَانِ

- کہ فتنہ کے وقت عبادت کرنا میری طرف سچی ہجرت کی طرح ہے اور یہ بات بالتحقیق ہے۔
- اے اہل سنت مسلمان اس طرح تو بالتحقیق کئی ہجرتیں، تیرے لیے ہیں۔
- یہ بات ذہن رکھ کر بتاؤ کہ حدیث رسول اور قرآن کی نص کے مطابق ان کی کتنی ہجرتیں ہیں۔
- اور دو کانوں کے ذریعے سن کر یاد رکھنے والوں کی (تسلی کے) لیے ترمذی

شریف میں اس بات کی تصدیق بھی ہے کہ مردہ سنت کو زندہ کرنے والا۔

✿ کہ مردہ سنت کو زندہ کرنے والے کا اجر یہ ہے کہ جنت میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہوگا۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ سید الکونین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ فتنہ سے لاتعلق ہو کر عبادت میں مصروف رہنا میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ اے سنی مسلمان ذرا غور تو کر کہ اس دور میں کتنے فتنے ہیں اور تو ان میں کتنی ہجرتوں کا ثواب حاصل کر رہا ہے اور یہ بھی دیکھ کہ قرآن و سنت کی بنا پر صحابہؓ کو کتنی ہجرتیں نصیب ہوئیں گویا تو صحابہ کی طرح حقیقی مہاجر نہیں بن سکتا لیکن حکماً تجھے کئی ہجرتوں کا ثواب مل گیا اور اس فضیلت کی تائید حدیث ترمذی سے بھی ہوتی ہے کہ۔

رسول کریم ﷺ کی وہ سنت جسے لوگوں نے بھلا دیا ہوا سے ازسرنو رواج دینے والا مسلمان جنت میں رسول کریم ﷺ کے ساتھی ہوگا۔

........✿✿✿✿✿✿........

هٰذَا وَمِصْدَاقٌ لَهُ اَيْضًا اَتٰى ۔۔۔ فِي التِّرمِذِيِّ لِمَنْ لَهُ عَيْنَانِ

تَشْبِيهُ اُمَّتِهِ بِغَيْثٍ اَوَّلٌ ۔۔۔ مِنْهُ وَاٰخِرُهُ فَمُشْتَبِهَانِ

فَلِذَاكَ لَا يُدْرٰى الَّذِيْ هُوَ مِنْهُمَا ۔۔۔ قَدْ خُصَّ بِالتَّفْضِيلِ وَالرُّجْحَانِ

وَلَقَدْ اَتٰى اَثَرٌ بِاَنَّ الْفَضْلَ ۔۔۔ فِي طَرَفَيْنِ اَعْنِيْ اَوَّلًا وَالثَّانِيْ

وَالْوَسْطُ ذُوْ ثَبَجٍ فَاَعْوَجُ هٰكَذَا ۔۔۔ جَاءَ الْحَدِيْثُ وَلَيْسَ ذَا نُكْرَانِ

وَلَقَدْ اَتٰى فِي الْوَحْيِ مِصْدَاقٌ لَهُ ۔۔۔ فِي الثُّلَّتَيْنِ وَذَاكَ فِي الْقُرْاٰنِ

اَهْلُ الْيَمِيْنِ فَثُلَّةٌ مَعَ مِثْلِهَا ۔۔۔ وَالسَّابِقُوْنَ اَقَلُّ فِي الْحُسْبَانِ

- اور آنکھوں والے لوگوں کو اس کی تائید ترمذی کی حدیث میں نظر آئے گی۔
- کہ امت محمدیہ کی مثال بارش کی طرح ہے کہ (شریعت کی تبلیغ میں) امت محمدیہ کا دورِ اوّل حصہ زیادہ لے گا دورِ آخر۔
- اسی لیے معلوم نہ ہوسکا کہ فضیلت اور رجحان کے اعتبار سے کون سا دور سبقت رکھتا ہے۔
- اور اس سلسلے میں ایک قول بھی مروی ہے کہ یہ فضیلت پہلے اور دوسرے دور والوں کے لیے ہے۔
- اور درمیانی دور میں کج روی عام ہو جائے گی اور اس نظریے کی تائید میں ایسی حدیث مروی ہے جس میں نکارت نہیں ہے۔
- اور قرآن حکیم میں اسی کی تائید آئی ہے کہ اصحاب الیمین پہلوں اور بعد والوں میں کافی ہوں گے۔
- اور داہنے ہاتھ والے جنتی دو تہائی ہوں گے اور سابقون ان کے مقابلے میں تعداد میں کم ہوں اور رتبے میں اعلیٰ ہوں گے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے کہ بعض دفعہ پہلی بارش نفع دیتی ہے اور بعض دفعہ دوسری اس طرح میری امت شریعت غراء کی تبلیغ اور صیانت و حفاظت کے سلسلے میں سعی و کوشش کرے گی لیکن اللہ جانتا ہے کہ امت کا کونسا طبقہ اس سلسلے میں سبقت لے جائے گا اور اس بات کی تائید سورہ واقعہ کے پہلے رکوع سے ہوتی ہے کہ پہلوں میں سابقوں کی تعداد کافی ہوگی اور بعد والوں میں تھوڑی لیکن اصحاب الیمین پہلے لوگوں میں بھی کافی ہوں گے اور دوسروں میں بھی۔ اس طرح مشکلات میں دین پر قائم رہنے والے پہلے طبقہ میں زیادہ تھے اور بعد

والوں میں خال خال۔ سابقون الاولون۔ اصحاب الیمین کے مقابلے میں بلند درجات کے مالک ہوں گے اگرچہ ان کی تعداد تھوڑی ہوں گی اور اصحاب الیمین کی زیادہ۔

ما ذاک اِلَّا اَنَّ تَابِعَهُم هُم الغُرَبَاءُ لَيسَتُ غُربَةَ الاوطَانِ
لٰكِنهَا وَاللّٰهِ غُربَتُهُ قَائِمٌ بِالدِّينِ بينَ عَسَاكِرِ الشَّيطَانِ
فَلِذَاكَ شَبَّهَهُم بِهِ مَتبُوعُهُم فِي الغُربَتَينِ وَذَاكَ ذُوتِبيَانِ
لَم يُشَبِّهُوهُم فِي جَمِيعِ اُمُورِهِم مِن كُلِّ وَجهٍ لَيسَ يَستَوِيَانِ
فَانظُر اِلٰی تَفسِيرِهِ الغُربَاءِ بِالمُحيِينَ سُنَّةَ بِكُلِّ زَمَانِ

- یہ صرف اس لیے کہ سابقون کی پیروی کرنے والے غرباء ہوں گے اور غربت سے مراد وطن کی غربت نہیں۔
- بلکہ اس سے شیطانی لشکروں کے درمیان رہ کر دین پر ڈٹ جانے والوں کی قلت تعداد مراد ہے۔
- اسی لیے ان نیک بختوں کے پیغمبر نے ان کو دو غربتوں سے واضح تشبیہ دی ہے۔
- حضرت رسولِ مقبول ﷺ نے دورِ آخر کے مسلمانوں کو ہر اعتبار سے تمام معاملات دین اور درجات میں پہلوں کے برابر قرار نہیں دیا۔
- غرباء کی تفسیر کی طرف غور کرو اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہر زمانے میں مردہ سنت کو رواج دیتے ہیں۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ جس طرح سابقوں کے درجات اس بناء پر بلند ہوئے کہ انہوں

نے انبیاء کی رفاقت میں شدید مشکلات اور ضروریات کے وقت جانی و مالی قربانیوں میں سبقت حاصل کی اس طرح امت محمدیہ کے غرباء جو شیطان کے لشکروں میں رہ کر سنت پر ڈٹے رہے انہیں بھی سابقون کی طرح منفرد اعزاز نصیب ہوگا مزید یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ان غرباء کی کلی فضیلت بیان نہیں کی کہ یہ صحابہ سے بھی افضل ہو جائیں اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا کہ امت کا کوئی انسان صحابہ سے بڑھ سکے یا ان کے برابر ہو سکے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ فضیلت مقید بھی ہوتی ہے اور مطلق بھی مثلاً حضرت آدم کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھوں سے بنایا لیکن اسی بنا پر وہ سیدنا محمد رسول اللہ پر فضیلت نہیں رکھتے اور نہ ہی کوئی رسول، اپنے اپنے خصائص اور معجزات کی بنا پر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر فضیلت حاصل کر سکتا ہے کیونکہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سب سے افضل ہیں اسی طرح دین پر ثابت قدمی دکھانے والے مسلمانوں میں ہر ایک کو پچاس پچاس صحابہ جتنا ثواب اس لیے ملے گا کہ یہ بے چارے ابلیسی لشکروں کی خباثتوں اور کمینگیوں میں دین کو ہاتھ میں انگارے کی طرح پکڑے ہوں گے اس لیے اللہ ان کا اجر ضائع نہیں کرے گا لیکن انہیں سنت رسول پر عمل کے بدلے مقید فضیلت حاصل ہے مطلق فضیلت تو حضرات صحابہ کرام کا اعزاز ہے۔ رضی اللّٰه عنهم و رضوا عنه.

جنت کی شریں نہروں کا بیان جن سے صبر کے تلخ گھونٹ پینے والے اہل ایمان پئیں گے

اَنہارُھَا فِی غَیرِ اُخدُودٍ جَرتَ سُبحَانَ مُمسِکُھَا عَنِ الفَیضَانِ

مِن تَحتِہِم تَجرِی کَمَا شَاؤُا مُضَجَّرَۃً وَمَا لِلنَّھرِ مِن نُقصَانِ

عَسَلٌ مُصَفًّی ثُمَّ مَاءٌ ثُمَّ خَمرٌ ثُمَّ اَنھَارٌ مِنَ الاَلبَانِ

وَاللّٰہِ مَا تِلکَ المَوَادُ کَھٰذِہٖ لٰکِن ھُمَا فِی اللَّفظِ مُجتَمِعَانِ

ھٰذا وَ بَینَھُمَا یَسِیرُ تَشَابُہٍ وَھُوَ اِشتِرَاکٌ قَامَ بِالاَ ذھَانِ

- جنت عدن کی نہریں سطح زمین کے اوپر اوپر جاری ہیں انہیں ادھر ادھر بہنے سے روکنے والی ذات کس قدر پاک ہے۔
- وہ نہریں ان کی مرضی موافق پھوٹ کر ان کے محلات کے نیچے چل رہی ہوں گی اور ان میں کسی وقت بھی کمی کا اندیشہ نہیں ہوگا۔
- وہ نہریں خالص دودھ، شراب، پانی اور عسل مُصَفّٰی یعنی صاف شفاف شہد کی ہوں گی۔
- اللہ تعالیٰ کی قسم جنت کی نہروں کا مشروب ہمارے ان دنیاوی مشروبات جیسا نہیں ہوگا البتہ نام دونوں کے مشترک ہیں (لطف اور مزے کے اعتبار سے ان سے بدرجہا فائق ہوگا۔)
- یہ بات خوب یاد رہے کہ جنتی مشروبات اور دنیاوی مشروبات میں معمولی سی مشابہت ہوگی تاکہ ہمارے ذہنوں میں قائم شدہ تصور بحال رہے (ورنہ لطف

اور مزے اور صفائی کے اعتبار دونوں کے درمیان آسمان و زمین کا فرق ہوگا)

توضیح مطالب

حضرت امام ہمام فرماتے ہیں جنت عدن کی نہریں ہماری نہروں کی طرح زمین میں مستطیل یا لمبائی طرز پر گڑھے کھود کر نہیں بنائی گئیں بلکہ وہ علیم وقدیر کی حکمت کاملہ کے مطابق سطح زمین کے اوپر بغیر دونوں منڈیروں کے اپنی مقررہ حدود میں بہتی رہیں گی اور بغیر کسی نقصان کے اندیشے کے جنتی خوش نصیبوں کی مرضی موافق چلیں گی اور کبھی خشک نہ ہوں گی۔ جب کہ ہماری اس دنیا کی نہریں بارشوں کی کمی سے خشک ہو جاتی ہیں۔

جنت کی نہروں کا دودھ، پانی، شراب، شہد ہمارے دنیاوی شہد یا دودھ سے لطف اور مزے میں کہیں بڑھ کر ہوگا البتہ رنگت اور مزے میں معمولی مشابہت ہوگی تاکہ ہمارا مشاہداتی اور تجرباتی تصور قائم رہے اور ہم یہ نہ کہیں کہ یہ تو کوئی اور نعمتیں ہیں دودھ وغیرہ نہیں۔

سنت رسول ﷺ پر عمل کی وجہ سے متصوفین اور مقلدین کی گالیوں پر صبر کرنے والے مومنوں کو ملنے والے اجر وثواب کا بیان

وَطَعامُهُم مَا تَشتَهِيهِ نُفُوسُهُم ۔ وَلُحُومُ طَيرٍ نَاعِمٍ وَسِمَانِ

وَفَوَاكِهُ شَتَّى بِحَسبِ مُنَاهُم ۔ يَاشَبعَةً كَمُلَت لِذِي الايمَانِ

لَحمٌ وَخَمرٌ وَالنِّسَاءُ وَفَوَاكِهُ ۔ وَالطِّيبُ مَعَ رَوحٍ وَمَعَ رَيحَانِ

وَصِحَافُهُم ذَهَبٌ تَطُوفُ عَلَيهِم ۔ بِأَكُفِّ خُدَّامٍ مِنَ الوِلدَانِ

- اوران کا کھانا ان کے من پسند ہوگا اور نرم نازک موٹے پرندوں کا گوشت۔
- اور حسب منشا مختلف قسم کے فروٹ اور پھل، اہل ایمان کے کامل سیری سے کھانے کے کیا کہنے۔
- گوشت اور شراب، عورتیں اور پھل فروٹ اور خوش بودار پودے اور ریحان کی خوشبودار ہوا۔
- اور چھوٹی عمر کے حسین غلاموں کے ہاتھوں پر رکھے گئے سونے کے طباق ان کے درمیان چل رہے ہوں گے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ جنت میں اہل ایمان کو من پسند غذا وافر مقدار میں میسر ہوگی نرم ونازک اور خوب پلے ہوئے موٹے تازے پرندوں کا گوشت ملے گا اور اہل ایمان جس طرح کامل سیری سے اپنے من پسند فروٹ کو گوشت کھائیں گے اور شراب پئیں گے وہ

منظر قابل دیدنی ہوگی اور جو خوشبو انہیں میسر آئے گی اور جس طرح کی حسین بیویاں انہیں ملیں گی ان کی نظیر اس دنیا میں نہیں ملتی۔

اور یہ منظر دیکھتے دیکھتے آنکھوں کو ذرا بھر تھکن نہ ہوگی جب چھوٹی عمر کے موتیوں جیسے حسین اور خوبصورت بچے ان کے درمیان سونے کے طبق لیے پھر رہے ہوں گے اور مومنین ان سے اپنی من پسند مشروب اور کھانے اٹھا رہے ہوں گے اس جیسی تمام نعمتوں کا سورہ زخرف میں اس طرح آیا ہے۔

﴿ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّأَكْوَابٍ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُوْنَ ○﴾ [الاعراف 7: 43]

........❀❀❀❀❀❀........

وَانْظُرْ اِلٰى جَعْلِ اللَّذَاذَةِ لِلْعُيُوْنِ وَشَهْوَةٍ لِلنَّفْسِ فِي الْقُرْاٰنِ

لِلْعَيْنِ مِنْهَا لَذَّةٌ تَدْعُوْ اِلٰى شَهْوَاتِهَا بِالنَّفْسِ وَالْاَمْرَانِ

سَبَبُ التَّنَاوُلِ وَهُوَ يُوْجِبُ لَذَّةً اُخْرٰى سِوٰى مَا نَالَتِ الْعَيْنَانِ

- اور قرآن میں دیکھو کہ کس طرح جنتی نعمتوں کے متعلق دلوں کی چاہت اور آنکھوں کی لذت بیان ہوئی ہے۔
- لذت اور چاہت دو جدا جدا چیزیں ہیں آنکھوں کی لذت، دل کی چاہت کو مہمیز لگائے گی۔
- آنکھوں کی حاصل ہونے والی لذت ہی کوئی کم درجہ کی چیز نہیں لیکن ان مشروبات اور مطعومات کو چکھنے یا کھانے سے جو لذت آئے گی اس کا تو کہنا ہی کیا۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ ان کے سامنے سونے کے طباق اور پیالے چل رہے ہوں گے ان میں دلوں کی چاہت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہوگا۔ آنکھوں کو سامان لذت دیکھ کر جو سرور حاصل ہوگا وہ اپنی جگہ لیکن جو لذت کھاتے اور پیتے وقت حاصل ہوگی وہ اس سے کہیں زیادہ ہوگی جو آنکھوں کو دیکھنے سے حاصل ہوگی۔

ان مشروبات کا بیان جو اہل ایمان کو پینے کے لیے ملیں گے

يُسقَونَ فِيهَا مِن رَّحِيقٍ خَتمُهُ بِالمِسكِ أَوَّلُهُ كَمِثلِ الثَّانِي
مِن خَمرَةٍ لَذَّتْ لِشَارِبِهَا بِلَا غَولٍ وَلَا دَاءٍ وَلَا نُقصَانِ
وَالخَمرُ فِي الدُّنيَا فَهٰذِ وَصفُهَا تَغتَالُ عَقلَ الشَّارِبِ السُّكرَانِ
وَبِهَا مِنَ الأَدوَاءِ مَاهِيَ أَهلُهُ وَيَخَافُ مِن لِذِي الوِجدَانِ
فَنَفٰى لَنَا الرَّحمٰنُ أَجمَعَهَا عَنِ الخَمرِ الَّتِي فِي جَنَّةِ الحَيوَانِ

- وہاں انہیں خالص اور خوشبودار شراب پلائی جائے گی جس پر کستوری کی مہر لگی ہوگی اور اس کے ہر گھونٹ کی لذت پہلے گھونٹ جیسی ہوگی۔
- اس شراب کے پینے والے کو لذت ہی لذت نصیب ہوگی، مدہوشی ور بیماری اور نقصان نہیں ہوگا۔
- اور اس دنیا کی شراب کا یہ خاصہ ہے کہ وہ شرابی انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے۔
- اور اس کے ساتھ ساتھ اور بیماریاں بھی ہیں جو اس شراب نوشی کا یقینی نتیجہ ہیں اور اس شراب سے صاحب وجدان کے بیوقوف ہونے کا خطرہ مسلط رہتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے جنت والے خوش نصیبوں کی شراب کو ان خرابیوں سے پاک کر دیا ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ جنت کی سربمہر شراب کے کیا کہنے جو خالص اور خوشبودار ہونے

کے ساتھ ساتھ حد درجہ لذت والی ہوگی اس پر مہر لگی ہوگی وہ بھی کستوری کی ہوگی اس شراب کے پینے والوں کو جتنا لطف پہلے گھونٹ سے ہوگا اتنا ہی بعد والے گھونٹوں سے ہوگا اس کے پینے سے نہ بیماری ہوگی نہ مدہوشی اور نہ نقصان جبکہ دنیا کی شراب خانہ خراب کا یہ وصف ہے کہ یہ اپنے پینے والے کی عقل سلب کر لیتی ہے اور اس کے علاوہ دوسری خرابیاں اور بیماریاں بھی ہیں جو صاحب وجدان کی بیوقوفی کا سبب بنتی ہیں۔

لیکن جنت کی شراب کو اللہ نے ہمارے لیے (ان شاء اللہ) ان سب خرابیوں سے پاک کر دیا ہے قرآن میں ہے:

﴿ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ○ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ○لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴾[الواقعة 56:17-19]

''ان کے درمیان سدا رہنے والے بچے (دودھ سے بھرے) پیالے (اور پھلوں سے کشید کیے گئے رسوں سے بھرے ہوء) جگ خالص پاکیزہ شراب سے چھلکتے ہوئے جام لیے پھر رہے ہوں گے۔اس شراب کے پینے سے نہ سر درد ہوگی اور نہ عقل ماؤف ہوگی۔''

........❀❀❀❀❀❀........

وَشَرَابُهُم مِن سَلسَبِيلٍ مَزجُهُ ۔۔۔ الْكَافُورُ ذَاكَ شَرَابُ ذِي الاِحسَانِ
هَذَا شَرَابُ أُولِي اليَمِينِ ۔۔۔ وَلَكِنَّ الاَبرَارَ شَرَابُهُم شَرَابٌ ثَانِ
يُدعَى بِتَسنِيمٍ سَنَامٌ هُم شَرَبُهُم ۔۔۔ شِربَ المُقَرَّبِ خَيرَةِ الرَّحمٰنِ
صَفَى المُقَرَّبُ سَعيَهُ فَصَفَى لَهُ ۔۔۔ ذَاكَ الشَّرَابُ فَتِلكَ تَصفِيَتَانِ
لَكِن أَصحَابَ اليَمِينِ فَاهلُ ۔۔۔ مَزجٍ بِالمَبَاحِ وَلَيسَ بِالعِصيَانِ
مُزِجَ الشَرَابُ لَهُم كَمَا مَزَجُوا ۔۔۔ هُمُ الاَعمَالُ ذَاكَ المَزجُ بِالمِيزَانِ

هَذَا وَذُو التَّخْلِيطِ مَزجا اَمْرُهُ وَالحُكمُ لِرَبِّهِ الدَّيَانِ

- اور ان کی شراب ایک بہتے ہوئے چشمے سے ہوگی جس میں کافور کا ذائقہ ملا ہوا ہوگا اور یہ کافور محسنین کا مشروب ہوگا۔
- یہ مشروب تو داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ رکھنے والوں کا ہوگا لیکن ابرار کا مشروب دوسرا ہوگا۔
- وہ مشروب تسنیم چشمہ کی آمیزش والا ہوگا یہ اعلیٰ درجہ کا مشروب مقربین کے لیے مختص ہے اور یہ مقرب لوگ اللہ کے محبوب کے بندے ہیں جو اللہ کے نام پر تن، من، دھن قربان کر گئے۔
- اللہ کے مقرب بندے نے اپنی نیکی کو ہر قسم کی ریاونمود نیاوی اور طمع ولالچ سے پاک صاف رکھا ہوگا اس لیے اللہ نے ان کے لیے یہ مشروب خالص رکھا تا کہ خالص کا بدلہ خالص بن جائے۔
- لیکن اصحاب الیمین آمیزش والے ہیں چونکہ انہوں نے مباحات کو اختیار کیا ہوگا گناہ نہ کیا ہوگا (اس لیے وہ ملے جلے ذائقے والے مشروب کے حق دار ہوں گے)۔
- ان کے مشروب میں میزان سے ناپے تولے تسنیم کی آمیزش ہوگی کیونکہ انہوں نے ناپ تول کر اپنے اعمال میں مقربین کے اعمال کو بھی ملایا ہوگا۔
- اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ محسنین کو مقربین کے خالص چشمہ تسنیم کی آمیزش ملنا اللہ کا حکم ہے اور اس معاملے میں خالق کائنات کا حکم ہی یہی ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ محسنین کو سلسبیل چشمہ سے ایسا مشروب ملے گا جس میں کافور کی

آمیزش ہوگی اور ابرار لوگوں کو کافوری چشمہ جو اعلیٰ درجہ کا چشمہ ہے، کا مشروب عام طور پر ملے گا اور اس میں تسنیم چشمہ کی ملونی ہوگی اور مقربین کو خالص تسنیم کا مشروب پینے کو ملے گا، مقربین کو خالص تسنیم چشمہ کا مشروب اس لیے ملے گا کہ انہوں نے مباح چیزوں کو اختیار نہ کیا ہوگا بلکہ دنیا کی تمام چیزوں سے صبر کر کے وقت پاس کیا ہوگا اور اعلیٰ درجہ کے اعمال بغیر دنیاوی طمع و لالچ اور ریا و نمود کے سرانجام دیئے ہوں گے اس لیے ان کو خالص رضائے الٰہی کے لیے کی جانے والی نیکیوں کے بدلے خالص مشروب ملے گا باقی عام محسنین اور ابرار لوگوں نے چونکہ نیک کاموں کی بدولت آخرت کے ساتھ ساتھ دنیاوی لذتوں سے بھی فائدہ اٹھایا ہوگا اس لیے ان کو ملونی والا مشروب پلایا جائے گا۔

قرآن میں ہے:

﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ○ عَلَی الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ ○ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ○ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ○ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ○ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ○ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ○﴾ [المطففین 83: 21-28]

''بیشک ابرار مومنین نعمتوں میں ہوں گے، تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے۔ تو ان کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی پہچان لے گا۔ ان کو خالص سربمہر شراب پلائی جائے گی جس کی مہر کستوری سے ہوگی اس کے حصول میں منافست کرنے والوں کو منافست کرنی چاہیے اور اس میں آمیزش ہوگی تسنیم چشمہ کی یہ ایک چشمہ ہے سے مقرب لوگ پئیں گے۔''

اہل جنت کے کھانے اور پینے کے ہضم ہونے کا بیان

هَذَا وَتَصرِيفُ المَآكِلِ مِنهُم عَرقٌ يَفِيضُ لَهُم مِنَ الاَ بدانِ

كَروَائِحِ المِسكِ الذِى مَا فِيهِ خَلَطٌ غَيرَه مِنَ سَائِرِ الاَ لوانِ

فَتَعُودُهَا تِيكَ البُطُونُ ضَوامِراً تَبغِى الطَعَامَ عَلىٰ مُدَى الازمانِ

لاَ غَائِطٌ فِيهَا وَلاَ بولٌ وَلاَ مَخطٌ وَلاَ بَصَقٌ مِنَ الانسانِ

وَلَهُم جُشَاءٌ رِيحُهُ مِسكٌ يَكُونُ بِهِ تَمَامُ الهَضمِ بِالاحسانِ

هَذَا وَ هَذَا صَحَّ عَنهُ فَواحِدٌ فِي مُسلِمٍ وَلاَحمَدَ الأثرانِ

- یہ بھی یاد رکھو کہ ان کا کھانا اور پینا پسینہ بن کر ان کے بدنوں پر بہہ پڑے گا۔
- اور ان کے پسینہ کی بو کستوری کی طرح ہوگی جس میں کسی رنگ کی آمیزش نہ ہو۔
- (پسینہ بہتے ہی) وہ بھرے پیٹ ایسے خالی ہو جائیں گویا وہ مدت دراز سے کھانے کے طلب گار ہوں۔
- نہ وہاں بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہوگی نہ پیشاب کی اور نہ کسی انسان کو بلغم اور تھوک آئے گی۔
- وہاں انہیں ایسا ڈکار آئے گا جس کی بو کستوری جیسی ہوگی اس ڈکار سے کھانا آرام سے ہضم ہو جائے گا۔
- یہ دونوں روایتیں آپ سے صحیح سند سے مروی ہیں ایک مسلم میں ہے او

دوسری مسند احمد میں ہے۔

توضیح مطالب

حضرت امامؒ فرماتے ہیں کہ (دین پر استقامت دکھانے والے) اہل جنت کا کھانا اور پینا، پسینہ بن کر ان کے بدنوں سے خارج ہو جائے گا اور اس پسینے سے کستوری کی خوشبو آئے گی اور انہیں ایک خوشبودار ڈکار آئے گا جس سے کھانا مکمل طور پر آرام سے ہضم ہو جائے گا اور پیٹ ایسے دبلے پتلے ہو جائیں گے کہ گویا انہیں مدت دراز سے کھانے کی طلب ہے جنتی میووں اور من پسند گوشتوں اور مشروبات کے پسینہ بن کر خارج ہونے اور خوشبودار ڈکار آنے پر کھانا ہضم ہونے کی دونوں روایات صحیح ہیں ایک مسند احمد میں ہے اور دوسری مسلم شریف میں ہے۔

اہل ایمان کو ملنے والی دلہنوں (حوروں) کے حسن و جمال کا دلآویز تذکرہ

فَاسمَع صِفَاتِ عَرَائِسِ الجَنَّاتِ ثُمَّ اختَر لِنَفسِکَ یَا اَخَا العِرفَانِ

حُورٌ حِسَانٌ قَد کَمُلنَ خَلائِقًا وَ مَحَاسِنًا مِن اَجمَلِ النِّسوَانِ

حَتّٰی یُحَارُ الطَّرفُ فِی الحُسنِ الَّذِی قَدْ اُلبِسَت فَالطَّرفُ کَالحَیرَانِ

وَیَقُولُ لَمَّا اَن یُشَاهِدَ حُسنَهَا سُبحَانَ مُعطِی الحُسنِ وَالاِحسَانِ

وَالطَّرفُ یَشرَبُ مِن کُئُوسِ جَمَالِهَا فَتَرَاهُ مِثلَ الشَّارِبِ النَّشوَانِ

- اے عرفان رکھنے والے برادر اب جنت کی دلہنوں کے اوصاف سن اور پھر انہیں اپنے لیے پسند کر لے۔
- وہ حسین وجمیل حوریں ہیں جو اپنے قد و قامت کے لحاظ سے کامل اور حسن کے اعتبار سے تمام عورتوں سے خوبصورت ہیں۔
- انہیں جو حسن عطا کیا گیا ہے، اسے دیکھ کر آنکھیں رہ جائیں گی۔
- جنتی انسان اس حور کے حسن کا مشاہدہ کرتے ہی پکار اٹھے گا کہ اسے خوبی اور حسن بخشنے والی ذات کتنی پاکیزہ ذات ہے۔
- اور آنکھیں اسکے حسن (و جمال کے شریں) جام نوش کریں گی پس تو انھیں مخمور انسان کی آنکھوں جیسا دیکھے گا۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اے میرے نور عرفان رکھنے والے بھائی، میں تجھے ان جنتی بیویوں (حوروں) کے اوصاف سناتا ہوں اور تو انہیں اپنے لیے پسند کر لے کیونکہ تیرے پاس اللہ کے فضل سے انہیں حاصل کرنے کے لیے نور ایمان جیسی بے بہا دولت ہے جبکہ مجرم اور ایمان سے خالی لوگ اس نعمت کو محض ناممکن اور مذاق سمجھتے ہیں۔ ان کا واسطہ نار جہنم کے غِلَاظٌ، شِدَادٌ فرشتوں سے پڑے گا وہ انہیں دوزخیوں کے پاخانے کے راستے نکالا ہوا گرم پیپ پلائیں گے اس لیے خدا کے ان مجرموں کی ہنسی مذاق کی پرواہ نہ کر اور ان حوروں کا دلہا بننے کے لیے تیار رہ اور یقین کر لے کہ وہ دلہنیں اپنی تخلیق اور حسن و جمال کے اعتبار سے کائنات کی عورتوں سے بدرجہا حسین ہیں، ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر آنکھ دنگ رہ جائے گی اور دیکھنے والا دلہا پکار اٹھے گا سبحان اللہ کہ ان کو یہ خوبی اور حسن بخشنے والی ذات کبریا کتنی پاک ذات ہے اور ان کے نبی یا صدیق، صالحین یا شہید دلہے انہیں بار بار دیکھیں گے اور ان کی آنکھوں کو ان کے حسن و جمال کے دیدار سے وہ لطف آئے گا جو نہایت گرم موسم کے پیاسے کو ٹھنڈے اور شریں پانی سے آتا ہے وہ انہیں دیکھ دیکھ کر مخمور اور مست انسان کی آنکھوں کی طرح نظر آئیں گی۔

كَمُلَت خَلَائِقُهَا وَأُكمِلَ حُسنُهَا　　كَالبَدرِ لَيلَ السِّتِ بَعدَ ثَمَانِ

وَالشَّمسُ تَجرِی فِی مَحَاسِنِ وَجهِهَا　　وَاللَّيلُ تَحتَ ذَوَائِبِ الأَغصَانِ

فَتَرَاهُ يَعجَبُ وَ هُوَ مَوضِعُ ذَاكَ　　مِن لَيلٍ وَشَمسٍ كَيفَ يَجتَمِعَانِ

فَيَقُولُ سُبحَانَ الَّذِی ذَا صُنعُهُ　　سُبحَانَ مُتقِنِ صَنعَةَ الإِنسَانِ

لَا اللَّيلُ يُدرِكُ شَمسَهَا فَتَغِيبُ　　عِندَ مَجِيئِهِ حَتَّى الصَّبَاحَ الثَّانِی

وَالشَّمسُ لَا تَأتِی بِطَرْدِ اللَّيلِ　　بَل يَتَصَاحَبَانِ كِلَاهُمَا إِخوَانِ

- ان کی تخلیق بھی مکمل اور ان کا حسن بھی کامل ہے گویا وہ چودھویں کا چاند ہیں۔
- اوران کے چہروں کے حسن میں سورج چل رہا ہے اور سر کے بالوں کی سیاہی میں رات کی تاریکی پنہاں ہوگی۔
- پس تو اسے دیکھے گا اور تعجب کرے گا اور یہ مقام واقعی باعث تعجب ہوگا کہ رات اور دن کس طرح اکھٹے ہو گئے۔
- دیکھنے والا مومن کہنے لگے گا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے انہیں بنایا، پاک ہے وہ اللہ جس نے انسان کی تخلیق میں یہ پختہ کاری گری دکھائی۔
- رات کی تاریکی کو سورج، یوں نہ پاسکے گا کہ وہ صبح کے وقت اس کی آمد سے غائب ہوجائے۔
- اور نہ سورج، رات کو ہٹانے کے لیے آئے بلکہ دونوں مل کر رہیں گے اور بھائی بن کر رہیں گے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ تخلیق اور حسن کی وجہ سے ان عورتوں کو جو جنتی مردوں کی دلہنیں بنیں گی، چودھویں کا چاند کہنا چاہیے ان کے چہروں کا جمال دیکھ کر گمان ہوگا کہ ان

خوبیوں کے پیچھے سورج چل رہا ہے اور ان کے بالوں کی سیاہی پر گمان ہوگا کہ گویا ان کی تہہ میں رات کی تاریکی ہے ان عورتوں کا خوش نصیب دولہا اجتماع ضدین کو دیکھ کر تعجب کرے گا رات اور دن کس طرح اکٹھے ہوگئے ہیں وہ بے ساختہ پکار اٹھے گا کہ سبحان اللہ وہ ذات کس قدر پاکیزہ ہے جس نے یہ کاری گری دکھائی ہے دنیا میں سورج کے آنے سے رات غائب ہوجاتی ہے لیکن یہاں معاملہ عجیب ہے بالوں کی تاریکی اور چہرے کا سورج آپس میں ملے ہوئے ہیں نہ رات غائب ہورہی ہے نہ سورج اسے بھگا رہا ہے بلکہ ساتھی بن کر ایک جگہ بسیرا کئے ہوئے ہیں۔

........✿✿✿✿✿✿........

وَكِلَاهُمَا مِرْآةُ صَاحِبِهِ اِذَا مَا شَاءَ يُبْصِرُ وَجهَهُ يَرِيَانِ

فَيَرىٰ مَحَاسِنَ وَجهِهِ فِي وَجهِهَا وَتَرىٰ مَحَاسِنَهَا بِهِ بِعِيَانِ

حُمرُ الخُدُودِ ثُغُورُهُنَّ لَآلِئٌ سُودُ العُيُونِ فَوَاتِرُ الاَجفَانِ

وَالبَرقُ يَبدُو حِينَ يَبسِمُ ثَغرُهَا فَيُضِئُى سُقُفُ القَصرِ بِالجُدرَانِ

- اور یہ دونوں ہی ایک دوسرے کا آئینہ ہوں گے یہ دونوں جب چاہیں گے ایک دوسرے کے چہرے میں اپنا چہرہ دیکھ لیں گے۔
- یہ اپنے چہرے کی خوبیاں اس کے چہرے میں ملاحظہ کرے گا اور وہ اپنی خوبیاں اس کے چہرے میں اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔
- وہ جنتی خاتون گورے رخساروں، موتیوں کی طرح صاف اور چمکنے والے دانتو، سیاہ پتلیوں اور نرم پلکوں والی ہوگی۔
- جب وہ حور مسکرائے گی تو اس کے دانتوں سے بجلی کوندے گی جس سے محل کی

چھتیں اور دیواریں روشن ہو جائیں گی۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ جنتی دلہن اور اس کے دلہا کے چہروں کی خوبی کے کیا کہنے اتنے صاف اور شفاف کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے منہ سے اپنے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں گے ان کے رخسار گلابی رنگ کے اور دانت موتیوں جیسے صدف اور چمک دار آنکھیں موٹی اور ان میں پتلیاں نہایت سیاہ ہوں گی اور آنکھوں کی سرگیں پلکیں نرم نرم اور باریک ہوں گی اور ایسا بھی ہوگا کہ اس حور کے مسکرانے سے بجلی کوند جائے گی جس سے محل کے در و دیوار اور چاروں کونے روشن ہو جائیں گے سبحان اللہ دانتوں کی صفائی اور چمکنے کے کیا کہنے۔

وَلَقَد رَوَينَا اَنَّ بَرقًا سَاطِعًا يَبدُوْ فَيَسَالُ عَنهُ مَن بِجِنَانِ

فَيُقَالُ هَذَا ضَوءُ ثَغرِ ضَاحِكٍ فِي الجُنَّةِ العُلیَا كَمَا تَرِيَانِ

لِلّهِ لَاثِمُ ذٰلِكَ الثَّغرِ الَّذِى فِى لَثمِهِ اِدرَاكُ كُلِّ اَمَانِ

رَيَّانَةُ الاَعطَافِ مِن مَاءِ الشَّبَابِ فَغُصنُهَا بِالمَاءِ ذُوْ جِرِيَانِ

لَمَّا جَرَى مَاءُ النَعِيمِ بِغُصنِهَا حَمَلَ الثِمَارَ كَثِيرَةَ الاَلوَانِ

- اور ہم نے رسول مقبول ﷺ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ جنت کے محلات میں نورانی شعاع ظاہر ہوگی تو خوش نصیب جنتی، جنتیوں سے اس روشنی کے متعلق پوچھے گا۔
- تو اسے بتایا جائے گا کہ یہ جنت الفردوس کے محل میں مسکرانے والی حور کے

صاف اور شفاف دانتوں کی چمک ہے۔

- (سب کمالات اور خوبیوں کا منبع اللہ ہی ہے) اللہ ہی کے لیے ہے خوبی، وہ شخص کتنا خوش نصیب ہے جو ان کو چومے گا جن کے چومنے میں ہر قسم کی سلامتی کا ادراک ہوگا۔
- جوانی کے پانی سے پلنے کی وجہ سے وہ نرم پہلوؤں والی ہے اس کی شاخیں جوانی کے پانی سے تروتازہ ہیں۔
- جب نعمتوں کا پانی اس کی شاخوں میں گردش کرنے لگا تو اس نے کئی رنگوں کے پھل نمودار کردیئے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول مقبول ﷺ کی حدیث شریف ایک صحابی کی زبانی بیان کی ہے کہ جنتی اپنے محل میں موتیوں کے تخت پر بڑے ناز ونخرے سے اپنے ساتھیوں سے مصروف گفتگو ہوگا کہ دفعتہً سفید اور روشن شعاع بجلی کی طرح کوندے گی تو وہ اپنے ساتھیوں سے پوچھے گا کہ یہ چمک کیسی ہے جس سے محلات کے درودیوار منور ہوگئے تو اسے بتایا جائے گا کہ حیران کیوں ہوگئے ہو۔ یہ حور کے دانتوں کی چمک ہے جو اس کی مسکراہٹ کے وقت ظاہر ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ مومنین جنت میں تشریف فرما ہوں گے کہ دفعتہً ان کے محلات ایسے روشن ہوں گے جیسے اندھیری رات میں بجلی کے کوندنے سے کائنات روشن ہوجاتی ہے ایک مومن سوال کرے گا کہ یہ کیا ہوا تو اسے بتایا جائے گا کہ:

[حُورَاءُ ضَحِكَت فِي وَجهِ زَوجِهَا]

''یہ بالائی جنت میں جلوہ افروز حور کی مسکراہٹ ہے جو اپنے سرتاج کے

سامنے بیٹھی مسکرا رہی ہے۔"

اس جنت میں جنتی انسانوں کا حسن و جمال حضرت یوسفؑ جیسا اور آواز حضرت داوٗدؑ جیسی اور تینتیس () تینتیس () سال کی عمر ہوگی اور چہرے پر داڑھی کی جگہ سبزی مائل باریک بال اگے ہوں گے۔ آنکھیں سرگیں ہوں گی یہ لوگ اپنی حوروں کے چہروں میں اپنی خوبصورتی کا مشاہدہ کریں گے اور وہ ان کے چہروں سے آئینے کی طرح اپنا منہ دیکھیں گی۔

........❀❀❀❀❀❀........

فَالوَرْدُ وَالتُّفَّاحُ وَالرُّمَّانُ فِي ... غُصنٍ تَعَالَى غَارِسُ البُستانِ

وَالقَدُّ مِنهَا كَالقَضِيبِ اللُّدْنِ ... فِي حُسنِ القَوَامِ كَاَوسَطِ القَضبانِ

فِي مَغرَسٍ كَالعَاجِ تَحسَبُ اَنَّهُ ... عَالِي النَقَا اَو وَاحِدُ الكُثبانِ

لاَ الظَهرُ يَلحَقُهَا وَلَيسَ ثُدِيُّهَا ... بِلَواحِقٍ لِلبَطنِ اَوْ بِدَوانِ

لٰكِنَّهُنَّ كَوَاعِبٌ وَنَوَاهِدٌ ... فَثُدِيُّهُنَّ كَاَلطَفِ الرُّمَانِ

❀ گلابی پھول اور سیب اور انار ایک ہی شاخ پر لگے ہوئے ہیں سبحان اللہ اس باغ کے پیڑوں کو بیجنے والی ذات کس قدر بلند ہے۔

❀ وہ پھل اور پھول والا پیڑ اپنے حسن قامت کے اعتبار سے اس نرم و نازک شاخ کی طرح ہوگا جو متناسب طول و عرض رکھتی ہو۔

❀ وہ پھولدار اور پھل دار پودا ایسی زمین میں اگا ہے جو ہاتھی دانت کی طرح صاف اور سفید ہے تو اسے دیکھ کر خیال کرے گا کہ یہ زمین حد درجہ ستھری ہے یا کوئی ٹیلا ہے۔

- نہ تو اس کی پیٹھ کو نشیب وخم کا عارضہ لاحق ہوگا اور نہ ہی اس کے پستان پیٹ یا بدن سے ملے ہوں گے۔
- لیکن وہ حوریں ابھرے ہوئے خوشنما پستانوں والی ہوں گی ان کے پستان نرم و نازک انار کی طرح ہوں گے۔

توضیح مطالب

اس حور کی صفات بیان سے باہر ہیں لیکن ہمارے محدود تصور حسن کی تسکین کے لیے اتنا کہا جا سکتا ہے کہ وہ حور اس نرم و نازک اور متناسب قد وقامت والے پودے کی طرح ہے جو ہاتھی دانت جیسی صاف اور سفید زمین پر اگا ہو اور جنت النعیم کے پانی سے پلا ہو اور اس پودے کی سبز شاخوں پر بیک وقت پھل اور پھول یعنی سیب اور انار اکٹھے ہی نمودار ہوں نہ تو اس حور کی پیٹھ خم دار کمان کی طرح ہوگی اور نہ بدن کے اندر دھنسی ہوگی بلکہ بید کی طرح لچکدار اور سیدھی ہوگی اور اس کے پستان سینے یا پیٹ سے ملے ہوئے نہیں بلکہ پکے ہوئے نرم و نازک اناروں کی طرح ابھرے ہوئے ہوں گے۔

قرآن میں ہے:

﴿إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً ۝ فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝﴾

[الواقعة 56: 37]

دوسری جگہ ہے: ﴿وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا﴾ [النباء 78: 33]

”وہ ابھرے ہوئے پستانوں والی ہوں گی۔“

وَالجِیدُ ذُو طُولٍ وَحُسنٍ فِی بَیاضٍ وَ اِعتِدَالٍ لَیسَ ذَانُکرَانِ

یَشکُو الحلِیُّ بِعَادَہٖ فَلَہٗ مُدَی الاَیَّامِ وِسَواسٌ مِنَ الھُجرَانِ

وَالمِعصَمَانِ فَاِن تَشَاءُ شَبِّھھُمَا بِسَبِکَتَینِ عَلَیھِمَا کَفَانِ

کَالزُّبَدِ لِیناً فِی نُعُومَۃٍ مَلمَسٍ أَصدَافُ دُرٍّ دُوِّرَتْ بِوَزَانِ

وَالصَّدرُ مُتَّسِعٌ عَلٰی بَطنٍ لَھَا حُفَّتْ بِہٖ خُصرَانِ ذَاتَ ثَمَانِ

❁ ''اس حور کی گردن دراز اور گوری چٹی اور متعدل ہوگی اور یہ بات سچی اور ثابت شدہ ہے انکار کی گنجائش نہیں۔''

❁ زیور اس کا زیور گردن سے دوری کا شکوہ کر رہا ہوگا اور اسے کئی دن تک حسین جدائی کے وسواس کا سامنا ہوگا۔

❁ اور اگر تو چاہے تو اس کی کلائیوں کو (صاف وشفاف اور گورا سفید سونے کی بنا پر) چاندی کی ڈالی سے مشابہت دے لے اس پر دونوں ہتھیلیاں بنی ہوئی ہیں۔

❁ وہ اپنی نرمی اور نازکی میں مکھن کی طرح ہیں اور چوڑائی مائل گولائی میں موتیوں کی سیپی کی طرح ہیں جنہیں وزان نے متناسب تخلیق کیا ہے۔

❁ اس کے پیٹ پر چوڑا سینہ ہے جسے دو قیمتی پہلوؤں نے گھیر رکھا ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اس حور دلہن کی گردن گوری چٹی اور متعدل دراز ہوگی اور ایسی حسین ہوگی کہ زیور اور ہار بھی اپنی تمام تر خوبصورتی کے باوجود رشک کر

رہے ہوں گے اور اس چند انچ کے فاصلے پر بھی کئی دنوں کی جدائی کے حسین وسواس میں مبتلا ہوں گے۔ اس حور کی کلائیوں کی کما حقہ مثال ہی پیش نہیں کی جاسکتی البتہ اپنے حسین تصور کی تسکین کے لیے اسے چاندی کی ڈبی سے تشبیہ دی جاسکتی ہے اور ان کلائیوں پر ہتھیلیاں ایسی بجی ہوئی ہیں کہ موتیوں کی سیپی کی طرح چوڑائی مائل گول اور مکھن کی طرح نرم و نازک ہیں اور سینے کی وسعت اور چوڑائی اور رنگت کی خوبصورتی کے بیان کے لیے الفاظ نہیں ملتے اس کے پیٹ کو دو بے مثال حسین پہلوؤں نے گھیر رکھا ہے۔

••••••••❁❁❁❁❁❁••••••••

وَعلیہِ اَحسَنُ سُرَّۃٍ هِیَ مَجمعُ الخَصرَینِ قَد غَارَت مِنَ الاِعُکَانِ

حُقٌّ مِنَ العَاجِ اِستَدَارَ وَ حَولَه حَبَّاتُ مِسکٍ جَلَّ ذُوالاِتقَانِ

وَ اذَا انحَدَرتَ رَاَیتَ اَمرًا هَائِلاً مَالِلصِّفَاتِ عَلَیه مِن سُلطَانِ

لاَ الحَیضُ یَغشَاہُ وَلاَ بُولٌ وَلاَ شَیئیٌ مِنَ الْاٰفَاتِ فِی النِسوَانِ

فَخِذَانِ قَدحَفَا بِهٖ حَرسَالَهٗ فَجُنَابَهٗ فِی عِزَّۃٍ وَصَیَّانِ

❁ اور اس پیٹ پر حسین وجمیل ناف ہے جو دونوں پہلوؤں کا مرکز ہے اور سلوٹ کے وجہ سے پیٹ میں چھپی چھپی رہتی ہے۔

❁ وہ ہاتھی دانت کی طرح سفید گول ڈبیا ہے اس کے گرد کستوری کے دانے ہیں اسے پختگی عطا کرنے والا اللہ بلند شان والا ہے۔

❁ اور جب تو نیچے خیال دوڑائے تو عجیب وغریب اور حیران کن معاملہ ہے جس کی صفت بیان سے باہر ہے۔

❁ نہ وہاں حیض کے گندے خون کا امکان ہوگا نہ پیشاب کے پلید چھینٹوں کا نہ

عورتوں کی دیگر بیماریوں کا۔

❁ اس کے گرد، دو ران پہرے دار بن کر کھڑے ہیں اس کی عصمت نہایت محفوظ اور مضبوط جگہ میں ہے۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اس کے نرم و نازک اور گورے چٹے پیٹ پر خوشنما ناف ہے اور یہ ناف دونوں پہلوؤں کا مرکز ہے اور پیٹ پر پڑنے والے بل کی وجہ سے قدرے گہری جگہ واقع ہونے کی وجہ چھپی رہتی ہے صفائی اور خوبصورتی کے اعتبار سے وہ ہاتھی دانت کی گول سی ڈبیا ہے اور اس کے گرد والے ذرات یا دانے کستوری کے ہوں گے اسے صفائی اور خوبصورتی اور مشک بخشنے والی ذات کس قدر پاکیزہ اور بلند ہے۔ کمر اور ناف سے نیچے والے حصہ کی تعریف و توصیف، الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی یہ حصہ خوبصورتی اور نازکی وصفائی کے اعتبار سے ایسا دلکش اور حیران کن ہے کہ آدمی کو تڑپا کر رکھ دے اس حصہ کی مخصوص جگہ پر نہ حیض کا گندا خون لگے نہ پیشاب کے پلید چھینٹے اور نہ دوسری بیماریاں جو عورتوں سے خاص ہیں یہ اندام نہانی نہایت مضبوط اور محفوظ مقام میں ہے اور اس کے دونوں طرف گورے رنگ کے ران پہرے دار بن کر کھڑے ہیں۔

........❁❁✿✿❁❁........

قَامَا بِخِدْمَتِهِ هُوَ السُّلْطَانُ بَيْنَهُمَا وَ حَقٌّ طَاعَةُ السُّلْطَانِ

وَهُوَ الْمُطَاعُ اَمِيْرُه لَايَنْثَنِي عَنْهُ وَلَا هُوَ عَنْهُ بِجُبَّانِ

وَ جِمَاعُهَا فَهُوَ الشِّفَاءُ لِصَبِّهَا فَالصَّبُّ مِنْهُ لَيْسَ بِالضَّجْرَانِ

وَ اِذَا يُجَامِعُهَا تَعُوْدُ كَمَا اَتَتْ بِكْرًا بِغَيْرِ دَمٍ وَلَا نُقْصَانِ

• فَهُوَ الشَّهِيُّ وَعُضْوُهُ لَايَنْثَنِي جَاءَ الْحَدِيْثُ بِذَا بِلَا نُكْرَانِ

(...) وہ دونوں اس کی خدمت کے لئے الرٹ کھڑے ہیں یہاں کسی کو حق تصرف ہے تو صرف ایک ہی حاکم کو ہے جس کی اطاعت واجب ہے۔

(...) اور اس جگہ کے حکمران کا نمائندہ نہ بزدل ہے نہ سکڑنے والا ہے۔

(...) اور اس حور سے جماع کرنا آتش عشق کی تسکین کا باعث ہوگا اور اس سے معاملہ عشق سرانجام دینا عشق کو کم نہیں کرے گا۔

(...) اور جب اس کا جنتی دلہا جماع سے فارغ ہوگا تو وہ پہلے کی طرح پھر کنواری بن جائے گی نہ خون نکلے گا نہ کوئی نقصان ہوگا۔

(...) یہ روایت ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اس کی خواہش جماع باقی رہا کرے گی اور اس کا عضو سکڑنے والا نہ ہوگا۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ ان خوش نما پہرے داروں کے درمیان وہی گزر سکتا ہے جو اس جگہ کا حاکم ہے اور حاکم وسلطان یعنی اس حور کے شوہر کی آمد پر دونوں محافظ راستہ چھوڑ دیں گے کیونکہ حاکم کی اطاعت واجب ہے اور اس سلطان یا حکمران کا امیر نہ سکڑے گا اور نہ بزدل ہوگا جبکہ دنیا میں بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دلربا کے آئینہ عصمت پر نظر پڑتے ہی آدمی پر رعب سوار ہو جاتا ہے اور وہ بیوی سے جماع کی طاقت نہیں رکھتا جنت میں ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اس حور سے جماع کرنا عشق سے شفا کا باعث ہوگا اور اس سے عشق کرنا قطعاً اکتاہٹ یا تھکاوٹ نہ ڈالے گا۔ جماع سے فارغ ہوتے ہی وہ پھر کنواری بن جائے گی خون وغیرہ قطعاً نہ نکلے گا اور فراغت کے بعد بھی جماع کی خواہش باقی رہے گی اور اس کا عضو سکڑے گا نہیں۔

وَلَقَدْ رَوَیْنَا اَنَّ شُغلَهُمُ الَّذِی قَدْ جَاءَ فِی یٰسِین دُوْنَ بیانٍ

شُغُلُ العَرُوْسِ بِعِرْسِهٖ مِن بَعدِ مَا عَبَثتْ بِهِ الاَشْوَاقُ طُولَ زمانٍ

بِاللّٰہِ لاتَسالُہُ عَنْ اَشغَالِہٖ تِلکَ اللَّیَالِی شَأنُه ذُوشانٍ

وَاضرِب لَهُم مَثلاً بِصَبٍّ غَابَ عَن مَحجُوبِہٖ فِی شَاسِعِ البُلْدانِ

وَالشَّوقُ یُزْعِجُه اِلیهِ وَمَالَہٗ بِلقَائِہٖ سَبَبٌ مِنَ الاِمکَانِ

- اور ہم نے روایت کیا کہ ان کا وہ شغل جو سورۃ یسین میں مختصراً بیان ہوا ہے۔
- شغل میاں بیوی کے لمبی مدت کے جذبات شوق سے کھیلنے کودنے کے بعد والا شغل ہوگا۔
- اللہ کی قسم ان راتوں کے اس شغل کے متعلق نہ پوچھ اس شغل کی شان ہی نرالی ہے۔
- اور ان کی مثال یوں سمجھ لو کہ کوئی عاشق اپنے محبوب کی تلاش میں عرصہ دراز تک مختلف شہروں میں سرگردان رہا ہو۔
- اور اس کا شوق وصال اسے ہر لحہ تڑپائے رکھتا ہو اور ملاقات کا کوئی امکان نہ ہو۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ ہم نے سورہ یٰسین کی آیت مبارکہ:

﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝﴾ [یٰس 36: 55-57]

"جنت والے اس دن اپنے شغل میں خوش وخرام ہوں گے اور وہ ان کی بیویاں تختوں پر ٹیک لگائے ہوں گے انہیں وہاں سے تمام پھل اور منہ مانگی مراد ملے گی۔"

کی تفسیر میں آنحضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ وہ شغل جماع ہوگا جو دنیا اور قبر

اور حشر کی لمبی جدائی کے بعد ان کو جنت میں حاصل ہو گا۔ اس شغل سے حاصل ہونے والے لطف اور مزے کے متعلق نہ پوچھو بخدا اس کی شان ہی نرالی ہے اس لطف اور مزے کا کچھ اندازہ اس بات سے کرلو کہ کوئی عاشق اپنے محبوب کی تلاش میں سالہا سال تک دنیائے جہان کی خاک چھانتا پھر رہا ہو اور شوق وصال اسے لمحہ بھر چین سے نہ بیٹھنے دیتا ہو اور ملاقات کا امکان بھی نظر نہ آ رہا ہو۔

........❀❀✿✿❀❀........

وَافَی اِلَیهِ بَعدَ طُولِ مُغِیبِهٖ وَ صَارَ الوَصلُ ذَامکَانِ

اَتَلُومُهٗ اَن صَارَذَا شُغلٍ بِهٖ لاَ وَالَّذِیْ اَعطیٰ بِلاَحُسبَانِ

یَارَبِّ غَفراً قَدطَغَت اَقلاَمُنَا یَارَبِّ مَعذِرَةً مِنَ الطُّغیَانِ

❀ اور وہ محبوب اسے لمبی جدائی کے بعد مل جائے اور وصال ممکن ہو جائے۔

❀ کیا تو اسے ملامت کرے گا کہ وہ کیوں شغل میں مصروف ہے نہیں اس اللہ کی قسم جس نے بغیر اندازہ کے یہ نعمت بخشی ہے (قطعاً کوئی ملامت نہیں)۔

❀ میرے اللہ معاف کرنا ہمارے قلم نے حور کی صفات میں حدود سے تجاوز کیا ہے اے میرے اللہ میں اس حد کے آگے گزرنے پر معذرت کرتا ہوں۔

توضیح مطالب

اور محبوب اسے کافی عرصہ بعد مل جائے اور وصال بھی ممکن ہو تو کیا تم اسے محبوب کو آغوش میں لینے پر ملامت کرو گے؟ نہیں، نہیں واللہ نہیں جنت میں ایسا کرنے پر کوئی ملامت نہیں کرے گا۔ اے میرے ستار اور غفار میرا قلم جنت میں ملنے والی حور عین کی صفات کے بیان حد سے تجاویز کر گیا میں اس فروگذاشت کی معافی مانگتا ہوں۔

........❀❀✿✿❀❀........

وَ اِذَا بَدَت فِي حُلَّةٍ مِن لِبْسِهَا وَ تَمَايَلَت كَتَمَايُلِ النَّشْوَانِ

تَهتَزُّ كَالغُصنِ الرَّطِيبِ وَحَمْلُهُ وَرْدٌ وَتُفَّاحٌ عَلَى رُمَّانِ

وَ تَبَخْتُرتْ فِي مَشْيِهَا وَيَحِقُّ ذَاكَ لِمِثْلِهَا فِي جَنَّةِ الحَيَوَانِ

وَ وَصَائِفٌ مِن خَلفِهَا وَاَمَامِهَا وَعَلٰى شَمَائِلِهَا وَعَن اَيمَانِ

كَالبَدرِ لَيلَةَ تَمِّهٖ قَدْ حُفَّ فِي غَسقِ الدُّجٰى بِكَوَاكِبِ النِّيرَانِ

- اور وہ حور جب بے مثال لباس زیب تن کر کے نکلے گی اور (حسن و جمال کے نشہ میں مست ہو کر) مخمور انسان کی طرح بڑے ناز نخرے سے چلی رہی ہو گی۔
- تو اس کا جھوم جھوم کر چلنا اور دائیں بائیں جھکنا اس تر و تازہ شاخ کی طرح ہو گا جس نے پھل، سیب اور انار اٹھا رکھے ہوں۔
- اور وہ ہمیشہ والے جنت میں بڑے نخرے سے چل رہی ہو گی اور اس طرح چلنا اس جیسی نادرہ روزگار کا حق بھی ہے۔
- اور اس کی خدمت گزار لونڈیاں اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں چل رہی ہوں گی۔
- اس کا بدن گویا چودھویں رات کا چاند ہو گا جیسے اندھیری رات میں جگمگاتے تاروں نے گھیر رکھا ہو۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ جنت کے پھولوں اور پھلوں سے لدے ہوئے باغات میں اس حور کا چلنا پھرنا اور دائیں بائیں جھومنا اس تر و تازہ اور سبز و شاداب شاخ کی طرح ہو گا جس پر گلابی رنگ کے پھول اور سیب اور انار لگے ہوں اور اس طرح

چلنا کسی تکلف کی بنا پر نہیں ہوگا بلکہ یہ چال اس کی خوبصورتی کا طبعی تقاضا ہوگی جب کوئی حسینہ اور جمیلہ دوشیزہ، اناروں جیسے پستان اور سیب جیسی ٹھوڑی اور گلابی پھول جیسے رخساروں اور سرو جیسے قد وقامت والی ہوتی ہے تو اس کی چال میں اور گفتار میں نخرے کا آنا اور مٹک مٹک کر چلنا اس کا طبعی تقاضا بن جاتا ہے۔ جب یہ حور جنت کا بے مثال سوٹ اور دوپٹہ زیب تن کر کے اپنی ہم جولیوں اور باندیوں کے جلو میں باہر نکلے گی تو یوں معلوم ہوگی جیسے صاف شفاف نیلگوں آسمان میں رات کو ستاروں کے درمیان چودھویں کا چاند دمک رہا ہو۔ چنانچہ وہ مخمور انسان کی طرح اپنے حسن و جمال کے نشے مست ہوکر ناز ونخرے سے اپنے جنتی دلہے کے سامنے آئے گی۔

فَلِسَانُهُ وَفُؤادُهُ وَالطَّرفُ فِي دَهَشٍ وَاِعجَابٍ وَفِي سُبحَانِ

فَالقَلبُ قَبلَ زِفَا فِهَا فِي عُرسِهِ وَالعُرسُ إِثرَ العُرسِ مُتَّصِلاَنِ

حَتَّى اِذَا مَاوَا جَهَتهُ تَقَابَلاَ أَرَأَيتَ اِذ يَتَقَابَلُ القَمَرَانِ

- اسے دیکھ کر اس سعادت مند انسان کی زبان تسبیح اور دل تعجب اور آنکھ حیرانی میں پڑ جائے گی۔
- اس کا دل اسے آغوش میں لینے سے پہلے ہی آغوش والا لطف حاصل کرے گا لیکن لطف اندوز دیدار اور اس کے بعد حجلہ عروسی میں ملاپ کے کیا کہنے۔
- جب وہ اسے ملے گی اور یہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے تو بتاؤ دو چاند آمنے سامنے آجائیں تو کیا سہانا منظر ہوگا۔

توضیح مطالب

اے دیکھ کر خوش نصیب نیکو کار تہجد گزار دلہے کی زبان بے ساختہ سبحان اللہ سبحان اللہ پکارنے لگے گی اور دل تعجب میں مبتلا ہو جائے گا اور آنکھیں حیران رہ جائیں گی چنانچہ اس کے دیدار سے دل کو وہی سرور اور لطف حاصل ہوگا جو شب زفاف سے حاصل ہوتا ہے لیکن یہاں تو یکے بعد دیگر دو خوشیاں اکٹھی ہوگیں ایک لذت دیدار اور دوسری لذت وصال ایک سے بڑھ کر ایک۔ جب وہ چاند جیسی دلہن اس سورج جیسے دلہے کے سامنے آئے گی تو بتاؤ وہ منظر کیسا خوش نما اور سہانا ہوگا!

فَسَلِ الْمُتَيَّمَ هَل يُحِلُّ الصَّبرُ عَن ضَمٍّ وَتَقبِيلٍ وَعَن فَلَتَان

وَسَلِ الْمتيم اَيْنَ صَبْرَهُ خَلْفَ صَبْرَهُ فِي اَيِّ وَادٍ اَمْ بِاَيِّ مَكَان

وَسَلِ الْمُتَيَّمَ كَيفَ حَالَتهُ وَقَد مُلِئَت لَهُ الاُذُنَانِ وَالعَينَان

مِنْ مَنطِقٍ رَقَّتْ حَوَاشِيُهُ كَمْ بِهِ لِلشَّمسِ مِن جَرَيَان

وَسَلِ الْمُتَيَّمَ كَيفَ عَيشَةُ اِذَا وَهُمَا عَلَى فِرَاشِهِمَا خَلِوَان

- اب اس عاشق سے پوچھا کیا وہ اس موقع پر سینے سے لگانے اور بوسہ لینے اور چستی دکھانے سے صبر کر سکے گا۔
- اور اس عاشق بامراد سے پوچھا کہ اب اس کا صبر کس وادی یا کسی جگہ رک گیا۔
- اور اس عاشق سے پوچھا کہ جب اس کے کان اس کی نرم گفتگو اور آنکھیں اس کے دیدار سے بھر جائیں گی تو اس کا کیا حال ہوگا۔
- ایسی شیریں گفتگو جو نرم و نازک لبوں سے سنائی دے گی تو کس دیر تک یہ

سورج چلتا رہے گا۔

❀ اور اس سے پوچھنا کہ جب وہ دونوں الگ خیمے میں اپنے بستر پر ہوں گے تو گزران کیسی ہوگی۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ اس صالح نوجوان سے پوچھنا اپنے رب کو راضی کرنے اور ان کے حصول کے لیے ساری عمر صدقہ وخیرات اور سردیوں کی راتوں میں نرم گرم بستر سے اٹھ کر تہجد ادا کرتا رہا ہو اور دنیا کے اسباب زینت سے صبر کر کے اپنے رب کی جنت پر راضی ہو گیا ہو تو کیا وہ اپنے رب کے انعام کو دیکھ کر صبر کر سکے گا؟ بھلا وہ موتیوں کے جڑاؤ والے خیمے کے اندر تنہائی میں اسے سینے سے لگانے یا اس کا بوسہ لینے یا اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لئے سرعت دکھانے سے باز رہ سکے گا اور اس حور کے ولہجے سے پوچھنا کہ جب وہ اس کے پھول کی پتیوں جیسے نازک ہونٹوں سے سریلی اور شریں آواز سنے گا یا چاند کی طرح دمکتے ہوئے چہرے کو دیکھے گا تو صبر کر سکے گا اور یہ بھی پوچھنا کہ جب وہ دونوں سونے اور چاندی کی تاروں سے بنے ہوئے کھاٹوں پر سبز اور نرم قالینوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوں تو وہ زندگی کیسی زندگی ہوگی۔

........❀❀✿✿❀❀........

يَتسَا قَطَانِ لآلِئاً مَنْثُورَةً مِن بَينِ مَنظُومٍ كَنظَمِ جُمَانٍ
وسَلِ الْمُتَيَّمَ كَيفَ مَجلِسُه مَعَ الْمَحبُوبِ فِي رَوحٍ وَفِي رَيحَانٍ
وتَدُورُ كَاسَاتِ الرَّحِيقِ عَلَيهِمَا بِأكُفِّ أقمَارٍ مِنَ الوِلْدَانِ
يتَنَازَعَانِ الكَاسَ هَذا مَرَّةً وَالخودُ أخرىٰ ثُمَّ يَتَّكِئَانِ
فَيَضُمُّهَا وَتَضُمُّه أرَأيتَ مَعشُوقَينِ بَعدَ البُعدِ يَلتَقِيَانِ

- جب دونوں میاں بیوی لڑی میں پروے ہوئے موتیوں کی طرح ہونٹوں سے عسل مصفّٰی کے قطرے بکھیر رہے ہوں گے۔
- اور عاشق سے پوچھنا کہ اس کی مجلس، ناز ونعمت اور خوشبودار ہوا میں محبوب کے ساتھ کیسی ہوگی۔
- جب سربمہر خوش دار شراب کے جام، چاند جیسے غلمان کی ہتھیلیوں کے ذریعے ان کے درمیان گھوم رہے ہوں گے۔
- یہ دونوں ایک دوسرے پر لپکیں گے جامہائے شریں کی چھینا چھپٹی کر کے گاؤ تکیے پر ٹیک لگائیں گے۔
- یہ دونوں ایک دوسرے کو بازوؤں میں لے کر باہم گلے ملیں گے یہ اس سے لپٹ جائے گا وہ اس سے لپٹ جائے گی کیا خیال ہے جب دونوں عاشق اور معشوق لمبی جدائی کے ملاقات کریں۔

توضیح مطالب

فرماتے ہیں کہ جب نوخیز حسین وجمیل دلہا اپنی خوبصورت دوشیزہ سے خوش گپیں لگائے گا تو دونوں کے منہ سے موتیوں کی طرح صاف شفاف اور شہد کی طرح میٹھے قطرات لب گر رہے ہوں گے ذرا سخاوت کے دریا بہانے والے سخی اور سردیوں میں نرم وگرم بستر سے اٹھنے والے تہجد گزار اور دین اسلام کے غلبے کے لیے شیر کی طرح جان دینے والے شہید سے پوچھنا کہ اس کی مجلس ایسے محبوب کے ساتھ کس خوبی سے گزرے گی جس کے چاروں طرف سامان عیش وطرب پھیلا ہوگا اور بھینی بھینی خوشبودار ہوا چل رہی ہوگی اور چاند سے بچے ان درمیان چھلکتے ہوئے جام لے کر چل رہے ہوں گے۔

قرآن میں ہے:

﴿ يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴾ [الطور 23:52]

کہ وہ نہ لغویات کریں گے نہ گناہ کی البتہ محبت کے انداز میں چھینا جھپٹی کریں گے پھر ٹیک لگا کر بیٹھیں گے اور جذبات شوق کی تکمیل کے لیے ایک دوسرے کو سینے سے چپکائیں گے۔

غَابَ الرَّقِيبُ وَغَابَ كُلُّ مُنَكِّدٍ ... وَهُمَا بِثَوبِ الْوَصلِ مُشْتَمِلَانِ

أَتَرَاهُمَا ضَجِرَينِ مِن ذَا الْعَيْشِ ... لَا وَحَيَاةِ رَبِّكَ مَا هُمَا ضَجِرَانِ

وَيَزِيدُ كُلٌّ مِنهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ جَدِيدًا سَائِرَ الأَزْمَانِ

وَوِصَالُهُ يَكْسُو حُبًّا بَعْدَهُ مُتَسَلْسِلاً لَا يَنْتَهِي بِزَمَانِ

- وہاں رقیب بھی غائب ہوگا اور تنگدلی محسوس کرنے والا بھی اور وہ دونوں وصال کے کپڑوں میں لپٹے ہوں گے۔
- کیا خیال ہے ہے بھلا وہ دونوں، زندگی سے اکتاہٹ محسوس کریں گے نہیں، نہیں اور تیرے رب کی قسم وہ کبھی نہ اکتائیں گے۔
- اور ان دونوں میں سے ہر کوئی ایک دوسرے کی نئی سے نئی محبت میں ہمیشہ بڑھتا رہے گا۔
- اور اس حور کا ہر وصال اپنے بعد جدید محبت کا لباس پہنائے گا اور محبت کا یہ عمل مسلسل جاری رہے گا کبھی منقطع نہیں ہوگا۔

توضیح مطالب

یہ خوشگوار زندگی ان نیکوکاروں کو نصیب ہوگی جو اس دنیا میں سحری کے وقت اٹھ

کر اندھیرے میں اپنے رب کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنی حلال طریقے سے کمائی ہوئی دولت کو اس جنت کے طمع میں اور دوزخ سے بچنے کے لیے خدا کے نام پر صدقہ کر دیتے ہیں اور گیدڑوں کی طرح بزدلی سے مرنے کی بجائے راہ خدا میں جہاد کر کے شیروں کی طرح جان دیتے ہیں۔